الدر الثمين
فی فضل الصلوة والسلام علی
النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم
تالیف
محمد عبد السلام بن محمد عبد الواحد
صدیقی مجددی
خانقاہ سلطانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما

# الدر الثمین فی فضل الصلوٰۃ والسلام علی النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف


## محمد عبد السلام بن محمد عبد الواحد

صدیقی مجددی


## خانقاہ سلطانیہ

گلشن عظیم • جہلم • پاکستان

الدر الثمین فی فضل الصلوۃ والسلام علی النبی الامین ﷺ — صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

نام کتاب: ---------- الدر الثمین فی فضل الصلوۃ والسلام علی النبی الامین ﷺ

مؤلف: ---------- محمد عبد السلام بن محمد عبد الواحد صدیقی مجددی

ناشر: ---------- خانقاہ سلطانیہ گلشن عظیم • جہلم • پاکستان

حروف ساز: ---------- محمد رمضان واحدی

کتاب ساز ---------- ناصر رضوان پرنٹنگ فیصل آباد

طباعت اوّل ---------- ربیع الاول شریف ۱۴۴۰ھ نومبر ۲۰۱۸ء

## صلوٰۃ تنجینا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ صَلَاۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ
وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا
بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا اَعْلَی الدَّرَجَاتِ
وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ
فِی الْحَیَاۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

## صلوٰۃ الحضور

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

## صلوة الرضى

اللهم صل على سيدنا محمد صلوة الرضى
وارض عن اصحابه رضاء الرضى

## صلوة الزين

اللهم صل على سيد الابرار وزين المرسلين
الاخيار واكرم من اظلم عليه الليل
واشرق عليه النهار

## صلوة البر

اللهم صل على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا محمد
صلوة دائمة مقبولة تؤدى بها
عنا حقه العظيم

صلی اللہ علی حبیبہ محمد و الہٖ وسلم
الدر الثمین
النبی الامین ﷺ
صلوٰۃ ابراھیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد
کما صلیت علی سیدنا ابراھیم وعلی ال سیدنا ابراھیم
انک حمید مجید
اللھم بارک علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد
کما بارکت علی سیدنا ابراھیم وعلی ال سیدنا ابراھیم
انک حمید مجید

# فہرست مضامین

## مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْوَرٰی اِمَامِ التُّقٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ بَدْرِ الدُّجٰی۔

ساری تعریفیں ربّ تعالیٰ کے لیے ہیں جو وحدہٗ لاشریک ہے، ذات میں یکتا ہے، ہمیشہ سے ہے، زالی، ابدی، کوئی مقابل اور نہ کوئی مثل، نہ کوئی اُس کے مشابہہ ہے۔ عالی شان، بلند مرتبہ، جملہ عیوب سے پاک ہے، سلامتی والا، امان دینے والا، نگہبان، غالب، صورت بنانے والا، بخشش کرنے والا، روزی کو بند کرنا، مشارق و مغارب کا ربّ ہے، اس کی عظمت کے سامنے سب دبکے ہوئے، دبدبہ کی وجہ سے سب دست بستہ، سب کا مالک، سب کا رازق، عزت وذِلت دینے والا، امیری و غریبی پر قادر، تندرست و بیمار کرنے والا، مارنا اور زندہ کرنا اُس کے قبضۂ قدرت میں ہے، دُشمن کو دوست اور رحمت کو زحمت کردینے پر قادر ہے، جس کا حکم ہر شے پر ہے، تَبَارَکَ اسْمُہٗ وَتَعَالٰی جَدُّہٗ وَلَآاِلٰہَ غَیْرُہٗ. کائنات کا ایک ایک ذرہ اُس کی تسبیح میں مشغول ہے، ہم اپنے ہر کام میں اُسی کی مدد کے محتاج ہیں، اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں، اُس پر ایمان لاتے ہیں، اُسی کی پاک ذات پر ہمارا بھروسہ ہے، اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں، اعمال کی بُرائیوں سے اُس کی پناہ میں آتے ہیں، جس کو اللہ ہدایت دے اُس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، جس کو وہ گمراہ کردے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہی معبودِ برحق ہے اُس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ہم گواہی

دیتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

یقیناً تمام باتوں میں سب سے سچی بات قرآنِ مجید کی ہے، سب سے مضبوط سہارا تقوے کا کلمہ ہے، سب سے بہترین دین دینِ ابراہیمی ہے، سب طریقوں سے بہترین طریقہ خُدا کے رسول محمد ﷺ کا طریقہ ہے، سب سے اچھی گفتگو اللہ کا ذِکر ہے اور بہترین واقعات میں سے قُرآنِ مجید کے واقعات ہیں، بہترین کام وہ ہیں جو انسان عزمِ راسخ سے کرے۔ بہترین راہنمائی انبیاء کرام کی راہنمائی۔ سب سے بڑا اندھا پن ہدایت کے بعد گمراہی اختیار کرنا ہے۔ بہترین عمل وہ ہے جو نفع دے، بہترین ہدایت وہ ہے جس پر عمل کیا جائے، سب سے بُرا اندھا پن دِل کا اندھا ہو جانا ہے۔ وَمَاقَلَّ وَكَفٰی خَيْرٌ مِّنْ كَثُرَ وَاَلْهٰی وہ چیز جو ضرورت پوری کرے اگرچہ تھوڑی ہو اس زیادہ چیز سے بہتر ہے جو خُدا سے غافل کردے۔ وَخَيْرُ الْغِنٰی غِنَى النَّفْسِ بہترین غنا نفس کا غنی ہونا ہے، بہترین سامان تقویٰ ہے، اَلسَّعِيْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَيْرِهٖ سعادت مند وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔

يَامَنْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّهُوَالسَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ حَسْبُنَااللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِيْرُ يَادَآئِمًا بِلَافَنَآءٍ وَّيَاقَآئِمًا بِلَازَوَالٍ يَّامُدَبِّرًا بِلَاوَزِيْرٍ سَهِّلْ عَلَيْنَا وَعَلٰی وَالِدَيْنَا كُلَّ عَسِيْرٍ لَآاُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَيْكَ كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ عَزَّجَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَتَقَدَّسَتْ اَسْمَآئُكَ وَعَظُمَ شَانُكَ وَلَآاِلٰهَ غَيْرُكَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَايَشَآءُ بِقُدْرَتِهٖ وَيَحْكُمُ مَايُرِيْدُ لِعِزَّتِهٖ اَلَآ اِلَی اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ وَكُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔

اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ تعالیٰ کے جو ایک

ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ تحقیق (حضرت) محمد ﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ غالب کر دے دینِ حق کو تمام ادیان پر اگرچہ تمام مشرک بُرا منائیں- اس گواہی پر ہم زندہ ہیں اور اس شہادت پر ہم مریں گے اور اسی شہادت پر ہم اُٹھائے جائیں گے قیامت کے دِن۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور اُس کی رحمتِ کاملہ نازل ہو حضور پر نور شافع یوم النشور، شفیعِ معظم، نبی مکرم، رسولِ محتشم، سرکار دوعالم، محبوبِ رب العلیٰ، مطلوبِ رب الاعلیٰ، پناہِ بے پناہاں، کسِ بے کساں، چارۂِ بے چارگاں، وسیلۂ اُمّتاں، محبوبِ انبیاء، مخدومِ ملائکہ، ذی جاہ، ناطق الحق والیقین، رحمۃ للعلمین، سیدنا ومولانا، ماوانا وملجانا احمدِ مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ پر جس نے اپنی قدرتِ کاملہ، سلطنتِ واضحہ، رحمتِ وافرہ اور احسانِ عظیم کے باعث ہمارے آقا ومولیٰ ﷺ کو خلقِ عظیم اور خُلقِ سلیم کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ تمام جہانوں کے لیے رحمت، موحدین میں سے جو آپ پر ایمان لایا اس کے لیے نجات، متقین کا امام، تمام مخلوق پر حجت، شفیعِ محشر، فخر محشر اور اُمت سے اضطراب کو دور کرنے والا بنا کر بھیجا۔ آپ کے ذریعے واضح اور سیدھے راستے کی ہدایت دی، بندوں پر آپ کی اطاعت، عزت، توقیر، رعایت، آپ کے حقوق کا قیام اور جو چیز آپ سے ثابت ہو اس کی پیروی کرنا فرض قرار دِیا۔ آپ پر صلوۃ وسلام پڑھنا فرض کیا، آپ کے ذِکر کو بلند فرمایا، بوجھ کو اُتار دِیا اور جس شخص نے آپ کے حکم کی مُخالفت کی ذِلت ورُسوائی اُس کا مقدر بنا دی۔ کتنا خوش نصیب ہے وہ شخص جسے آپ کی فرمانبرداری کی توفیق ملی اور افسوس ہے اُس پر جو آپ کے راستے سے دور ہو گیا۔ دُرود وسلام بھیجے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر اور اپنی بارگاہ میں آپ کی فضیلت وعظمت کو مزید بلند فرمائے۔

اُس نے آپ کو مخلوق کی طرف ایسا بہترین رسول بھیجا جو عرب و عجم میں بے مثل، اصل و نسل، حسب و نسب اور اصالت میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ عقل و فراست و دانائی اور بُردباری میں فزوں تر، علم و بصیرت، یقینِ محکم اور عزم وراسخ میں سب سے زیادہ قوی، رحم و کرم میں سب سے زیادہ رحیم و شفیق ہیں۔ آپ کے روح و جسم کو مُصفّٰی، مُزکّٰی، نفیس اور عیب و نقص سے منزّہ رکھا۔

اَللّٰہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر دُرود و سلام پڑھنے کا حکم فرمایا۔ کثرت سے دُرود و سلام پڑھنا اہل السنۃ والجماعۃ کی علامت ہے۔ ملائکہ کرام ہمیشہ آپ پر دُرود و سلام کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ مختلف کیفیات عمدہ طریقے سے دُرودِ پاک پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ گناہ مُعاف ہوتے ہیں، اعمال پاک کر دیے جاتے ہیں، درجات کی بُلندی ہوتی ہے، حضور نبی کریم ﷺ کا قُرب حاصل ہوتا ہے، فرشتے اُس کے لیے استغفار کرتے ہیں، دُنیا اور آخرت کی تمام حاجات کو کفایت کرتا ہے۔ مختلف ہلاکتوں کے لیے ذریعہ نجات ہے۔ برکات کا حصول ہے، شفاعت واجب ہو گی، اللّٰہ کی رضا اور رحمت میسر آئے گی، عرش کے سائے میں داخل ہو گا، میزان بھاری ہو گا، حوضِ کوثر سے جام ملے گا، پُل صراط پر گزرنا آسان ہو گا، حوریں کثرت سے مِلیں گی، تنگ دست کے لیے صدقہ کے قائم مقام ہے مال بڑھتا ہے، یہ ایک عبادت ہے، اللّٰہ کے نزدیک محبوب ترین عمل ہے، محافِل کی زینت ہے۔ بیٹے، پوتے سب اس کی برکت سے نفع پائیں گے۔

اللھم صل وسلم وبارک علی النبی الامی وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین

اس کتاب کو ایک مقدمہ اور ابواب پر ترتیب دیا گیا ہے۔

- ابتدا آیتِ مُبارکہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کے معانی اور فوائد پر مشتمل ہے جو کہ اس عنوان کی اصل ہے۔

- جو احادیثِ مُبارکہ ترتیب دی ہیں مُستند ماخذ و مصادر کی طرف رجوع کیا ہے، احادیثِ مُبارکہ کی اسناد میں محدثین کرام کے اقوال ذکر کر دیے ہیں۔
- "جلاء الافہام فی فضل الصلوۃ والسلام "تصنیف علّامہ ابن الیقیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی ۷۵۱ھ، اوراس کی تحقیق، تدقیق، تعلیق، تعیین، توضیح، تہذیب، تفصیل، احادیثِ مبارکہ کی تخریج ابو عبیدہ مشہور بن حسن آلِ سلمان الاردن نے کی، اس وجہ سے اس کتاب کی اہمیت، افادیت بہت زیادہ ہو گئی۔ ناشر دار ابن الجوزی ہیں۔ اس سے کثرت سے استفادہ کیا گیا۔
- القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع مصنف امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی ۹۰۳ھ۔ اس موضوع پر خاصی اہمیت رکھتی ہے اس سے عبارات نقل کی گئیں۔
- سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سیّدِ الکونین علّامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی ۱۳۵۰ھ کی تالیف سے چند مقامات سے درج کیا۔
- مطالع المسرات مصنف امام علّامہ مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی ۱۱۰۹ھ بھی زیرِ مُطالعہ رہی اور دُرودِ پاک کے مُشکِل الفاظ کی تشریح و تفصیل نقل کی۔
- سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد مصنف حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی المتوفّٰی رحمۃ اللہ علیہ
- سیرۃ سیّدِ الانبیاء مترجم علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی

- بعض مسائل میں اختلاف اور دلائل نقل کیے گئے دلائل نقل کرنے بعد رائے کا بھی اظہار کیا گیا۔
- عاجز کے سلسلۂ تصنیف و تالیف میں سر فہرست ہستی اُستاذی مفتی مولانا محمد علیم الدین نقشبندی مُجدّدی حفظہ اللہ ہیں، جنہوں نے قرطاس و قلم سے تعلق جوڑا، ان کی ترغیب اور اللہ کے فضل سے کام کی توفیق میسر ہوتی رہی۔ آپ نے اس مسودے کا مطالعہ فرما کر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا اس میں علمی مباحث ہیں۔
- مسودے کی نظرِ ثانی اور صحتِ عبارت کی ذِمّہ داری مولانا محمد رفیق نقشبندی مجددی نے انجام دی۔
- حروف سازی کا کام حافظ محمد رمضان واحدی نے سر انجام دیا۔
- مطبوعات، صحتِ کتابت، کاغذ کی عمدگی، ٹائیٹل کی ترتیب اور جلد بندی کی نفاست قاری یوسف علی مُجدّدی کی محنت اور اخلاص کا ثمر شیریں ہے۔

خداوند قدوس ان سب کو دُنیا و آخرت میں جزائے جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے اور قارئین اور سامعین کے لیے سود مند بنائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۱۲/نومبر ۲۰۱۸ء، ۳ ربیع الاول شریف ۱۴۴۰ھ یوم الاثنین ۱۲:۳۱ بمقام خانقاہِ سُلطانیہ گلشنِ عظیم جہلم پاکستان

محمد عبد السلام صدیقی کَانَ اللہُ لَہٗ

خانقاہِ سُلطانیہ گلشنِ عظیم جہلم

## آیتِ مُبارکہ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

بے شک اَللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں نبی مکرم ﷺ پر۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر دُرود پڑھو اور خوب سلام بھیجو۔

علّامہ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مقصود اس آیتِ شریفہ سے یہ ہے کہ حضور ﷺ کی قدر و منزلت، عزت و مرتبت لوگوں میں بچ جائے۔ وہ جان لیں کہ خود اَللہ تعالیٰ آپ کا ثناخوان ہے اور اس کے فرشتے آپ پر دُرود بھیجتے رہتے ہیں، ملاء اعلیٰ کی یہ خبر دے کر اب زمین والوں کو حکم دیتا ہے کہ تم بھی آپ پر دُرود و سلام بھیجا کرو تا کہ عالم علوی اور عالمِ سفلی کے لوگوں کا اس پر اجتماع ہو جائے۔ پارہ:۲۲ الاحزاب ۵۶

امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیتِ مُبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام اس آیت مبارکہ کے ذریعہ مُبارک باد دینے لگے، حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو خیر بھی آپ ﷺ پر نازل ہوتی اس میں شریک ہوتے تو پھر ہمارے لیے یہ برکت نازل ہوئی وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (التوبۃ)

تفسیر درالمنثور سورۃ الاحزاب آیت:۵۶

صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: دُرود شریف اَللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی تکریم ہے۔

خزائن العرفان: الاحزاب:۵۶

امام ابو عبد اللہ محمّد بن احمد بن ابو بکر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"یہ ایسی آیتِ مُبارَکہ ہے، جس کے ساتھ اَللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو آپ کی حیاتِ مُبارَکہ اور آپ کے وصال کی حالت میں بھی شرف بخشا۔

اَللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں آپ کا جو مقام و مرتبہ ہے، اُس کا ذکر کیا اور اُس کے ساتھ ہر اُس آدمی کے بُرے فعل سے پاکیزہ بنادِیا، جس نے آپ ﷺ کے مُتعلّق کوئی سوچ اَپنائی۔"

لفظِ صلوۃ کی نسبت اَللہ تعالیٰ کی ذاتِ مُبارَکہ کی طرف ہو تو اِس سے مُراد اُس کی رحمت اور رضا ہے، فرشتوں کی طرف ہو تو مراد دُعا اور اِستغفار ہے، اُمّت کی جانِب ہو تو دُعا اور آپ ﷺ کے اَمر کی تعظیم ہے۔

اس آیتِ مُبارَکہ میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو حکم دِیا کہ وہ اپنے نبی ﷺ پر دُرود پڑھیں۔ دوسرے اَنبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں ایسا حکم نہیں۔ اِس سے مقصد صرف آپ ﷺ کی شرافت کو ظاہر کرنا ہے۔ تفسیر قرطبی، ج:۱۷، ص:۲۱۵

ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ:

اِنَّهٗ قِيْلَ لَهٗ: يارسول الله! اَرَاَيْتَ قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ! هٰذَامِنْ عِلْمِ الْمَكْنُوْنِ. لَوْلَآ اَنَّكُمْ سَاَلْتُمُوْنِيْ عَنْهُ مَآ اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَكَّلَ بِيْ مَلَكَيْنِ فَلَآ اُذْكَرُ عِنْدَ

مُسْلِمٍ فَیُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا قَالَا ذَالِکَ الْمَلَکَانِ: غَفَرَ اللہُ لَکَ وَقَالَ اللہُ تَعَالٰی وَمَلَآئِکَتُہٗ جَوَابًا لِّذَیْنِکَ الْمَلَکَیْنِ: اٰمِیْنَ وَلَآ اُذْ کَرُ عِنْدَ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا قَالَ ذَالِکَ الْمَلَکَانِ: لَا غَفَرَ اللہُ لَکَ وَقَالَ اللہُ تَعَالٰی وَمَلَآئِکَتُہٗ لِذَیْنِکَ الْمَلَکَیْنِ: اٰمِیْنَ۔

آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ یارسول اللہ ﷺ! اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کے بارے میں بتائیں؟ آپ نے فرمایا: یہ پوشیدہ علم ہے۔ اگر تم مجھ سے نہ سوال کرتے تو میں اس کے بارے میں نہ بتاتا۔ اللہ تعالٰی نے میرے لیے دو فرشتے مقرر کیے ہیں۔ کسی مسلمان کے پاس جب میرا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ مجھ پر دُرود پڑھتا ہے، تو فرشتے کہتے ہیں کہ: غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ۔ اللہ تعالٰی تجھے بخشے۔ اللہ اور اُس کے فرشتے اُس کے جواب میں کہتے ہیں: آمین اور جس کے پاس میرا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ مجھ پر دُرود شریف نہیں پڑھتا تو فرشتے کہتے ہیں: اللہ تعالٰی تجھے نہ بخشے اور اُس کے فرشتے اُن فرشتوں کے جواب میں کہتے ہیں: آمین۔

حضرت ابوذرؓ رضی اللہ عنہ نے ذکر فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھنے کا حکم دو ہجری میں نازل ہوا۔

بعض عُلماء نے فرمایا کہ: "لیلۃ الاسراء میں نازِل ہوا۔ ابن ابی الصّیف الیمنی رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر سند کے شعبان کی فضیلت میں لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ "شعبان" محمد المختار ﷺ پر دُرود پڑھنے کا مہینہ ہے، کیوں کہ آپ ﷺ پر دُرود پڑھنے کی آیت اِسی مہینہ میں اُتری تھی۔"

مَعارِجُ النُّبوَّت میں ہے:

"حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما می گوید کہ چوں ایں آیت کریمہ نازل شد حضرت رسالت را صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گونہ مُبارک بر مِثالِ دانۂ انار از غایت فرح و استبشار بر افروختہ بود شنیدم کہ می فرمودہ هَنِّئُوْنِیْ مرا مُبارک باد کنید کہ از برائے من آیتے آمدہ است کہ بہتر بود نزدِ من از دنیا وہر چہ در دُنیا است واں آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ برخواند گفتیم هَنِيْئًا لَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خوش گوار باد ترا ایں نعمت۔

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رنگ مُبارک انتہائی خوشی اور مسرت کے باعث انار کے دانہ کی مانند چمکنے لگا۔ میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے مجھے مُبارک باد دو اس لئے کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے، جو میرے نزدیک دنیا ومافیہا سے بہتر ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیتِ مُبارکہ: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ پڑھی، ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ کو اس نعمت پر مُبارک باد ہو۔

دیباچہ معارج النبوت: ص ۱۶۱

## دُرود وسلام پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ

دُرودِ پاک ہمارے آقا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت کے لیے ایسی بے بہا نعمت ہے، جس کی عظمتوں کا اندازہ ہماری کوتاہ اَندیش عقل کے لئے ممکن نہیں۔ عُلمائے اَعلام اور صُوفیائے عِظام کی کثیر تعداد نے اپنی اپنی تصانیفِ مُبارکہ میں دُرودِ پاک کے وِرد کے

فوائد گنوائے ہیں۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اَللّٰہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کا قرب اور اُن کی خوشنودی حاصِل ہوتی ہے، جو ساری نعمتوں سے برتر ہے۔

نور خانقاہ ہدایت: ص ۱۰۳

## آیتِ مُبارَکہ کی صرفی، نحوی اور علمی تحقیق

آیتِ مُبارَکہ میں مضارع کا صیغہ استعمال کیا گیا، جو دوام اور اِستمرار پر دَلالت کرتا ہے تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اَللّٰہ تعالیٰ اور تمام ملائکہ نبی مکرم ﷺ پر ہمیشہ دُرود بھیجتے رہتے ہیں۔

علّامہ فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"یہ آیت بطورِ احسان ذکر کی گئی ہے۔ جملہ کی دو جہتیں ہیں۔ اپنی خبر کے اعتبار سے تجدُّد وحدوث پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح مبتداء کی حیثیت سے استقرار وثبوت پر دلالت کرتا ہے۔ تو اس طرح دونوں حیثیتوں کا جمع ہونا واقعی استمرار و دوام پر دلالت کرتا ہے۔"

القول البدیع، ص: ۳۶

## وضاحت

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں: "اگر یہ سوال کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ ﷺ پر دُرود بھیجتے ہیں تو ہمارے دُرود کی کیا ضرورت ہے؟

تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں: ہم آپ پر اس لیے دُرود نہیں بھیجتے کہ آپ کو ہمارے دُرود کی ضرورت ہے۔ نہ تو آپ کو ہمارے دُرود کی ضرورت وحاجت ہے اور نہ فرشتوں کی۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ خود آپ پر دُرود بھیجتا ہے۔ ہم محض آپ کی

تعظیم و عظمت کے اظہار کی خاطر دُرود و سلام پڑھنے پر مامور ہیں۔ جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنا ذکر ہم پر واجب کر دِیا ہے، حالاں کہ ہمارے ذکر کی اس کو کوئی ضرورت نہیں، وہ تو محض اظہارِ عظمت کے لیے ہم پر واجب ہے اور یہ بھی ہم پر اس کی شفقت و مہربانی ہے تاکہ ہم اس کا ذکر کریں اور ثواب پائیں۔ اسی لیے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک بھیجے گا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجے گا۔

## اسمِ ذات کے ذِکر کی حکمت

الرصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَللہ تعالیٰ نے آیتِ مُبارَکہ میں اسم جلالت ذکر فرمایا اَسمائے حُسنیٰ میں سے کوئی اسم ذکر نہیں فرمایا۔ کیوں کہ اسم جلالت "اَللہ "تمام اسماء وصفات کا جامع ہے۔ جب اسمِ جلالت ذکر کیا جاتا ہے تو اُس کے ضِمن میں تمام صفات کا ذِکر ہو جاتا ہے۔ اگر اَللہ تعالیٰ اَپنا کوئی وصفی نام ذکر فرماتا، تو پھر یہ وہم ہو سکتا تھا کہ صلوۃ و سلام صرف اس اسم وصفی کی وجہ سے ہے، دوسرے اَسمائے صفاتیہ کا اس میں دخل نہیں۔ مگر اسم ذاتی "اَللہ" کا تقاضا یہ ہے کہ صلوۃ و سلام اَللہ تعالیٰ کے ذاتی اور صفاتی دونوں اَسماء کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے تمام اسمائے حسنیٰ کے ساتھ رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے ہر اسم مُبارَک نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے رحمت اور تعظیم کا تقاضا کیا ہے۔

## فرمانِ باری تعالیٰ کا مفہوم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلند مقام، کامل عزت و عظمت کے اظہار کے لیے یہ انداز زیادہ بلیغ ہے۔ گویا فرمانِ باری تعالیٰ کا معنٰی یہ ہوا کہ "اللہ عزوجل " اپنے مُعزز و مکرّم، محترم و مُعظّم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود و سلام بھیجتا ہے۔

- "حمید" اپنے محمود پر دُرود بھیجتا ہے۔
- "ربّ تعالیٰ" اپنے نبی پر صلوۃ بھیجتا ہے۔
- "اَلرّحمٰن" اپنے مکرم نبی پر دُرود بھیجتا ہے۔
- "اَلملکُ الدّیان" اپنے حبیب پر صلوۃ بھیجتا ہے۔
- "اَلکریم" اپنی معزز ترین مخلوق پر دُرود بھیجتا ہے۔
- "اَلرّحیم" اپنی مخلوق کے رحیم آقا پر صلوۃ بھیجتا ہے۔
- "اَلرّؤوف" اپنی مخلوق کے مہربان آقا پر صلوۃ بھیجتا ہے۔
- "اَلنُّور" اپنے نور پھیلانے والے رسول پر دُرود بھیجتا ہے۔
- "اَلجلیل" اپنی مخلوق کے بلند و معزّز آقا پر دُرود بھیجتا ہے۔
- "اَلعظیم" زمین و آسمان والوں کے عظیم آقا پر صلوۃ بھیجتا ہے۔
- "اَلقدّوس" اپنی مخلوق کے مقدّس ترین آقا پر صلوۃ بھیجتا ہے۔
- "اَلحلیم" اپنی مخلوق میں سے سب سے زیادہ بُردبار آقا پر دُرود بھیجتا ہے۔
- "اَلعفو" اپنی مخلوق میں اپنے غلاموں پر سب سے زیادہ در گُذر فرمانے والے رسول ﷺ پر صلوۃ بھیجتا ہے۔
- "اَلماجِد" اپنے بُزرگ، صاحب شرافت، فیّاض، سخی اور اچھے اخلاق والے نبی ﷺ پر صلوۃ بھیجتا ہے۔

معلوم و نامعلوم تمام اسمائے حُسنیٰ اسی طرح تلاش کر کے نکال لیے جائیں اور اسم جلالت "اللہ" میں اس کو جمع کر لیا جائے۔

سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین، ص:١٦٥- ١٧٦،١٧٥ علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

## آیتِ شریفہ کے فوائد و ثمرات

عُلمائے کرام نے اس آیتِ مُبارکہ کے کئی ثمرات وفوائد ذکر فرمائے۔ واحدی نے علّامہ ابو عُثمان الواعظ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے امام سہل بن محمد کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اَللّٰہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کے ساتھ حضور ﷺ کو جو شرف بخشا اس شرف سے زیادہ عظیم اور جامع ہے، جو، فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سر بسجود کرواکر حضرت آدم علیہ السلام کو بخشا تھا۔ کیوں کہ اَللّٰہ تعالیٰ کا فرشتوں کے ساتھ اُس میں شریک ہونا جائز ہی نہیں، جب کہ حضور نبی مکرم ﷺ پر دُرود بھیجنے کی اَللّٰہ تعالیٰ نے خود خبر دی پھر فرشتوں کے مُتعلّق خبر دی۔ پس اَللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے جو شرف آپ کو حاصل ہو اس شرف سے عظیم ہے، جو صرف فرشتوں کے سجدے سے حاصل ہوا اور اَللّٰہ تعالیٰ اس شرف میں شریک نہ ہو۔

"مَسَالِكُ الْحُنَفَاءِ" میں امام سہل رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا کلام نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام پر پہلے خود دُرودِ پاک پڑھنے کا ذکر فرمایا، تاکہ دُرودِ پاک پڑھنے والے کو ترغیب اور نہ پڑھنے والے کو تنبیہ ہو۔ گویا اَللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں اپنے جلال و عظمت وعُلُوِ مرتبت اور مخلوق سے غنی ہونے کے باوجود اپنے محبوب ﷺ پر دُرود بھیجتا ہوں اور فرشتے جو اَللّٰہ تعالیٰ کے ذِکر میں مصروف ہیں اور اُس کی بارگاہ میں عظیم الشان مرتبہ پر فائز ہیں، آپ پر دُرود بھیجتے ہیں، تو تمہارا تو زیادہ حق ہے کہ آپ پر دُرود بھیجا کرو۔ کیوں کہ تم سب حضور علیہ السلام کے محتاج ہو۔ آپ پر اللّٰہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو، کیوں کہ آپ نے تمہاری شفاعت کرنی ہے اور اس لیے کہ آپ کی رِسالت کی برکت سے دُنیا اور آخرت کا شرف پایا ہے۔

## جس کو نیند کم آئے وہ اس آیتِ مُبارَکہ کی تلاوت کرے

جس شخص کو نیند کم آتی ہو وہ سوتے وقت اس آیتِ مُبارَکہ کی تِلاوت کرے۔ ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے عبدوس الرّازی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ نقل کیا ہے کہ اُنھوں نے کم نیند والے شخص کے لیے یہ نسخہ تجویز کیا ہے کہ وہ اس آیتِ مُبارَکہ کی تِلاوت کرے۔

---

## عجیب و غریب واقعہ

علّامہ ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت احمد بن محمد بن عمر الیمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنداً ذکر فرمایا۔ فرماتے ہیں میں صنعاء کے مقام پر تھا، میں نے ایک شخص کو دیکھا جس پر لوگ جمع تھے۔ اِجتماع کا سبب پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ: یہ شخص رمضانُ المُبارَک میں ہماری اِمامت کرتا تھا، بڑے خوب صورت لہجے میں قرآن پڑھتا، جب اس آیتِ مُبارَکہ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ پر پہنچا تو اُس نے يُصَلُّوْنَ عَلٰى عَلِيِّ النَّبِيِّ پڑھ دِیا تو اسی وقت یہ گونگا، مجذوم، مبروص، اپاہج ہو گیا، یہ اُس کا مکان ہے۔

الواحدی نے الاسمعی کے حوالے سے ذکر کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے فہدی کو البصرہ کے منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

اَللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں ایک ایسے کام کا حکم دِیا ہے، جس کی ابتداء اس نے خود کی، پھر وہ کام فرشتوں نے کیا۔ اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرف بخشنے کے لیے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

اِس خُصوصیّت کے ساتھ تمام انبیائے کرام علیہم السلام میں سے آپ کو ترجیح دی، اس نے یہ تحفہ تمہیں دِیا، پس کثرت سے دُرود بھیجو۔

## یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے خطاب

اس آیتِ مُبارَکہ میں "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" فرمایا "یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ" نہیں فرمایا۔ یہ حکم صرف اِیمان والوں کے لیے ہے کیوں کہ دُرودِ پاک بھیجنا اَجَلُّ الْقُرُبَاتِ سے ہے، اس لیے یہ صرف مؤمنوں کے ساتھ خاص ہے

---

آیتِ مُبارَکہ میں اَللّٰہ تعالیٰ نے مَلٰٓئِکَتَہٗ فرمایا، اَلْمَلٰٓئِکَۃ نہیں فرمایا۔ کیوں کہ دونوں صیغوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، دونوں عموم کا فائدہ دیتے ہیں۔ پہلا اضافت کے ساتھ معرفہ ہے، جو تشریف اور تعظیم کے لیے ہوتی ہے۔ دوسرا صیغہ الف لام کے ساتھ معرفہ ہے۔ القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع، ص:۳۶، ۳۷، ۴۹، ۵۵

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

### لطیف نکتہ

علّامہ فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھنا ہمارے لیے عبادت کا حکم رکھتا ہے اور ہمارے اعمال میں نیکیوں کی زیادتی کا باعث ہے۔ فرماتے ہیں "اس میں ایک لطیف نکتہ بھی ہے وہ یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اَللّٰہ تعالیٰ کو تمام مخلوق سے محبوب ہیں۔ ہمیں اَللّٰہ تعالیٰ نے حکم دِیا ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجیں، تو ہم اس حکم کے مطابق آپ کا ذکر کرتے ہیں، پس حقیقت میں ذاکر اَللّٰہ تعالیٰ کی ذات خود ہے مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ یاجب ہم حضور علیہ السلام پر دُرود بھیجتے ہیں تو ہم پر کثرت سے صلوۃ بھیجی جاتی ہے۔ القول البدیع، ص:۳۰

## روضہ اطہر کے پاس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کے ثمرات

حضرت اِمام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے ذِکر فرمایا اور ان کے حوالے سے ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی فدیک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام بیہقی ابن ابی فدیک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمَا سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے مدینہ طیّبہ کے بعض عُلماء سے روایت کیا ہے، جن سے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے بعض عُلمائے مدینہ نے فرمایا کہ ہم نے بعض عُلماء سے سنا، جن سے ہماری ملاقات ہوئی انہوں نے فرمایا کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ:

مَنْ وَقَفَ عِنْدَ قَبْرِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فَتَلٰی هٰذِهِ الْاٰيَةَ: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ سَبْعِيْنَ مَرَّةً نَادَاهُ مَلَكٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ لَمْ تَسْقُطْ لَكَ حَاجَةٌ۔ القول البدیع، ۳۶۰

جو شخص حضور نبی پاک علیہ السلام کے روضہ مُقدّسہ کے پاس کھڑا ہو کر یہ آیت پڑھے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۔ ۔ ۔ الخ پھر ستر مرتبہ کہے: "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ ۔"تو فرشتہ اسے آواز دیتا ہے کہ اے فُلاں اُللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت فرمائے اور اس کی کوئی حاجت ناتمام نہیں رہتی ۔(سب پوری کر دی جاتی ہیں)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بزرگانِ سلف سے منقول ہے کہ جو شخص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے نزدیک یہ آیت پڑھے پھر ستر مرتبہ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیہ وسلم) ستر مرتبہ پڑھے تو ایک فرشتہ آسمان سے آواز دیتا ہے "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ" آج کے دِن تیری کوئی ایسی ضرورت نہیں رہے گی جو پوری نہ ہو ۔ بعض عُلمائے کرام فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر

پکارنا منع ہے، اس لیے " صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" کہے تو اچھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ:"یَا نَبِیَّ اللّٰهِ" کہے تو بہت ہی مناسب ہے۔

جذب القلوب الی دیار المحبوب:۲۵۳

## لفظِ سلام کو مصدر سے مؤکّد کرنے کی حکمت

اِس حکمت کے مُتعلّق اکثر سوال ہوتا ہے کہ سلام کو تسلیم سے مؤکّد کیا گیا ہے اور صلوۃ کو مؤکّد نہیں کیا گیا؟

علّامہ الفاکہانی رحمۃ اللہ علیہ کے جواب کا ماحاصل یہ ہے کہ:

- صلوۃ لفظ "اِنَّ" کے ساتھ مؤکّد ہے۔
- اَللہ تعالیٰ کے خود خبر دینے کے ساتھ مؤکّد ہے کہ اَللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے آپ پر دُرود بھیجتے ہیں، جب کہ سلام میں اس طرح کی تاکید نہیں۔ پس اِس کو مصدر کے ساتھ مؤکّد کرنا ہی بہتر ہے۔ کیوں کہ یہاں اور تو کوئی ایسی چیز نہیں، جو تاکید کے قائم مقام ہو سکے۔

علّامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صلوۃ کو سلام پر تقدیم ہے اور تقدیم میں ہمیشہ فضیلت اور عظمت ہوتی ہے، اِس لیے بہتر یہ تھا کہ ذِکر میں مؤخر ہونے کی وجہ سے سلام کو مصدر کے ساتھ مؤکّد کیا جائے، تا کہ لفظاً تاخر کی وجہ سے قِلّتِ اہتمام کا شُبہ نہ ہو۔ القول البدیع، ص:۵۶

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا میں قاضی ابو بکر بن ابی بکیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اَللہ تعالیٰ نے آیت:

"صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا" نازل فرما کر صحابہ کرام اور بعد والے لوگوں کو

نبی پاک علیہ السلام پر دُرودِ پاک پڑھنے کا حکم دِیا ہے۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اَقدس پر حاضری کا شرف حاصل ہو یا آپ کا ذِکرِ خیر ہو تو ضرور سلام عرض کرو۔

## سلام کی نذر ماننے کا حکم

سلام عرض کرنے کی نذر ماننے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کرنا واجِب ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ بارگاہِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سلام عرض کرنا عباداتِ عظیمہ اور قُربات جلیلہ میں سے ہے۔ القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الشفیع:۳۳

## آیت مُبارکہ پڑھنے میں ہمارے بزرگوں کا معمول

خانقاہِ سلطانیہ گلشن عظیم جہلم میں فجر کی نماز کے بعد ختم صلوۃ تنجینا اور ختم خواجگان شریف پڑھنے کا معمول ہے۔ دونوں ختم شریف صلوۃ تنجینا اور ختم خواجگان شریف سے پہلے ان آیاتِ مُبارکہ کی تلاوت کی جاتی ہے: لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اور اس کے بعد اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اور خانقاہِ فتحیہ گلہار شریف کوٹلی میں ختم خواجگان شریف سے پہلے یہی دو آیاتِ مُقدّسہ تلاوت کی جاتی ہیں۔

## دُرود شریف دعا ہے

علّامہ سیّد محمّد امین ابنِ عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو چیز مجھ پر ظاہر ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ دُرود کے قطعاً قبول ہونے سے مرادیہ ہے کہ دُرودِپاک اصلاً مردود نہیں ہوتا۔ دُرودِپاک دُعا ہے اور بعض دُعائیں مقبول ہوتی ہیں اور بعض دُعائیں کسی حکمت کی

وجہ سے مقبول نہیں ہوتیں اور دُرود شریف دُعاؤں کے عموم سے خارج ہے کیوں کہ اَللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ اور یہ جملہ اسمیہ ہے اور اس کی خبر فعل مضارع ہے اور اس کا تقاضا اِستمرار و تجدُّد ہے اور اس جملے کو تاکید سے بھی موکّد کیا ہے۔ اس کا معنی ہے "اَللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر دُرودِ پاک پڑھتا رہتا ہے" پھر اَللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بھی احسان فرمایا اور ان کو بھی دُرودِ پاک پڑھنے کا حکم دِیا، تاکہ ان کو مزید فضل اور شرف حاصل ہو۔ ورنہ حضور نبی پاک علیہ السلام اپنے ربّ کے صلوٰۃ کی وجہ سے مخلوق کی صلوٰۃ سے مستغنی ہیں۔ پس جب مومن اَللہ تعالیٰ سے دُعا کرے گا کہ وہ آپ پر صلوۃ پڑھے تو اس کی یہ دُعا قطعاً قبول ہو گی۔ کیوں کہ اَللہ تعالیٰ نے خود یہ خبر دی ہے کہ وہ آپ پر صلوٰۃ پڑھتا ہے اور باقی دُعائیں اور عبادات اس طرح نہیں ہیں۔ ردالمختار: ج ۲ ص ۲۰۶ بحوالہ تبیان القرآن: ج ۹ ص ۵۴۰

## لفظِ صلوۃ کی تحقیق

وَالْمَعْرُوْفُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ مَّعْنَاهَا اِنَّمَا هُوَ الدُّعَاءُ وَالتَّبْرِيْكُ وَالثَّنَاءُ۔

اہل عرب کے نزدیک لفظِ صلوٰۃ کا معنی "دُعا، برکت اور ثناء" ہے۔ جیسے شاعر نے کہا:

اِنْ ذُكِرَتْ صَلّٰى عَلَيْهَا وَزَمْزَمَا

اور جب اس کا ذکر کیا جائے تو اس کی تعریف کی جاتی ہے اور گُنگنایا جاتا ہے۔

یہاں "صَلّٰى" کا معنی "بَرَّكَ عَلَيْهَا وَمَدَحَهَا" ہے۔ یعنی برکت کی دُعا کی اور اس کی مدح کی۔ جلاء الافہام: ۲۲۷

صلوٰۃ کا لُغوی معنٰی "دُعا، رحمت اور اِستغفار" ہے اور اَللہ تعالیٰ کا اپنے رسول علیہ السلام

کی تعریف اور توصیف بیان کرنا ہے۔ تفسیر مظہری، بحوالہ القاموس المحیط: ج۲ص ۱۷۰۹

وَاَصلُ ھٰذِہِ اللَّفظَۃِ یَرجِعُ اِلٰی مَعنَیَینِ۔

- اَلدُّعَاءُ وَالتَّبرِیکُ۔
- اَلعِبَادَۃُ۔

لفظ صلاۃ کی اصل دو معنوں کی طرف لوٹتی ہے۔ دُعا اور برکت کا حُصول۔

پہلے معنی پر ارشادِ خُداوندی دلالت کرتا ہے: خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا وَصَلِّ عَلَیْھِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ۔ التوبۃ:۱۰۳

آپ اِن کے مالوں سے صدقہ لیں اور یوں اِن کو اس کے ذریعے پاک اور طاہر کریں اور اِن کے لیے دُعا فرمائیں آپ کی دُعا اِن کے لیے سکون کا باعث ہے۔

اور منافقین کے بارے میں فرمایا: وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ۔ التوبۃ:۸۴

ان (کافروں منافقین) میں سے جو مر جائے اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلَی الطَّعَامِ فَلْیُجِبْ فَاِنْ کَانَ صَائِمًا فَلْیُصَلِّ فُسِّرَ بِھِمَا قِیْلَ: فَلْیَدْعُ لَھُمْ بِالْبَرَکَۃِ وَقِیْلَ: یُصَلِّیْ عِنْدَھُمْ بَدَلَ اَکْلِہٖ۔

جب تم میں سے کسی کو کھانے کے لیے بلایا جائے تو (اس دعوت کو) قبول کرے اگر وہ روزہ دار ہو تو دُعا مانگے۔ (یہاں فلیصل کا لفظ فرمایا) اس کی وضاحت دونوں معنوں سے کی گئی یعنی: "فَلْیَدْعُ لَھُمْ بِالْبَرَکَۃِ" پس ان کے لیے برکت کی دُعا کرے اور یہ

بھی کہا گیا: "يُصَلِّيْ عِنْدَهُمْ "ان کے ہاں کھانا کھانے کی بجائے نماز پڑھے۔

یہ بھی کہا گیا کہ: اِنَّ الصَّلٰوةَ فِي اللُّغَةِ مَعْنَاهَا: اَلدُّعَا۔

لغت میں "الصلوٰۃ" کا معنی "دُعا" ہے۔

دُعا کی دو قسمیں ہیں:

- دُعائے عبادت
- دُعائے مسئلہ (سوال کرنا)

عبادت کرنے والا بھی داعی ہوتا ہے جس طرح سوال کرنے والا دُعا کرنے والا کہلاتا ہے۔ یہ دونوں باتیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک سے واضح ہوئیں:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ الغافر: آیت ۶۰

مجھے پکارو میں تمہاری دُعا کو قبول کروں گا۔

ایک معنیٰ ہے میرا حکم مانو میں ثواب عطا کروں گا، دوسرا معنیٰ ہے مجھ سے سوال کرو میں قبول کروں گا۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ البقرۃ:۱۸۶

اور جب میرا بندہ آپ سے میرے بارے میں سوال کرے تو اسے بتادو کہ میں قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کو سُنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

لفظِ "صلوۃ" لغت میں اپنے مُسمّٰی پر باقی ہے اور وہ ہے "الدُّعا۔"

دُعا کا اطلاق دُعائے عبادت پر بھی ہوتا ہے اور دُعائے مسئلہ پر بھی۔

وَالْمُصَلِّيْ مِنْ حِيْنَ تَكْبِيْرِهٖ اِلٰى سَلَامِهٖ بَيْنَ دُعَاءِ الْعِبَادَةِ وَدُعَاءِ الْمَسْئَلَةِ فَهُوَ فِيْ صَلَاةٍ حَقِيْقَةً لَّا مَجَازِيَّةً۔

نمازی تکبیر سے لے کر سلام تک دُعائے عبادت اور دُعائے مسئلہ دونوں کے درمیان ہوتا ہے اور وہ حقیقۃً صلاۃ میں ہوتا ہے نہ کہ مجازی طور پر۔

لٰکِنْ خُصَّ اسْمُ الصَّلٰوۃِ بِھٰذَا الْعِبَادَۃِ الْمَخْصُوْصَۃِ۔

لیکن "الصلوٰۃ" کا نام اُس مخصوص عبادت کے لیے خاص کیا گیا ہے، جس طرح کہ دیگر الفاظ کو اہل لغت و عرف بعض مُسمّٰی کے ساتھ خاص کرتے ہیں، جس طرح "الدَّابَّۃُ اور الرَّأْسُ" وغیرہ۔

تو یہ الفاظ کی تخصیص ہے جن مسمات کے لیے یہ لفظ وضع کیا گیا ہے ان پر منحصر ہو جاتا ہے اسی لیے یہ نقل کو واجب نہیں کرتا اور نہ ہی اپنے اصلی موضوع سے نکلتا ہے۔

"دَابَّۃ" لغوی اعتبار سے ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو زمین پر چلتی ہے۔ اسی طرح "رَأْسٌ" سر کو کہتے ہیں لیکن عرف میں بعض سروں پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔

جلاء الافہام علامہ ابن القیم الجوزیۃ: ص۲۱۶،۲۱۵

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صلوٰۃ کا لغوی معنی میلان اور جھکنا، صلوین سے ماخوذ ہے۔

امام نَوَوِی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: صلوٰۃ کے اشتقاق میں بہت سے اقوال ہیں اور ان میں سے اکثر باطل ہیں۔

ابن ہشام نے مُغنی میں فرمایا: "میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ صلوٰۃ کا ایک ہی معنی ہے اور وہ ہے "محبّت اور میلان۔ "اللہ تعالیٰ کی نسبت سے "رحمت"، فرشتوں کی نسبت سے "استغفار" اور انسانوں کی نسبت سے "ایک دوسرے کے لیے دُعا۔"

مطالع المسرّات، شرح دلائل الخیرات مترجم: ص۷۹،۸۰،۸۱

## صلوٰۃ کی نسبت کا مفہوم

جب صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس سے مراد "رحمت اور عُمدہ تعریف کرنا" ہے، جب لفظ صلوٰۃ کی نسبت بندوں کی طرف ہو تو مراد "دُعا اور استغفار" ہوتا ہے۔

تفسیر مظہری: ج ۳ ص ۳۳۵

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت فرماتا ہے، فرشتے آپ کے لیے دُعا کرتے ہیں۔

آپ ہی سے مروی ہے کہ "یُصَلُّوْنَ" بمعنی "برکت دیتے ہیں۔"

بعض عُلماء فرماتے ہیں:

"صلاۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنٰی "رحمت کرنا" ہوتا ہے، اگر نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو اس کا معنٰی "استغفار کرنا" ہوتا ہے۔"

## اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کا مفہوم

حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی صلاۃ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ، ملائکہ میں آپ کی ثنا فرماتا ہے اور صلوٰۃِ ملائکہ کا معنٰی آپ کے لیے دُعا کرنا ہے۔"

تفسیر مظہری سورۃ الاحزاب: آیت ۵۶

صَلٰوۃُ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ فَنَوْعَانِ: "عَامَّۃٌ وَّخَاصَّۃٌ" اللہ تعالیٰ کی بندوں پر صلوٰۃ کی دو قسمیں ہیں: "عام اور خاص۔"

عام: مومن بندوں پر اللہ تعالیٰ کی صلاۃ۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلَائِکَتُہٗ

الاحزاب: ۴۳

اسی سے حضور نبی کریم ﷺ کی دُعائے مُبارَک ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ)

اے اللہ !ابو اوفٰی کی آل پر رحمت نازل فرما۔ بخاری شریف:۱۴۹۷، مسلم شریف:۱۰۷۸

ایک حدیثِ مُبارَک میں ہے:

ایک عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ !میرے اور میرے خاوند کے لیے دُعا فرمائیں۔"

آپ نے فرمایا:

"صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکِ وَعَلٰی زَوْجِکِ۔"

اَللہ تعالیٰ تجھ پر اور تیرے خاوند پر رحمت نازل فرمائے۔

ابو داود شریف: ۱۵۳۳، صحیح ابن حبان:۹۱۸

خاص: دوسری قسم وہ ہے، جو خاص ہے۔ یہ اَنبیائے کرام، رُسُلِ عِظام کے لیے خاص ہے اور بالخصوص حضور سرکار دوعالم، خاتم النَّبِیین ﷺ کے لیے ہے۔ اَللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ کے معنیٰ میں اختلاف ہے اور اس کے مختلف اقوال ہیں۔

اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِیْ مَعْنَی الصَّلٰوۃِ مِنْہُ سُبْحَانَہٗ عَلٰی اَقْوَالٍ۔

اَللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ کے معنیٰ میں مختلف اقوال ہیں۔

- صَلٰوۃُ اللّٰہِ سے اس کی "رحمت" صَلٰوۃُ الْمَلَآئِکَۃِ سے "دُعا" مراد ہے۔
- اَللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ سے اس کی "مغفرت" مراد ہے۔

## نبی پاک ﷺ پر صلوٰۃ کا معنیٰ

امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب میں فرمایا: نبی پاک علیہ السلام پر صلوٰۃ کا معنیٰ تعظیم ہے،

لٰہذا "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ" کا معنٰی یہ ہے کہ اے اللہ ! اپنے حبیب کریم ﷺ کی عظمتوں میں اضافہ فرما۔ دُنیا میں آپ کا ذِکر بلند کرنے، دین کو غالب کرنے، شریعت کو باقی رکھنے اور آخرت میں کثرتِ ثواب، اُمت کے شفیع بنانے اور مقامِ محمود سے فضیلت ظاہر کرنے سے۔ اس وجہ سے "صَلُّوْا عَلَيْهِ" کا معنی ہے:

"اپنے رب سے دُعا مانگو کہ اپنے حبیب ﷺ پر صلوٰۃ بھیجے۔"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "فرشتے آپ کے لیے برکت کی دُعا کرتے ہیں۔"

لفظ "صلوٰۃ" کا معنٰی نبی کریم ﷺ کی "تعریف، توصیف" اور آپ ﷺ کے "شرف، فضیلت اور حُرمت" کا اظہار ہے، جیسا کہ اس لفظ سے معروف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے خبر دی کہ وہ اور اُس کے فرشتے آپ ﷺ پر دُرود بھیجتے ہیں پھر دُرود شریف پڑھنے کا حکم دِیا، تو معنٰی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے آپ پر دُرود بھیجتے ہیں تو تم بھی دُرود بھیجو۔ تم پر زیادہ لازم ہے کہ دُرود اور خوب سلام بھیجو، کیوں کہ تمہیں حضور علیہ السلام کی رسالت کی برکت سے دُنیا اور آخرت کا بہترین شرف حاصل ہوا۔

آیتِ مُبارکہ میں جس صلوٰۃ کا حکم دِیا گیا وہ اللہ تعالیٰ سے طلب ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صلوٰۃ اور اپنے فرشتوں کی صلاۃ کی خبر دی ہے اور یہ سرکار دوعالم ﷺ کی تعریف، آپ ﷺ کے فضل وشرف کا اظہار اور آپ ﷺ کی تکریم اور قربِ خُداوندی کا اظہار ہے تو یہ (صلوٰۃ) خبر اور طلب دونوں پر مشتمل ہے۔ پڑھنے والے کی طرف سے آپ ﷺ کی تعریف کو متضمن ہے، آپ ﷺ کے

شرف و فضل کے ذِکر کی طرف اِشارہ ہے اور اَللّٰہ تعالٰی کی طرف سے ارادہ اور مَحبّت ہے، پس یہ خبر اور طلب دونوں کو شامل ہے۔ جلاء الافہام، ص:۲۳۱

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

اے ایمان والو! تم بھی آپ پر دُرود بھیجا کرو اور سلام عرض کیا کرو۔

---

اَللّٰہ تعالٰی نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے نبی ﷺ پر دُرود پڑھیں۔ دوسرے انبیاء کے بارے میں ایسا حکم نہیں تو اس سے مقصد آپ کی شرافت کو ظاہر فرمانا تھا۔ قرطبی شریف، سورۃ الاحزاب

## وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

قاضی ابو بکر بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس آیت مُبارَکہ میں اَللّٰہ تعالٰی نے صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دِیا کہ وہ آپ پر سلام پیش کریں۔ اسی طرح جو بعد کے مُسلمان ہیں، ان کو بھی حکم دِیا گیا کہ وہ بھی آپ پر سلام پیش کریں، جب وہ آپ کی قبر پر (بارگاہِ اقدس میں) حاضر ہوں اور جب آپ کا ذِکر مُبارَک کیا جائے۔ قرطبی شریف، سورۃ الاحزاب

## تعظیمِ مُصطفٰی ﷺ

علّامہ الحلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں ذکر فرمایا ہے کہ: "حضور نبی پاک علیہ السلام کی تعظیم ایمان کا حصّہ ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ تعظیم مَحبّت سے بلند تر منزل ہے۔"

پھر فرماتے ہیں: "ہم پر واجب ہے کہ ہم آپ سے ایسی مَحبّت کریں اور تعظیم بجا

لائیں، جو اُس محبّت اور تعظیم سے بڑھ کر ہو، جو غلام کو اپنے آقا سے اور بچے کو اپنے والِد سے ہوتی ہے۔"

پھر فرماتے ہیں: "اسی کی مثل ہمیں قرآنِ مجید نے حکم دِیا ہے اور اَللّٰہ تعالیٰ کے اَوامر وارِد ہیں۔"

پھر انہوں نے وہ آیات اور اَحادیث اور صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات ذکر کیے، جو ہر حال اور ہر طریقہ سے آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم کے کمالات پر دلالت کرتے ہیں۔

پھر فرمایا: "یہ تو ان لوگوں کی تعظیم و توقیر کا حال تھا جنہیں مشاہدہ کی دولت سے سر فراز کیا گیا تھا۔ مگر آج ہم کو آپ ﷺ کی تعظیم کے لیے حکم یہ ہے جب بھی آپ کا ذِکر ہو آپ ﷺ پر دُرود پاک بھیجا جائے۔ اَللّٰہ تعالیٰ کا اِرشادِ مُبارک ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

اَللّٰہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آپ پر دُرود پاک پڑھنے کا حکم دِیا۔ ملائکہ کے مُتعلّق یہ خبر دی کہ وہ آپ پر دُرود پڑھتے ہیں۔ فرشتے آپ پر دُرودِ پاک پڑھ کر اَللّٰہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ پس ہم اس چیز کے زیادہ مستحق ہیں۔

کسی عارف نے فرمایا ہے کہ: مِنْ اَعْظَمِ شُعَبِ الْاِيْمَانِ الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مَحَبَّةً لَّهٗ اَدَآءً لِّحَقِّهٖ وَتَوْقِيْرًا لَّهٗ وَتَعْظِيْمًا وَّالْمُوَاظَبَةُ عَلَيْهَا مِنْ بَابِ اَدَآءِ شُكْرِهٖ ﷺ وَشُكْرُهٗ وَاجِبٌ لِّمَا عَظُمَ مِنْهُ مِنَ الْاِنْعَامِ فَاِنَّهٗ سَبَبُ نِجَاتِنَا مِنَ الْجَحِيْمِ وَدُخُوْلِنَا فِيْ دَارِ النَّعِيْمِ وَاِدْرَاكِنَا الْفَوْزَ بِاَيْسَرِ الْاَسْبَابِ وَنَيْلِنَا السَّعَادَةَ مِنْ كُلِّ الْاَبْوَابِ وَ وُصُوْلِنَا اِلَى الْمَرَاتِبِ السَّنِيَّةِ وَ الْمَنَاقِبِ الْعُلْيَةِ بِلَا

حِجَابٍ۔ القول البدیع: ص۳۵،۳۰

آپ ﷺ کی محبّت اور آپ کے حق کی ادائیگی اور آپ کی عزت و عظمت و توقیر کے لیے دُرودِ پاک پڑھنا ایمان کا بڑا حصہ ہے اور دُرود شریف پر مواظبت آپ ﷺ کے شکریہ کی ادائیگی کا ایک طریقہ ہے اور شکریہ ادا کرنا واجب ہے، کیوں کہ آپ ﷺ کی طرف سے ہم پر بہت بڑا انعام ہے، آپ ﷺ کے وسیلہ سے جنت میں دخول، دوزخ سے نجات، آسان ترین اسباب کے ذریعے کامیابی کے حصول، ہر طرف سے سعادت کا وصول، بغیر حجاب کے مراتب سَنِیَّہ اور مَناقِبِ عُلیا تک پہنچنے کا ہمارے لیے سبب ہیں۔ ارشاد ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

## حالتِ نماز میں سرکار دوعالم ﷺ پر دُرودِ پاک

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِذَا مَرَّ الْمُصَلِّيْ بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلْيَقِفْ فَلْيُصَلِّ عَلَيْهِ فِي التَّطَوُّعِ۔

جب نمازی حالتِ نماز میں نبی پاک علیہ السلام پر دُرودِ پاک والی آیت مُبارَکہ سے گذرے تو چاہیے کہ ٹھہر جائے اور نفلی نماز میں آپ پر دُرود پڑھے۔

یہ اسماعیل القاضی اور النمیری نے تخریج کی ہے، ابو بکر بن ابوداود کی "المصاحب" میں الشعبی تک ضعیف سند کے ساتھ۔ ان سے پوچھا گیا کہ نمازی جب نماز میں حضور نبی پاک علیہ السلام پر دُرودِ پاک والی آیت مُبارَکہ:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ

سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ پڑھے تو: یُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ ؟ کیا آپ ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ۔ ہاں۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِذَا مَرَّ الْمُصَلِّیْ بِاٰیَۃٍ فِیْھَا ذِکْرُ النبی ﷺ فَاِنْ کَانَ فِیْ نَفْلٍ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ ﷺ۔ "جب نمازی ایسی آیت سے گذرے جس میں حضور نبی پاک ﷺ کا ذِکرِ مُبارَک ہو تو اگر وہ نفل نماز پڑھ رہا ہے تو پھر حضور نبی پاک ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھے"

وَاعْلَمْ اَنَّ کَیْفِیَّۃَ الصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ ھُنَا لِلْقَارِیْ وَکَذَا لِسَامِعِہٖ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ اَنْ یَّقُوْلَ: "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" وَلَا یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔"

جان لو کہ یہاں صلوۃ بھیجنے کی کیفیّت یہ ہے کہ قاری اور سامع یوں کہے: "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" اور "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ" نہ کہے۔

القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع، ص:۱۷۷

ابو بکر بن بکیر مالکی کا قول ہے کہ:

اِفْتَرَضَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَلْقِہٖ اَنْ یُّصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّہٖ وَیُسَلِّمُوْا وَلَمْ یَجْعَلْ ذٰلِکَ لِوَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ فَالْوَاجِبُ اَنْ یُّکْثِرَ الْمَرْءُ مِنْھَا وَلَا یَغْفَلَ عَنْھَا۔

اَللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنے نبی مکرم ﷺ پر دُرود وسلام بھیجیں اور اس کے لیے کوئی معلوم وقت نہیں بنایا پس ضروری ہے کہ انسان دُرود شریف میں کثرت کرے اور اس سے غافل نہ ہو۔

القول البدیع: ص ۴۰

# دُرودِ پاک کی فضیلت میں
## اَحادیثِ مُبارکہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔

صحیح مُسلم: رقم ۴۰۸، ترمذی شریف: ۴۸۵

جو آدمی مجھ پر ایک مرتبہ دُرود پاک بھیجے گا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

ایک روایت ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ کُتِبَ لَہٗ بِھَا عَشْرُ حَسَنَاتٍ۔ احمد بن حنبل: ج ۲ص ۲۶۲

جو آدمی مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِپاک بھیجے گا اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشَرَ صَلَوَاتٍ حُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَّرُفِعَتْ لَہٗ عَشَرُ دَرَجَاتٍ۔ رواہ النسائی: ج ۳ر قم ۱۲۹۷

جو آدمی مجھ پر ایک مرتبہ دُرود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، دس گناہ مٹادے گا، دس درجات بلند فرمائے گا۔

## بشارتِ الٰہیہ

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دن کاشانہ اَقدس سے نکل کر کھجور کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بہت طویل سجدہ کیا، میں ڈر گیا کہیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وفات تو نہیں دے دی۔ چناں چہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھنے کے لیے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا سر مُبارک اٹھایا اور فرمایا:

مَالَکَ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ؟

اے عبد الرحمن کیا ہوا؟ میں نے صورتِ حال آپ کے سامنے ذِکر کر دی۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ جِبْرِیْلَ قَالَ لِیْ: اَلَا اُبَشِّرُکَ اِنَّ اللّٰہَ عزوجل یَقُوْلُ:

مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ صَلَّیْتُ عَلَیْہِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَیْکَ سَلَّمْتُ عَلَیْہِ۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو یہ بشارت نہ سنادوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو آدمی آپ پر دُرودِ پاک پڑھے گا میں اُس پر رحمت بھیجوں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اُس پر سلام بھیجوں گا۔ مسند امام احمد: ج ۱ ص ۱۹۱

فَسَجَدْتُ لِلّٰہِ شُکْرًا المستدرک: ج ۱ ص ۵۵۰

## وضاحت

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب خلافیات میں امام حاکم کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے بلکہ سجدۂ شکر کے بارے میں اس سے زیادہ صحیح روایت میرے علم میں کوئی نہیں۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ: ج ۳ ص ۱۹

## دُرودِ ابراہیمی

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ملاقات حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی فرمایا: کیا وہ چیز میں تمہیں ہدیہ نہ کروں جس کو میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے؟ میں نے عرض کیا ٹھیک ہے۔ فرماتے ہیں ہم نے حضور ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ اور آپ کے اہل بیت پر دُرود کس طرح بھیجیں؟ آپ نے فرمایا اس طرح کہو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی (سَیِّدِنَا) اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ (سَیِّدِنَا) اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی (سَیِّدِنَا) اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ (سَیِّدِنَا) اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

بخاری شریف: ج ٦ ص ۴۰۸، صحیح مُسلم: ج ۱ ص ۳۰۵

حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مساجِد میں اوتاد ہوتے ہیں، جن کے ہم مجلس ملائکہ ہوتے ہیں، اگر وہ غائب ہوتے ہیں تو فرشتے اُنہیں تلاش کرتے ہیں، مریض ہوتے ہیں تو اُن کی عیادت کرتے ہیں، اگر اُنہیں دیکھتے تو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اگر کوئی حاجت طلب کرتے ہیں تو فرشتے اُن کی مدد کرتے ہیں۔ جب بیٹھتے ہیں تو فرشتے اُن کے قدموں سے لے کر آسمان تک کی جگہ کو گھیر لیتے ہیں۔ اُن کے ہاتھوں میں چاندی کے ورق، سونے کی قلمیں ہوتی ہیں، وہ نبی کریم ﷺ پر پڑھے جانے والے دُرود کو لکھتے ہیں اور یہ آواز دیتے ہیں:

اُذْکُرُوْا رَحِمَکُمُ اللّٰہُ وَزَادَکُمُ اللّٰہُ "زیادہ زیادہ ذکر کرو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم

فرمائے، تمہارے اجر میں اضافہ فرمائے۔"

اور جب وہ ذِکر شروع کرتے ہیں تو اُن کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، اُن کی دُعائیں قبول کی جاتی ہیں، آہو چشم حوریں اُن کی طرف جھانکتی ہیں، اللہ تعالیٰ ﷻ اُن پر توجہ فرماتا رہتا ہے جب تک وہ اور کسی کام میں مشغول نہیں ہوتے۔

ایک روایت میں ہے: جب تک وہ متفرق نہیں ہوتے۔

جب وہ بکھر جاتے ہیں تو زائرین فرشتے محافِلِ ذکر کی تلاش شروع کر دیتے ہیں۔

اس حدیث پاک کو ابو القاسم بن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور صاحب "اَلدُّرُّ الْمُنَظَّم" نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔ القول البدیع: ص ۱۲۳

-------

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً کَتَبَ اللہُ لَہٗ قِیْرَاطًا وَّالْقِیْرَاطُ مِثْلُ اُحُدٍ۔

القول البدیع: ص ۲۲۱

جو مجھ پر دُرودِ پاک بھیجے گا اللہ تعالیٰ ایک قیراط اجر اُس کے نامہ اعمال میں لکھے گا اور القیراط کی مثال اُحد پہاڑ ہے۔

-------

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَمْحَقُ لِلْخَطَایَا مِنَ الْمَآءِ لِلنَّارِ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الرِّقَابِ وَحُبُّ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَفْضَلُ مِنْ مُہَجِ الْاَنْفُسِ اَوْ قَالَ مِنْ ضَرْبِ السَّیْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ۔

نبی کریم ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھنا، آگ کو پانی کے ساتھ بجھانے سے بھی زیادہ خطاؤں کو مٹاتا ہے اور نبی کریم ﷺ پر سلام پڑھنا، گردنیں آزاد کرنے سے افضل ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی مَحبّت نفسوں کی روح سے افضل ہے یا فرمایا:

"اللّٰہ کے راستہ میں تلوار چلانے سے افضل ہے۔"

اس کو النمیری اور ابن بشکوال نے موقوف روایت کیا ہے۔ القول البدیع: ص ۱۲۵

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا:

یَآاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اَنْجَاکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ اَھْوَالِھَا وَمَوَاطِنِھَا اَکْثَرُکُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً فِیْ دَارِ الدُّنْیَا اِنَّہٗ قَدْ کَانَ فِی اللّٰہِ وَمَلَآئِکَتِہٖ کِفَایَۃٌ اِذْ یَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ عَلَی النَّبِیِّ فَاَمَرَ بِذَالِکَ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیُثِیْبَھُمْ عَلَیْہِ۔

ارشاد فرمایا: اے لوگو! قیامت کے دِن قیامت کی ہولناکیوں اور اس کی تلخیوں سے سب سے زیادہ بچانے والا ورد دُنیا میں تمہارا مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھنا ہے۔ یہ وِرد وظیفہ اللّٰہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں کی طرف سے کافی ہے کیوں کہ اللّٰہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللّٰہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر دُرودِ پاک بھیجتے ہیں۔ اُس نے اسی وظیفہ کا مؤمنین کو حکم فرمایا تا کہ وہ اُنہیں اِس پر اجر عطا فرمائے۔

اس حدیث شریف کو ابو القاسم التیمی نے "الترغیب" میں اور الخطیب نے اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے روایت کیا ہے اور الدیلمی نے "مسندُ الفردوس" میں ابن لال کے طریق سے روایت کی ہے اور اس کی سند انتہائی ضعیف ہے۔ القول البدیع: ص ۱۲۸

-------

اُمُّ المومنین سیّدہ طاہرہ طیبہ عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّلْقَی اللّٰہَ رَاضِیًا فَلْیُکْثِرِ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ۔

جسے یہ پسند ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حالتِ رضا میں ملے اُسے چاہیے کہ وہ مجھ پر کثرت سے دُرودِ پاک پڑھے۔

اس حدیثِ پاک کو الدیلمی نے "مسند الفردوس" میں اور ابن عدی نے "الکامل" میں ذکر فرمایا ہے۔ القول البدیع: ۱۲۸

---

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر مجھے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ اُنس نہ ہوتا تو میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہ کرسکتا، سوائے نبی پاک ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھنے کے۔ میں نے رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

قَالَ جِبْرِیْلُ یَامُحَمَّدُ! اِنَّ اللّٰہَ عزوجل یَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ عَشْرَ مَرَّاتٍ اِسْتَوْجَبَ الْاَمَانُ مِنْ سُخْطِیْ۔

جبریل امین علیہ السلام نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "جو دس مرتبہ آپ پر دُرودِ پاک بھیجے گا وہ میری ناراضگی سے محفوظ ومامون ہو جائے گا۔"

حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

"تین ایسے خوش نصیب شخص ہیں جو قیامت کے دِن عرش کے سائے کے نیچے ہوں گے، جس دِن عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا۔"

- جس نے میرے کسی اُمّتی کی تکلیف کو دُور کیا

- میری سُنّت کو زندہ کیا
- وَأَكْثَرَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ۔ جس نے مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجا۔

---

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام عرش کے وسیع میدان میں ٹھہرے ہوئے ہوں گے، آپ پر دو سبز کپڑے ہوں گے، گویا ایک طویل کھجور کی مانند اپنی اولاد میں سے ہر ایک کو دیکھ رہے ہوں گے، جو جنّت میں جارہا ہو گا۔ اسی اثنا میں حضور نبی پاک علیہ السلام کے ایک اُمّتی کو دوزخ میں جاتا دیکھ لیں گے اور پکاریں گے: يَآ اَحْمَدُ، يَآ اَحْمَدُ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے: لَبَّيْكَ يَآ اَبَاالْبَشَرِ۔ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے: آپ کا یہ اُمّتی دوزخ میں جارہا ہے۔ پس میں بڑی چستی کے ساتھ تیز تیز اُن فرشتوں کے پیچھے چلوں گا اور کہوں گا:

يَارُسُلَ رَبِّيْ قِفُوْا فَيَقُوْلُوْنَ: نَحْنُ الْغِلَاظُ الشِّدَادُ الَّذِيْنَ لَا نَعْصِى اللهَ مَآ اَمَرَنَا وَ نَفْعَلُ مَا نُؤْمَرُ۔

اے میرے ربّ کے فرستادو! ٹھہرو۔ وہ کہیں گے ہم سخت فرشتے ہیں، ہمیں اللہ نے حکم دِیا ہے ہم نافرمانی نہیں کرتے، ہم وہی کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم ملا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی داڑھی مبارک کو دائیں ہاتھ سے پکڑیں گے اور عرش کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے عرض کریں گے کہ: اے میرے پروردگار! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا ہے کہ تو مجھے اپنی اُمّت کے بارے میں رُسوا نہیں کرے گا۔ عرش سے نِداء آئے گی: اے فرشتو! اَطِيْعُوْا مُحَمَّدًا وَّرُدُّوْا هٰذَا الْعَبْدَ اِلَى الْمَقَامِ۔ آپ کی اطاعت کرو اور اسے لوٹا دو۔ پھر میں اپنی گود سے سفید کاغذ اُنگلی کے

پورے کی مانند نِکالوں گا اور اُسے دائیں میزان کے پلڑے میں ڈال دوں گا اور کہوں گا: بسم اللہ۔ تو وہ نیکیوں کا پلڑا برائیوں والے پلڑے سے بھاری ہو جائے گا۔ آواز آئے گی: خوش بخت ہے، سعادت یافتہ ہو گیا، اس کا میزان بھاری ہو گیا، اسے جنّت میں لے جاؤ۔

وہ بندہ کہے گا:

بِأَبِیْ وَاُمِّیْ مَا اَحْسَنَ وَجْھُکَ وَاَحْسَنَ خَلْقُکَ "میرے ماں ب آپ فدا ہوں آپ کا چہرۂ انور کتنا حسین ہے، آپ کی شکل مُبارَک کتنی خوبصورت ہے، آپ نے میری لغشوں کو معاف فرمادِیا، میرے آنسو پر رحم فرمایا، آپ کون ہیں؟

آپ ﷺ فرمائیں گے:

اَنَا نَبِیُّکَ وَھٰذِہٖ صَلَاتُکَ. اَلَّتِیْ کُنْتَ تُصَلِّیْھَا عَلَیَّ۔

میں تیرا نبی ہوں اور یہ تیرا وہ دُرود ہے جو تو مجھ پر بھیجتا تھا اس نے تجھ کو پورا نفع پہنچایا جتنا تجھ کو ضرورت تھی۔

اس حدیث پاک کو ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب "حُسْنُ الظَّنِّ بِاللّٰہِ" میں کثیر بن مُرّۃ الحضرمی عَنْ عَبْدِاللّٰہِ کے طریق سے اور النمیری کے طریق سے روایت کیا ہے۔

القول البدیع: ص ۱۲۹

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے **حضور نبی پاک** علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی:

جو دِن رات میں آپ پر سو مرتبہ دُرودِ پاک بھیجے گا

صَلَّیْتُ عَلَیْہِ اَلْفَیْ صَلٰوۃً: تو میں اُس پر دو ہزار مرتبہ دُرودِ پاک بھیجوں گا۔

وَتُقْضٰی لَہٗ اَلْفُ حَاجَۃٍ: اور اُس کی ہزار حاجتیں پوری کی جائیں گی۔

اَیْسَرُھَا اَنْ یُّعْتَقَ مِنَ النَّارِ: ان میں سب سے آسان آگ سے نجات دینا ہے۔

حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **نبی پاک** علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لائے، ارشاد فرمایا:

"گذشتہ رات میں نے ایک عجیب منظر دیکھا، میں نے دیکھا کہ میرا ایک اُمّتی پُل صراط پر کبھی گھٹنوں کے بل اور کبھی پیٹ کے بل رینگ کر چل رہا ہے، اور کبھی نیچے لٹک جاتا ہے۔"

فَجَاءَتْ صَلٰوتُهٗ عَلَيَّ فَاَخَذَتْهُ بِيَدَيْهِ فَاَقَمْتُهٗ عَلَى الصِّرَاطِ حَتّٰى جَاوَزَهٗ۔

پس اُس کا دُرود مجھ تک پہنچا تو میں نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس کو پُل صراط پر سیدھا کھڑا کر دِیا حتّٰی کہ وہ صحیح سلامت گذر گیا۔

اس حدیث پاک کو طبرانی نے "المعجم الکبیر" میں روایت کیا ہے۔

القول البدیع: ص ۱۳۰

-------

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **حضور نبی پاک** علیہ السلام نے فرمایا:

"جس نے قرآن مجید پڑھا اور اپنے ربّ کی حمد کی اور **نبی کریم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھا، فَقَدِ الْتَمَسَ الْخَيْرَ مِنْ مَّضَانِهٖ اُس نے خیر کو اپنی جگہ سے تلاش کر لیا۔"

القول البدیع: ص ۱۳۵

-------

حضرت ابو الفرج البغدادی نے "المطرب" میں ذکر فرمایا کہ بعض اخبار میں ہے کہ **اللہ تعالیٰ** نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے تجھے دس ہزار کانوں کی قوّتِ سماعت عطا فرمائی حتّٰی کہ تو نے میرے کلام کو سُن لیا اور دس ہزار زبانوں کی قوت گویائی عطا فرمائی، حتّٰی کہ تو نے جواب دِیا۔ تو میرا محبوب اور قریبی تب ہو گا جب تو میرا

ذِکر کرے گا اور محمد ﷺ پر دُرودِ پاک بھیجے گا۔

علّامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض نے اس کی نسبت رسالہ قشیریہ کی طرف کی ہے۔

--------

صاحب "الدرُّ المنظّم" نے ذکر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَکْثَرُکُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً اَقْرَبُکُمْ مِّنِّیْ غَدًا۔

تم میں سے جو مجھ پر کثرت سے دُرودِ پاک پڑھے گا کل میرے زیادہ قریب ہو گا۔

--------

حضرت خضر علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام اور دُرودِ پاک کے مُتعلّق واقعہ کا ذِکر علّامہ مَجدُ الدین فیروز آبادی نے ابو المظفّر کی سند سے کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دِن غارِ کعب میں داخل ہوا، راستہ بھول گیا، اچانک میری ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی، آپ نے فرمایا: چلو، میں اُن کے ساتھ چل پڑا۔ میں نے پوچھا: جناب کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

خضر بن ایشا ابو العباس۔ میں نے حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ایک اور آدمی دیکھا، میں نے اُن کا نام پوچھا تو اُنہوں نے کہا:

الیاس بن سام۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ دونوں پر رحم فرمائے کیا آپ نے حضور علیہ السلام کی زیارت کی ہے؟ اُنہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی عزّت کی قسم آپ مجھے کوئی بات بتائیں میں اُسے آگے روایت کروں۔ تو دونوں نے فرمایا: مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ اِلَّا نَضَّرَ بِهٖ قَلْبُهٗ وَنَوَّرَهُ اللّٰهُ ﷻ۔

جو مسلمان (حضرت سیّدنا) محمد (ﷺ) پر دُرود بھیجے گا اس کی برکت سے اس کا

دِل شاداب اور تروتازہ ہوگا اور اَللّٰہ تعالیٰ اُس کے دِل کو مُنور فرمائے گا۔

میں نے حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک نبی تھے جن کا نام اسمویل علیہ السلام تھا۔ اَللّٰہ تعالیٰ نے اُنہیں دُشمنوں پر فتح عطا فرمائی آپ چالیس آدمی لے کر نکلے۔ اُنہوں نے فرمایا: حملہ کرو اور زبان سے "صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ" کہو۔ یہ پڑھتے ہوئے اُنہوں نے حملہ کیا اُن کے دُشمن سمندر میں غرق ہو گئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب کچھ ہمارے سامنے ہوا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہم نے رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ طَهَّرَ قَلْبُهٗ مِنَ النِّفَاقِ كَمَا يُطَهِّرُ الثَّوْبَ الْمَآءُ۔

جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھا نِفاق سے اُس کا دِل ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے پانی کپڑے کو پاک کر دیتا ہے۔

نیز حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ يَقُوْلُ: "صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ" اِلَّا اَحَبَّهُ النَّاسُ وَاِنْ كَانُوْا اَبْغَضُوْهُ وَاللّٰهِ لَا يُحِبُّوْنَهٗ حَتّٰى يُحِبَّهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ۔

جو مؤمن "صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ" کہتا ہے، تو لوگ اس سے محبّت کرتے ہیں اگرچہ پہلے اُس سے نفرت کرتے تھے، اَللّٰہ کی قسم وہ محبّت نہیں کرتے یہاں تک کہ اَللّٰہ تعالیٰ اُس سے محبّت فرمائے۔

نیز ہم نے منبر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے "صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ" کہا۔

فَقَدْ فَتَحَ عَلٰی نَفْسِہٖ سَبْعِیْنَ بَابًا مِّنَ الرَّحْمَۃِ۔

تو اُس نے اپنے اوپر رحمت کے ستّر دروازے کھول دیے۔

میں نے اُن کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی شام سے **حضور** ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: **یا رسول اللہ** ﷺ ! میرا باپ نہایت بوڑھا ہے اور آپ کی زیارت کا مشتاق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اُسے لے آؤ، اُس نے کہا: **حضور** نظر کمزور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے باپ سے کہو: سات رات "صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ" کا وِرد کرے، خواب میں مجھے دیکھ لے گا اور مجھ سے حدیث رِوایت کرے گا۔ اُس نے ایسے ہی کیا، تو خواب میں آپ ﷺ کی زیارت سے مُشرف ہوا اور وہ حدیث روایت کرتا ہے اور اُس سے حدیث روایت کی جاتی ہے۔

پھر اُن دونوں نے فرمایا:

ہم نے **رسولُ اللہ** ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

جب کوئی مَجلس قائم کرو تو بِسْمِ اللّٰهِ اور " صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ " پڑھو۔ **اللہ تعالیٰ** تم پر ایک فرشتہ مقرر فرمادے گا جو تم کو غیبت سے روکے گا اور جس مَجلِس سے اُٹھو تو انہی الفاظ کو پڑھو تو لوگ تمہاری غیبت نہیں کریں گے اور فرشتہ تمہیں بھی غیبت سے روکے گا۔

القول البدیع: ص ۱۳۸، ۱۳۷

-------

محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوعاً مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

لِكُلِّ شَيْءٍ طَهَارَةٌ وَّغَسْلٌ وَّطَهَارَةُ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ الصَّدْءِ الصَّلٰوةُ عَلَیَّ

ہر چیز کے لیے سامانِ غُسل وطہارت ہوتا ہے اور مؤمنوں کے دِل کو زنگ سے صاف کرنے کا سامان مجھ پر دُرود پڑھنا ہے۔ القول البدیع: ص ۱۳۷

--------

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلٰوةً۔ ترمذی شریف: ج ۱ ص ۳۵۴ رقم ۴۰۸۴

قیامت کے دِن لوگوں میں سے میرے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر زیادہ دُرودِ پاک پڑھتے ہیں۔

## وضاحت

علامہ شیخ علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ، اَلْمُتَوَفّٰی: ۱۰۱۴ھ المعروف مُلّا علی قاری فرماتے ہیں: حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے دُرودِ پاک پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے دِل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بہت زیادہ ہے اور تعظیم مقتضی ہے آپ کی پیروی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور محبّت کی دلیل ہے، جس پر پروردِگارِ عالم کی محبت مُرتّب ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔

اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرمادیجئے اگر تم اَللہ تعالٰی سے محبّت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اَللہ تعالٰی تم سے محبّت فرمائے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی معاف فرما دے گا۔

اسی وجہ سے بکثرت دُرود شریف پڑھنے والا قیامت کے دِن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ قریب ہو گا۔

اسی حدیث کے ضمن میں علامہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس صحیح حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ قیامت کے دِن **حضور** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب مُحدِّثین کرام ہوں گے۔ کیوں کہ اس اُمّت میں ان سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھنے والی اور کوئی جماعت نہیں۔

بعض حضرات نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ مُحدِّثین قولاً و فعلاً دونوں طرح دُرود پڑھتے ہیں اس لیے انہیں یہ اعزاز حاصل ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ ج:۳ص ۳۱

-------

حضرت عبد **اللہ** بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **حضور** علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَآئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ۔

**اللہ تعالیٰ** کے بہت سے فرشتے زمین پر سیاحت کرتے ہیں اور میری اُمّت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ النسائی: ج ۳ رقم ۱۲۸۲، الدارمی فی السنن: ج ۲ رقم ۲۷۴۷

اس حدیثِ پاک کو امام احمد، الدارمی، ابو نعیم، البیہقی، الخلعی نے روایت کیا ہے ابن حبان اور الحاکم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ **نبی کریم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

قَالَ **رَسُوْلُ اللّٰہِ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ **لِلّٰہِ** مَلَائِکَۃً یَّسِیْحُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَیُبَلِّغُوْنِیْ صَلَاۃَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ اُمَّتِیْ۔

**رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **اللہ تعالیٰ** کے کچھ فرشتے زمین میں گردش کرتے رہتے ہیں اور میری اُمّت کا جو فرد مجھ پر دُرود بھیجتا ہے، وہ مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

اس حدیثِ پاک کو دار قطنی نے ذکر کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَیْسَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّۃِ **مُحَمَّدٍ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُصَلِّیْ عَلٰی (سَیِّدِنَا) **مُحَمَّدٍ** اَوْ یُسَلِّمُ عَلَیْہِ اِلَّا بُلِّغَہٗ یُصَلِّیْ عَلَیْکَ فُلَانٌ وَّیُسَلِّمُ عَلَیْکَ فُلَانٌ۔

**حضور نبی پاک** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کا کوئی فرد آپ پر دُرود یا سلام بھیجتا ہے وہ آپ تک پہنچایا جاتا ہے کہ فُلاں آپ پر دُرود پڑھ رہا ہے اور فُلاں سلام بھیج رہا ہے۔

اس حدیث پاک کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند کے ساتھ موقوفاً روایت کیا ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

لَیْسَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّۃِ **مُحَمَّدٍ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُصَلِّیْ عَلَیْہِ صَلَاۃً اِلَّا وَھِیَ تُبْلَغُہٗ یَقُوْلُ الْمَلَکُ: فُلَانٌ یُصَلِّیْ عَلَیْکَ کَذَا کَذَا صَلَاۃً۔

اُمّت محمدیہ کا کوئی فرد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجتا ہے تو وہ آپ کو پہنچایا جاتا ہے۔ فرشتہ عرض کرتا ہے **حضور**! فلاں آپ پر ایسے ایسے دُرود بھیج رہا ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا حَمَلَھَا مَلَکٌ حَتّٰی یُوَدِّیَھَا اِلَیَّ وَیُسَمِّیَہٗ حَتّٰی اَنَّہٗ لَیَقُوْلُ اِنَّ فُلَانًا یَقُوْلُ کَذَا وَکَذَا۔

جو بھی مسلمان مجھ پر دُرود پڑھتا ہے تو فرشتہ اُسے اُٹھاتا ہے حتّٰی کہ وہ اسے مجھ تک پہنچاتا ہے اور پڑھنے والے کا نام بتاتا ہے حتّٰی کہ وہ یہ بھی کہتا ہے **حضور**! فلاں ایسے ایسے (صیغوں) سے دُرود پڑھ رہا ہے۔ القول البدیع:۱۵۹، ۱۶۰

## درودِ پاک پڑھنے والے کا نام آپ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے

حضرت حمّاد الکوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰی عَلَی **النَّبِی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عُرِضَ عَلَیْہِ بِاسْمِہٖ۔

جب بھی کوئی بندہ حضور نبی کریم ﷺ پر دُرود بھیجتا ہے وہ دُرود آپ ﷺ پر اُس شخص کے نام کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ القول البدیع:۱۶۱

اخرجه النمیری اس کو النمیری نے تخریج کیا ہے۔

## خواب

حضرت سلیمان ابن سحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور عرض کی: یارسول اللہ! یہ لوگ آپ ﷺ کے پاس آتے ہیں اور آپ ﷺ پر سلام پیش کرتے ہیں، کیا آپ اُن کے سلام کو سمجھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نَعَمْ وَاَرُدُّ عَلَیْهِمْ۔ ہاں اور اُن پر سلام لوٹاتا بھی ہوں۔

رواه ابنِ ابی الدنیا والبیهقی فی "حیاۃ الانبیاء" و "الشعب" کلاهما له ومن طریقه ابن بشکوال۔

اس روایت کو ابنِ ابی دنیا اور بیہقی نے حیاۃ الانبیاء اور الشعب میں اور ان کی سند سے ابنِ بشکوال نے ذکر کیا ہے۔

حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حج کیا پھر مدینہ شریف آیا، قبر اقدس کے پاس آکر سلام عرض کیا تو میں نے حُجرہ شریفہ کے اندر سے "وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ" کی آواز سُنی۔ القول البدیع:۱۶۵

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَآءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالسُّرُوْرُ یُرٰی فِیْ وَجْهِهٖ، فَقَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا لَنَرَی السُّرُوْرَ فِیْ وَجْهِکَ، فَقَالَ: اِنَّهٗ اَتَانِیْ مَلَکٌ فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ!

اَمَا یُرْضِیْکَ اَنَّ رَبَّکَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ مِنْ اُمَّتِکَ صَلٰوۃً کَتَبَ اللّٰہُ ﷻ لَہٗ بِھَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، مَحَا عَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَہٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَّ رَدَّ عَلَیْہِ مِثْلَھَا۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کا چہرۂ مُبارک خوشی سے چمک دمک رہا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آج ہم آپ کے چہرۂ مُبارک پر خوشی کے اثرات دیکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہنے لگا: اے محمد ﷺ! کیا آپ اس بات سے راضی نہیں ہیں؟ کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ آپ کا جو بھی اُمّتی آپ پر ایک مرتبہ دُرود پاک پڑھے اللہ رب العزّت اس کے لیے اس کے بدلے میں دس نیکیاں لکھ دیں گے اور اس کی دس خطائیں مٹادیں گے اور اس کے دس درجات بلند فرمائیں گے اور اس کے دُرود پاک کی مثل اس پر بھی لوٹائیں گے۔"

النسائی: ج ۲ص ۱۲۹۵

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیثِ مبارک کو امام نَسائی اور دارمی کے ساتھ امام احمد اور حاکم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی نقل کیا ہے، لیکن اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے:

فَسَجَدْتُّ اللّٰہَ شُکْرًا، یہ بشارت سن کر میں اَللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گیا۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ، ج:۳، ص:۱۲، کتاب الصلوٰۃ

## دُرودِ پاک تمام قضائے حاجات کا ذریعہ ہے

حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں آپ پر کثرت سے دُرود پاک بھیجتا ہوں میں کتنا وقت آپ پر دُرود بھیجنے کے لیے خاص

کرلوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَاشِئتَ: جس قدر تمہاری مرضی۔

میں نے عرض کی: اَلرُّبعَ؟ چوتھائی وقت۔

آپ نے فرمایا: مَاشِئتَ فَاِنْ زِدتَّ فھُوَ خَیرٌ لّکَ۔

جس قدر تمہارا جی چاہے اگر زیادہ وقت مقرر کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

میں نے عرض کیا:

اَلنِّصفَ؟ آدھا وقت۔

فرمایا: مَاشِئتَ فَاِنْ زِدتَّ فھُوَ خَیرٌ لَّکَ۔

جس قدر تمہارا جی چاہے اگر زیادہ وقت مقرر کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

میں نے عرض کی:

اَلثُّلُثَینِ؟ دوتہائی وقت مقرر کرلوں۔

آپ نے فرمایا: مَاشِئتَ فَاِنْ زِدتَّ فھُوَ خَیرٌ لَّکَ۔ جس قدر تمہارا جی چاہے اگر زیادہ وقت مقرر کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

پھر میں نے عرض کی کہ: اَجعَلُ لکَ صَلَاتِیْ کُلَّھَا

میں تمام وقت ہی آپ پر دُرود پاک کے لیے مقرر کردیتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: اِذًا تکْفِیْ ھمَّکَ وَیُغفَرُ لکَ ذَنْبُکَ۔

تب تمہارے غموں کو کفایت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ترمذی شریف: ج ۴ رقم ۲۴۵۷، مستدرک للحاکم: ج ۲ ص ۵۱۳، مسند احمد بن حنبل: ج ۵ ص ۱۳۶

شیخ القاری علی بن سلطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِس حدیثِ پاک میں حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کے سوال کا منشا یہ ہے کہ جن اَوقات میں میں اَپنے لیے دُعا مانگتا ہوں، میں چاہتا ہوں، اُس کے بدلے میں آپ پر دُرودِ پاک کی تعداد بڑھا دوں۔ آپ کی اِس بارے میں کیا رائے ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

تم جتنی مقدار بڑھانا چاہو، تمہیں اِختیار ہے، اِضافہ کرلو تو تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ انہوں نے اِضافہ کرتے کرتے بالآخر یہ عرض کیا کہ:

جتنا وقت دُعا کے لیے الگ کرتا ہوں، سارا وقت آپ پر دُرودِ پاک ہی پڑھوں گا۔

یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا:

اگر تم نے ایسا کرلیا، تو تمہاری ساری پریشانیوں سے تمہاری کفایت کی جائے گی اور تمہارے گناہوں کو بخش دِیا جائے گا۔

حافظ تُورپُشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بار بار سوال کرنے اور دُرودِ پاک بڑھانے کا مقصد یہ تھا کہ **حضور نبی پاک** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کے لیے کوئی حد مقرر کردیں، جس پر وہ عمل پیرا ہو سکیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کے لیے کوئی حد اور مقدار مقرر کرنا مناسب خیال نہ فرمایا، تاکہ ایک تو فضیلت اور فریضہ میں اِلتباس پیدا نہ ہوجائے۔ دوسرا یہ کہ اِس پر اضافہ بھی ممکن رہے اور اِس کا دروازہ بند نہ ہوجائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِس اِضافے کو ہمیشہ اُن ہی کی رائے پر موقوف فرماتے رہے تاکہ وہ رغبت اور شوق سے مقدار میں اِضافہ کرتے رہیں تاآنکہ اُنہوں نے خود ہی عرض کردِیا کہ میں اَپنے لیے دُعا

کرنے کی بجائے ہمہ وقت آپ ﷺ پر دُرودِ پاک ہی پڑھتا رہوں گا۔

آپ نے یہ جو فرمایا کہ تمہارے دِینی اور دُنیوی اَہم کاموں میں تمہاری کفایت کی جائے گی۔اِس کی وجہ یہ ہے کہ:

حضور نبی پاک ﷺ پر دُرود شریف پڑھنا ہے، نیز تعظیمِ مُصطفٰی ﷺ بھی ہے، تو اِس کے بعد اَپنے ذاتی مسائل ومقاصد کو ترک کر کے حقوقِ مُصطفٰی ﷺ کی ادائیگی میں مشغول ہونا ہے اور اَپنے لیے دُعا کرنے پر حضور نبی پاک ﷺ کے لیے دُعا کرنے کو ترجیح دینا ہے۔اِس لیے اَللہ تعالیٰ کی طرف سے کفایت کا ہونا ایک واضح بات ہے۔ مرقاۃ شریف شرح مشکوۃ:ج۳ص۱۳کتاب الصلوٰۃ۔

اِمام اَحمد، اِبن شیبہ اور اِبن عاص رَحِمَهُمُ اللّٰهُ کے اَلفاظ میں اِس طرح ہے:

قَالَ رَجُلٌ يَّارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَيْتَ اِنْ جَعَلْتُ صَلٰوتِيْ كُلَّهَا عَلَيْكَ؟ قَالَ:اِذًا يَّكْفِيْكَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَااَهَمَّكَ مِنْ دُنْيَاكَ وَاٰخِرَتِكَ۔

ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ!اگر میں تمام وقت آپ پر دُرودِ پاک پڑھنے میں صرف کر دوں؟تو آپ نے فرمایا:تب اَللہ تعالیٰ تیری دُنیا اور آخرت کی مشکلیں آسان فرمادے گا۔

-------

## قُبولیتِ دُعا کے لیے عمل

حضرت عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ:

جس شخص کا کوئی اہم مسئلہ ہو وہ بدھ، جمعرات اور جمعہ تین دِن روزہ رکھے۔یوم جمعہ کو خوب طہارت کرے(یعنی غسل وغیرہ کرے) مَسجد کی طرف جائے، کچھ صدقہ

کرے، نمازِ جمعہ ادا کرنے کے بعد یوں کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاِسْمِکَ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَاتَأْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ الَّذِیْ مَلَأَتْ عَظَمَتُہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الَّذِیْ عَنَتْ لَہُ الْوُجُوْہُ وَ خَشَعَتْ لَہُ الْاَصْوَاتُ وَوَجِلَتِ الْقُلُوْبُ لِخَشْیَتِہٖ ۔

القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع: ص ۱۲۵

پھر حضور نبی پاک ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھے پھر اپنی حاجت اَللّٰہ تعالیٰ سے طلب کرے ۔ان شاء اللہ اُس کی دُعا قبول ہو گی اور اس کا مقصد پورا ہو جائے گا ۔

بُزرگوں نے فرمایا: یہ دُعا بے وقوف لوگوں کو نہ سکھائی جائے ممکن ہے کہ وہ اس کا ناجائز استعمال کریں گے یا قطع رحمی کے لیے اسے پڑھیں ۔

جلاء الافہام ص:۵۷، القولُ البدیع ص:۲۲۱

یہ حدیث موقوف ہے ۔

## کثرتِ دُرود کی وجہ سے حوضِ کوثر پر پہچان

امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض آثار میں ہے جس کی سند پر واقف نہیں ہوں:

لَیَرِدَنَّ الْحَوْضَ عَلَیَّ اَقْوَامٌ مَّا اَعْرِفُھُمْ اِلَّا بِکَثْرَۃِ الصَّلَاۃِ عَلَیَّ ﷺ ۔

کچھ لوگ حوض پر میرے پاس آئیں گے جن کو میں فقط دُرودِ پاک کی کثرت کی وجہ سے پہچانتا ہوں گا ۔

## اذان سُنتے وقت دُرود شریف

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّ الْمُؤَذِّنِیْنَ یُفَضِّلُوْنَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: قُلْ کَمَا

یَقُوْلُوْنَ، فَاِذَا انْتَهَيْتَ، فَسَلْ تُعْطَهٗ۔ القول البدیع، ۱۲۹

اے اللہ کے رسول ! (ﷺ) موذنین ہم پر فضلیت حاصل کر لیتے ہیں۔

تو رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم بھی اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتے ہیں۔ جب پورا کر چکو تو سوال کرو پورا کیا جائے گا۔

## طلبِ وسیلہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤوف رحیم ﷺ نے فرمایا:

اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَايَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ۔

جب تم موذّن کی اذان سنو تو وہ جو کہے تم بھی وہی کہو پھر مجھ پر درود پڑھو۔ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔ پھر میرے لیے وسیلے کا سوال کرو۔ وسیلہ جنّت میں ایک درجے کا نام ہے، جو بندگانِ الٰہی میں سے صرف ایک کو ملے گا اور مجھے اُمید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ پس جو کوئی میرے لیے وسیلے کا سوال کرتا ہے میری شفاعت اُس کے لیے حلال ہو جاتی ہے۔

اسے امام مُسلِم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد بن سلمہ المرادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔

صحیح مُسلِم : (باب الاذان) باب استحباب القول مثل قول المؤذن ۲۸۴، ابوداود شریف ۳۲۵، سنن نسائی، ص: ۲۶،۲۵، ابن حبان، ۱۶۹۰، سنن بیہقی: ج:۱، ص: ۱۴۰ جلاء الافہام، ص: ۵۶

## سب عُلوم سے زیادہ برکت والا عِلم، عِلمِ حدیث رسول ﷺ

حضرت ابو القاسم التیمی اپنی ترغیب میں روایت کرتے ہیں کہ:

"ہمیں ابو مُحمد الخباری رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ میں نے ابو احمد عبد اللہ بن بکر بن محمد جو شام کے عالم اور زاہد تھے کو لبنان کے پہاڑ میں یہ فرماتے سنا کہ تمام علوم سے زیادہ برکت والا افضل اور کثیر نفع بخش علم کتابُ اللہ کے بعد حدیثِ رسول ﷺ کا علم ہے کیوں کہ اس میں حضور علیہ السلام پر کثرت سے دُرود ہوتا ہے۔ گویا یہ باغیچوں اور باغوں کی طرح ہے، جس میں ہر قسم کی خیر بھلائی اور فضل پاتا ہے۔" القول البدیع: ص۲۵۹

حضرت ابو احمد الزاہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَبْرَکُ الْعُلُوْمِ وَاَفْضَلُهَا وَاَكْثَرُهَا نَفْعًا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا بَعْدَ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَحَادِیْثُ الرَّسُوْلِ ﷺ لِمَا فِیْهَا مِنْ كَثْرَةِ الصَّلٰوةِ عَلَیْهِ فَاِنَّهَا كَالرِّیَاضِ وَ الْبَسَاتِیْنِ تَجِدُ فِیْهَا كُلَّ خَیْرٍ وَّبِرٍّ وَفَضْلٍ۔

تمام عُلوم سے بابرکت اور افضل اور دین اور دُنیا کے لیے نفع بخش کتابُ اللہ کے بعد احادیث رسول ﷺ کا علم ہے کیوں کہ اس میں کثرت سے دُرود پڑھا جاتا ہے گویا یہ باغیچوں اور باغوں کی مانند ہے اس میں ہر قسم کی بھلائی نیکی اور فضیلت تو پالے گا۔

القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع: ۲۴۵، ۲۴۶

## اسم مُبارَک لکھتے وقت پورا دُرودِ پاک پڑھنا اور لکھنا

عُلمائے کرام فرماتے ہیں کہ جب بھی آپ ﷺ کا اسمِ مُبارَک لکھے تو اپنی اُنگلیوں سے پورا لکھے۔ کیوں کہ اس میں بہت بڑا ثواب اور فضیلت ہے۔ بعض صرف اشارہ کر دیتے ہیں جیسے "صلعم" لکھ دینا۔ وہ شخص سخت سُست جاہل اور غافل ہے۔

امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ كَمَا تُصَلِّيْ عَلَيْهِ بِلِسَانِكَ فَكَذَالِكَ خَطُّ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ بِبُنَانِكَ مَهْمَا كَتَبْتَ اسْمَهُ الشَّرِيْفَ فِيْ كِتَابٍ فَاِنَّ لَكَ بِهٖ اَعْظَمُ ثَوَابٍ وَّهٰذِهٖ فَضِيْلَةٌ يَّفُوْزُ بِهَا تُبَّاعُ الْاٰثَارِ وَرُوَاةُ الْاَخْبَارِ وَحَمَلَةُ السُّنَّةِ فِيْ لَهَا مِنْ مِّنَّةٍ۔

جان لے جیسے تو اپنی زبان سے آپ پر دُرود بھیجتا ہے اسی طرح جب بھی کسی کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم شریف لکھے تو اپنی انگلیوں سے بھی دُرود شریف لکھا کر۔ کیوں کہ اس میں بہت بڑا ثواب اور فضیلت ہے اس کے ساتھ آثار کے متبعین، اخبار کے رواۃ اور حاملین سُنّت کامیاب ہوئے۔

اہلِ علم اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ کاتب جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی لکھے تو پورا دُرودِ پاک لکھے صرف اشارہ کر دینا کافی نہیں ہے۔ جیسے مختصر کر کے "صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کی جگہ "صلعم" لکھ دینا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ كِتَابٍ لَّمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهٗ مَادَامَ اسْمِيْ فِيْ ذٰلِكَ الْكِتَابِ۔

جس نے کتاب میں مجھ پر دُرودِ پاک لکھا جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا فرشتے اُس کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔

اس حدیثِ مُبارکہ کو الطبرانی نے "الاوسط" میں الخطیب نے "شرف اصحاب الحدیث" میں، ابن بشکوال اور ابو شیخ نے "الثواب" میں، المستغفری نے "الدعوات" میں، التیمی نے ضعیف سند کے ساتھ "الترغیب" میں روایت کیا ہے۔ علامہ الجوزی نے

موضوعات میں لکھا ہے۔

علّامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ کَتَبَ عَنِّیْ عِلْمًا فَکَتَبَ مَعَہٗ صَلَوَاتٍ عَلَیَّ لَمْ تَزَلْ فِیْ اٰخِرِ مَاقُرِئَ ذٰلِکَ الْکِتَابُ۔

جس نے حدیث پاک لکھی اس کے ساتھ مجھ پر دُرودِ پاک بھی لکھا تو جب تک وہ کتاب پڑھی جاتی رہے گی اُس کو ثواب ملتا رہے گا۔

اس روایت کو دار قطنی، ابنِ بشکوال نے اور ابن مندہ اور ابن الجوزی نے تخریج کیا ہے رحمۃ اللہ علیہم۔ القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع: ۲۴۶،۲۴۵۔

------

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ اَلْفَ مَرَّۃٍ حَرَّمَ اللّٰہُ جَسَدَہٗ عَلَی النَّارِ۔

جس نے مجھ پر دُرود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس شخص کے جسم کو آگ پر حرام فرمادے گا

علّامہ محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ ذِکر فرماتے ہیں کہ حضرت جبر نے اس حدیث پاک کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذِکر کیا ہے کہ جس نے مجھ پر ہزار مرتبہ دُرود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کا گوشت اور ہڈیاں آگ پر حرام فرمادے گا۔ ابنِ وداعہ نے بغیر کسی حوالہ کے یہ حدیث بیان کی ہے ابن بشکوال نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا بیان کیا ہے۔ دُرود شریف تین کو سُنایا جاتا ہے: جنت سنتی ہے، آگ سنتی ہے، اور میرے سر کے پاس فرشتہ سُنتا ہے۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات:۱۱۹

## مُحدّثین کی عظمت

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ یَجِیْءُ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ وَمَعَھُمُ الْمَحَابِرُ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لَھُمْ اَنْتُمْ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ طَالَ مَاکُنْتُمْ تَکْتُبُوْنَ الصَّلٰوۃَ عَلٰی نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انْطَلِقُوْا اِلَی الْجَنَّۃِ۔ جلاء الافہام: ص١٧١

جب قیامت کا دِن ہو گا اصحابِ حدیث اپنی دواتوں کے ساتھ آئیں گے اللہ تعالیٰ انہیں ارشاد فرمائے گا تم اصحابِ حدیث ہو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرود شریف لکھتے تھے اس لیے جنّت میں چلے جاؤ۔

طبرانی اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے اس کو تخریج کیا ہے۔ طاہر ابن احمد نیشاپوری سے منقول ہے کہ مجھے علم نہیں کہ الطبرانی کے علاوہ بھی کسی نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ مسندُ الفردوس میں اس طریق کے علاوہ بھی موجود ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں: اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ جَاءَ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ وَ بِاَیْدِیْھِمُ الْمَحَابِرُ فَیَاْمُرُ اللّٰہُ جِبْرِیْلَ علیہ السلام اَنْ یَّاْتِیَھُمْ فَیَسْاَلُھُمْ مَّنْ ھُمْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ نَحْنُ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لَھُمْ ادْخُلُوا الْجَنَّۃَ فَقَدْ طَالَ مَا کُنْتُمْ تُصَلُّوْنَ عَلٰی نَبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

جب قیامت کا دِن ہو گا تو اصحابِ حدیث اپنے ہاتھوں میں دواتیں پکڑے ہوئے آئیں گے اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو اُنہیں لانے کا حکم دیں گے۔ پھر پوچھے گا کہ تم کون ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم اصحاب حدیث ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ: جنّت

داخل ہو جاؤ عرصہ دراز تک تم میرے نبی ﷺ پر دُرودِ پاک بھیجتے تھے۔

النمیری نے پہلے الفاظ کے ساتھ اس کی تخریج کی ہے، ایک دوسرے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے:

یَحْشُرُ اللّٰهُ اَصْحَابَ الْحَدِیْثِ وَاَهْلَ الْعِلْمِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَحِبْرُهُمْ خَلُوْقٌ یَّفُوْحُ یَقِفُوْنَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ لَهُمْ: طَالَ مَاکُنْتُمْ تُصَلُّوْنَ عَلٰی نَبِیِّ ﷺ اِنْطَلِقُوْا اِلَی الْجَنَّةِ۔

کہ اصحاب حدیث اور اہل علم قیامت کے روز جب اُٹھیں گے اُن کی سیاہی سے خوشبو مہک رہی ہو گی، اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا: میرے نبی ﷺ پر تم عرصہ دراز تک دُرودِ پاک (بذریعہ تحریر) بھیجتے رہے، لہٰذا تم جنّت میں چلے جاؤ۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ذِکر کیا یہ حدیث پاک ضعیف ہے۔

حضرت ابوالقاسم التیمی رحمۃ اللہ علیہ ابوالحسن النهاوندی رحمۃ اللہ علیہ الزاہد کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت خضر علیہ السلام سے ملا اور اس نے کہا: سب سے افضل عمل رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور آپ پر دُرودِ پاک پڑھنا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ عَلَیْهِ مَاکَانَ عِنْدَ نَشْرِ حَدِیْثِهٖ وَاِمْلَآئِهٖ یُذْکَرُ بِاللِّسَانِ وَ یُکْتَبُ فِی الْکِتَابِ وَیُرْغَبُ فِیْهِ شَدِیْدًا وَّیُفَرَّجُ بِهٖ کَثِیْرًا وَّاِذَا اجْتَمَعُوْا لِذَالِکَ حَضَرْتُ ذَالِکَ الْمَجْلِس مَعَهُمْ۔

افضل ترین دُرود وہ ہوتا ہے جو نشر حدیث اور اِملاءِ حدیث کے وقت پڑھا اور کتاب میں لکھا جاتا ہے۔ اس میں انتہائی رغبت ہوتی ہے اور بے حد فراخ دِلی سے پڑھا جاتا ہے،

جب عُلمائے حدیث جمع ہوتے ہیں تو میں بھی اُن کی مجلس میں حاضر ہوتا ہوں۔

القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع، ۲۴۵، ۲۴۶

## کتاب میں دُرودِ پاک لکھنے کا ثواب

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَوْ لَمْ یَکُنْ لِّصَاحِبِ الْحَدِیْثِ فَائِدَۃٌ اِلَّا الصَّلٰوۃَ عَلَی النبی ﷺ فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ مَادَامَ فِیْ ذٰلِکَ الْکِتَابِ "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔"

اگر اصحاب حدیث کو کوئی بھی فائدہ نہ ہو تو نبی پاک ﷺ پر دُرودِ پاک بھیجنے کا فائدہ تو ہے جب تک اس کتاب میں دُرود شریف لکھا رہے گا، آپ ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھا جاتا رہے گا۔

اس روایت کو الخطیب اور ابن بشکوال نے تخریج کیا ہے۔

القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع: ۲۴۸، ۲۴۷

## خواب

احمد بن عطا الروذباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ابو صالح عبد اللہ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ بعض اصحابِ الحدیث کو میں نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا گیا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ فرمایا ہے؟ فرمایا: غَفَرَ لِیْ۔ اس نے مجھے بخش دِیا۔ پوچھا: بِاَیِّ شَیْءٍ؟ کس وجہ سے؟ فرمایا: اس دُرودِ پاک کی وجہ سے جو اپنی کتابوں میں ہم نے لکھا۔

جلاء الافہام فی فضل الصلوٰۃ والسلام: ص ۱۷۱

حُجَّۃُ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابو الحسن شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ: مجھے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی

میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! امام شافعی "کتاب الرسالہ" میں لکھتے ہیں:

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَاذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَعَدَدَ مَاغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

آپ کی طرف سے انہیں کیا جزا دی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری طرف سے انہیں یہ جزا دی گئی ہے کہ انہیں حساب کے لیے کھڑا نہیں کیا جائے گا۔

حجۃ الاسلام حضرت سیّدنا امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ "احیاء العلوم" میں فرماتے ہیں:

ایک بُزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں حدیث شریف کی کتابت کرتا تھا اور جہاں سرکارِ دوعالم ﷺ کا اسم مُبارک آتا میں صرف دُرود لکھتا سلام نہ لکھتا تو شہنشاہِ اَبرار ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ نے مجھے فرمایا: اَمَا تَتِمُّ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ فِيْ كِتَابِكَ؟

تم اپنی کتاب میں مکمل دُرود کیوں نہیں لکھتے؟

فَمَا كَتَبْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ وَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ۔

وہ بُزرگ فرماتے ہیں اِس کے بعد میں نے دُرود شریف کے ساتھ سلام لکھنے کا بھی معمول بنالیا۔ احیاء علوم الدین: ج۱ص ۵۲۷

## خواب

حضرت سفیان بن عُیَینہ رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں خلف صاحبِ خلفان نے بیان کیا کہ میرا ایک دوست جو میرے ساتھ حدیث پاک پڑھتا تھا، فوت ہو گیا میں نے خواب میں دیکھا کہ اس نے گہرا سبز لباس پہنا ہوا ہے وہ گھوم پھر رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو ہی نہیں جو میرے ساتھ حدیث پاک پڑھتا تھا؟ یہ کیفیت میں کیوں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے کہا میں تمہارے ساتھ حدیث لکھتا تھا، جو حدیث بھی گزرتی جس میں

حضور نبی کریم ﷺ کا ذِکر (مُبارَک) ہوتا میں اس کے نیچے "ﷺ" لکھتا تھا۔ اس کا بدلہ مجھے یہ ملا ہے جو تو دیکھ رہا ہے۔

## خواب

النمیری نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میرا ایک دوست تھا فوت ہو گیا میں نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا:

مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ؟ قَالَ: غَفَرَ لِیْ قُلْتُ: بِمَاذَا؟ قَالَ: کُنْتُ اَکْتُبُ الْحَدِیْثَ فَاِذَا جَآءَ ذِکْرُ النبی ﷺ کَتَبْتُ "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "اِبْتِغَاءً بِذَالِکَ الثَّوَابَ فَغَفَرَ لِیْ بِذَالِکَ۔

اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما دِیا ہے۔ میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ اس نے کہا: جب میں حدیث پاک لکھا کرتا تو جب حضور نبی کریم ﷺ کا ذِکر مُبارَک آتا تو میں " صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لکھتا اور میرا ارادہ ثواب کا ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اِسی سبب سے بخش دِیا۔

## خواب

حضرت جعفر زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے خالو الحسن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: رَاَیْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ فِی النَّوْمِ . فَقَالَ لِیْ: یَآ اَبَا عَلِیٍّ! لَوْرَاَیْتَ صَلَاتَنَا عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فِی الْکِتَابِ کَیْفَ یَزْھُوْ بَیْنَ اَیْدِیْنَا۔

میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا: اے ابو علی! تو نے ہماری کتاب میں نبی پاک ﷺ پر دُرودِ پاک کو دیکھا کیسے وہ ہمارے سامنے روشنی کر رہا ہے۔

الخطیب نے اپنی کتاب "اَلجَامعُ لِاَخلَاقِ الرَّاوِیْ وَاٰدَابِ السَّامِعِ" میں ذکر کیا فرماتے ہیں:

رَأَیتُ بِخَطِّ الْاِمَامِ اَحمَدَ بنِ حَنبَلٍ رضی اللہ عنہ کَثِیرًا مَّایَکتُبُ اسمَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنْ غَیْرِ ذٰلِکَ الصَّلٰوۃِ عَلَیْهِ کِتَابَتًا قَالَ وَبَلَغَنِیْ اَنَّهٗ کَانَ یُصَلِّیْ عَلَیْهِ لَفْظًا۔

میں نے کئی مرتبہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی تحریر دیکھی کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مُبارَک دُرود شریف کے بغیر نہیں لکھتے تھے اور یہ بھی روایت پہنچی ہے کہ وہ زبان سے بھی دُرودِ پاک پڑھتے تھے۔

------

النمیری نے ابن سنان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عباس العنبری اور علی ابن المدینی رحمۃ اللہ علیہم کو فرماتے سنا کہ:

مَاتَرَکْنَا الصَّلٰوۃَ عَلَی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ کُلِّ حَدِیْثٍ سَمِعْنَاہُ رُبَمَا اَجِلْنَا فَنُبَیِّضُ الْکِتَابَ فِیْ کُلِّ حَدِیْثٍ حَتّٰی نَرْجِعَ اِلَیْهِ۔

ہم نے جو حدیث بھی سنی اس کے ساتھ ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک کو کبھی نہیں چھوڑا۔ بعض اوقات ہمیں جلدی ہوتی تو ہم جگہ چھوڑ دیتے، بعد میں وہاں دُرودِ پاک لکھ دیتے۔

## خواب

حضرت ابوالحسن بن علی المیمونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رَاَیْتُ الشَّیْخَ اَبَاالْحَسَنِ ابْنَ عُیَیْنَۃَ فِی الْمَنَامِ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَکَاَنَّ عَلٰی اَصَابِعِ

يَدَيْهِ شَيْئًا مَّكْتُوْبًا بِلَوْنِ الذَّهَبِ اَوْبِلَوْنِ الزَّعْفَرَانِ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ: يَا اُسْتَاذُ! اَرٰى عَلٰى اِصْبَعَيْكَ شَيْئًا مَّلِيْحًا مَّكْتُوْبًا مَّاهُوَ؟ قَالَ يَابُنَيَّ! هٰذَا لِكِتَابَتِيْ لِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَوْ قَالَ لِكِتَابَتِيْ فِيْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

میں نے شیخ ابوالحسن بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا یوں لگتا تھا جیسے ان کے ہاتھوں کی اُنگلیوں میں سونے یا زعفران کے ساتھ کوئی چیز لکھی ہوئی ہے۔ میں نے عرض کی اے استاذِ محترم! آپ کی اُنگلیوں پر دِلکش چیز لکھی ہوئی دیکھ رہا ہوں وہ کیا ہے؟ فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ حضور نبی پاک ﷺ کی حدیث میں "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" لکھنے کا ثمر ہے۔

## خواب

حافظ ابواحمد الدمیاطی رحمۃ اللہ علیہ شیخ علی بن عبدالکریم الدمشقی سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں محمد بن الامام زکی الدین المنذری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا آپ نے فرمایا: نَحْنُ فَدَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَقَبَّلْنَا يَدَهٗ وَقَالَ اَبْشِرُوْا كُلَّ مَنْ كَتَبَ بِيَدِهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَ مَعِيْ فِي الْجَنَّةِ۔

ہم جنّت میں داخل ہوئے ہم نے حضور نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں کو بوسہ دِیا، آپ نے ارشاد فرمایا: تمہیں خوش خبری ہو جس نے بھی اپنے ہاتھ کے ساتھ لکھا: "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ" وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔

پھر فرماتے ہیں: هٰذَا سَنَدٌ صَحِيْحٌ وَّالْمَرْجُوُّ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ حُصُوْلُ ذَالِكَ۔
یہ سند صحیح ہے اور اَللہ تعالیٰ سے ایسی ہی امید ہے۔

## خواب

ابو سلیمان محمد بن الحسین الحرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے ایک پڑوسی نے بتایا جسے الفضل کہا جاتا تھا، وہ کثرت سے نماز اور روزہ کرتا۔ حدیثِ پاک لکھتا مگر آپ ﷺ پر دُرودِ پاک نہ لکھتا۔ خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: تو میرا نام لکھتا یا ذِکر کرتا ہے تو مجھ پر دُرود کیوں نہیں بھیجتا؟ پھر دوبارہ ایک دفعہ زیارت کا شرف حاصل ہوا آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

تیرا دُرود مجھ تک پہنچتا ہے جب تو مجھ پر دُرود بھیجا کرے یا تو میرا ذکر کرے تو "صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" لکھا اور پڑھا کر۔

اس روایت کو الخطیب نے اور ان کے طریق سے ابن بشکوال رَحمَةُ اللهِ عَلَيهِمَا نے اور التّیمی نے "الترغیب" میں تخریج کیا ہے۔

## خواب

ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا: تو جب میرا ذکر کرتا ہے دُرود بھیجتا ہے سلام کیوں نہیں بھیجتا سلام میں چار حروف ہیں ہر حرف میں دس نیکیاں ہیں تو چالیس نیکیاں چھوڑ دیتا ہے۔

## خواب

حضرت ابراہیم نَسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حالتِ رؤیا میں مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی یوں محسوس ہوا کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں، پھر میں نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کی طرف بڑھایا اور آپ

کے ہاتھ مُبارَک کو بوسہ دِیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ:

انَامِنْ اَصْحَابِ الْحدِیْثِ وَمِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَاَنَا غَرِیْبٌ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ اِذَاصَلَّیْتَ عَلَیَّ لِمَ لَاتُسَلِّمُ ؟فَصِرْتُ بَعْدَ ذٰلِکَ اِذَا کَتَبْتُ "صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ"کَتَبْتُ "وَسَلَّمَ۔"

میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں اصحابِ حدیث اور اہل سنّت سے ہوں اور مسافر ہوں۔ آپ ﷺ مسکرادیے اور فرمایا: جب تو مجھ پر صلوۃ لکھتا ہے تو سلام کیوں نہیں لکھتا؟ پھر جب بھی میں صلوٰۃ لکھتا تو ساتھ "وَسَلَّمَ" بھی لکھتا۔

## خواب

حضرت جعفر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں مَیں نے ابوزُرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا وہ آسمان میں فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ مَیں نے پوچھا: یہ مقام کیسے ملا؟فقَالَ: کَتَبْتُ بِیَدَیَّ اَلَفَ اَلَفَ حَدِیْثٍ اِذَا ذَکَرْتُ النبی ﷺ وَقَدْ قَالَ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا۔

مَیں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ احادیثِ مُبارَکہ لکھی ہیں۔ جب بھی میں نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتا (تو دُرود شریف لکھتا) اور حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے ایک مرتبہ مجھ پر دُرودِپاک بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ دُرود بھیجتا ہے

حضرت عبداللہ المروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

کُنْتُ انَاوَاَبِیْ نَتَقَابَلُ بِاللَّیْلِ الْحَدِیْثَ فَرُءِیَ فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ کُنَّا نَتَقَابَلُ فِیْهِ عَمُوْدٌ مِّنْ نُّوْرٍ یَّبْلُغُ عِنَانَ السَّمَآءِ فَقِیْلَ مَا هٰذَا النُّوْرُ فَقِیْلَ صَلٰوتُهُمَا عَلَی النبی ﷺ اِذَا تَقَابَلَا ﷺ شَرْفٌ وَّ کَرَمٌ۔

فرماتے ہیں مَیں اور میرے والد صاحب حدیث شریف کا تقابُل کیا کرتے تھے، جس جگہ ہم تقابُل کیا کرتے وہاں نُور کا ایک سُتون دکھائی دیا جو آسمان تک پہنچتا تھا، پوچھا گیا: یہ کیا نُور ہے؟ بتایا گیا: جب حدیث شریف کا تقابُل کرتے ہوئے آپ ﷺ پر دُرودِ پاک بھیجتے ہیں یہ اس کا نُور ہے، صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ شرف وکرم۔

## خواب

حضرت حسن بن مُوسیٰ الحضرمی المعروف بابن عُجَینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَیں جب حدیث شریف لکھتا تو آپ ﷺ پر دُرود لکھنا چھوڑ دیتا، میرا مقصود جلدی کرنا ہوتا تھا۔ مَیں نے خواب میں آپ ﷺ کو دیکھا: فرمایا: تم مجھ پر دُرود کیوں نہیں بھیجتے؟ جیسا کہ ابو عَمرو الطبرانی مجھ پر دُرود بھیجتا ہے۔ فرماتے ہیں: میں بیدار ہوا مجھ پر خوف طاری ہوا، میں نے قسم اُٹھائی کہ جب بھی آپ ﷺ کی حدیثِ مُبارَک لکھوں گا تو "صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ" لکھوں گا۔ القول البدیع: ص ۲۴۷ تا ۲۵۲

## اہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ عنہم پر دُرود شریف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنۡ سَرَّہٗ اَنۡ یُّکۡتَالَ بِالۡمِکۡیَالِ الۡاَوۡفٰی اِذَا صَلّٰی عَلَیۡنَا اَھۡلِ الۡبَیۡتِ فَلۡیَقُلۡ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی (سیدنا) مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ وَاَزۡوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھۡلِ بَیۡتِہٖ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ۔

جس آدمی کو یہ پسند ہو کہ اسے ترازو بھر کر (کثرت سے) ثواب ملے اُسے چاہیے کہ وہ اہلِ بیت پر اس طرح دُرود بھیجے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ وَاَزۡوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَذُرِّیَّتِہٖ

وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

ابوداؤد شریف: ج ۱ص ۶۰۱ رقم ۹۸۲

## وضاحت

اِس حدیثِ مُبارَکہ کو امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سُنن میں اور ابن حمید نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے۔ نیز ابو نعیم اور طبرانی نے بھی اس کی تخریج کی ہے اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے، جو امام بخاری اور ابو حاتم رحمہا اللہ کے نزدیک زیادہ اصح ہے اور ایک روایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مرفوعا یہ حدیث دوسرے الفاظ سے مروی ہے، جو یہ ہیں:

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْاَوْفٰى فَلْيَقْرَاْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ: "سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔"

مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلوۃ، الفصل الثالث

## حاضری کے وقت دُرود شریف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا اُبْلِغْتُهٗ۔

البیہقی فی شعب الایمان: ج ۲ص ۲۰۹ رقم ۱۵۵۳

جو آدمی میری قبر پر مجھ پر دُرودِ پاک پڑھتا ہے، میں اُس کا دُرود سنتا ہوں اور جو آدمی دُور سے دُرودِ پاک پڑھتا ہے، وہ مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ وَكَّلَ اللّٰهُ مَلَكًا يُّبَلِّغُنِيْ وَكُفِيَ اَمْرَ دُنْيَاهُ وَاٰخِرَتِهٖ وَكُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَهِيْدًا اَوْشَفِيْعًا۔

جو شخص میری قبر کے پاس دُرودِ پاک پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے، جو مجھے پہنچا دیتا ہے۔ (دُرود شریف) اُس شخص کے دُنیا اور آخرت کے کام کو کفایت کرتا ہے اور قیامت کے دِن میں اُس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔

---

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مَنْ صَلّٰی عَلَی النبی ﷺ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ بِهَا سَبْعِیْنَ صَلَاةً۔

جو شخص رسولُ اللہ ﷺ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھتا ہے اَللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اُس پر ستر مرتبہ صلوۃ بھیجتے ہیں۔ رواہ احمد فی مسند: ج ۲ ص ۱۷۸

## مسجد میں داخل ہوتے وقت

حضرت عبدُاللہ بن حسن رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ: حضور سیّدِ عالم ﷺ نے اپنی صاحب زادی حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا جب تم مَسجد میں داخل ہو تو: بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَسَهِّلْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔

اور فرمایا جب تم مَسجد سے نکلو تو اسی طرح کہو، البتہ "سَهِّلْ لِیْٓ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ" کی جگہ "سَهِّلْ لِیْٓ اَبْوَابَ رِزْقِکَ" کہو۔

ابن خُزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح اور علّامہ ابن حِبّان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرورِ دوجہاں ﷺ نے فرمایا:

اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النبی ﷺ فَلْیَقُلْ "اَللّٰهُمَّ

اُفۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِکَ" فَاِذَا خَرَجَ فَلۡیُسَلِّمۡ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَلۡیَقُلۡ "اَللّٰھُمَّ اَجِرۡنِیۡ مِنَ الشَّیۡطَانِ۔"

جب تم میں سے کوئی شخص مَسجِد میں آئے تو نبی پاک علیہ السلام پر سلام بھیجے اور "اَللّٰھُمَّ اُفۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِکَ" "اے اللہ مجھ پر رحمت کے دروازے کھول دے۔" پڑھے اور مَسجِد سے نکلتے وقت حضور نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجے اور یہ کہے:

"اَللّٰھُمَّ اَجِرۡنِیۡ مِنَ الشَّیۡطَانِ "اے اللہ! مجھے شیطان (کے شر) سے بچالے۔"

سنن ابن ماجہ: ص ۷۷۳۔ مستدرک حاکم: ج ۱ ص ۲۰۷

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ جب مَسجِد میں داخل ہوتے تو کیا کہا جائے؟ تو آپ نے فرمایا یہ کہو:

صَلَّی اللّٰہُ وَمَلٰئِکَتُہٗ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نِ السَّلَامُ عَلَیۡکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِذَا مَرَرۡتُمۡ بِالۡمَسَاجِدِ فَصَلُّوۡا عَلَی النَّبِیِّ ﷺ۔ اخرجہ قاضی اسماعیل، ص: ۸۰

جب تم مَسجِد سے گذرو تو حضور نبی پاک ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھو۔

جلاء الافہام، ص: ۲۳۴

## صُبح اور شام دُرودِ پاک پڑھنا

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے فرمایا:

مَنۡ صَلّٰی عَلَیَّ حِیۡنَ یُصۡبِحُ عَشۡرًا وَّحِیۡنَ یُمۡسِیۡ عَشۡرًا اَدۡرَکَتۡہُ شَفَاعَتِیۡ۔

"جو صبح کو دس بار اور شام کو دس بار مجھ پر دُرود پاک پڑھتا ہے وہ قیامت کے دِن میری شفاعت اُسے حاصل ہو گی۔"

مجمع الزوائد: ج ۱۰ ص ۱۲۰، جلاء الافہام: ص ۱۸۰

## صدقہ کے قائم مقام

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس صدقہ نہ ہو وہ اپنی دُعا میں "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔" پڑھے تو یہ اس کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ المستدرک:ج ۴ص ۱۳۰

## موت سے پہلے جنّت میں مقام دیکھنا

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ لَّمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ۔

جو کوئی ایک دِن میں ہزار مرتبہ مجھ پر دُرود پاک پڑھ لیتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک جنّت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔

الترغیب فی فضائل الاعمال لابن شاہین: ص ۹۰ رقم ۱۹- وابو الشیخ کما فی "الجامع الکبیر: ج ۱ص ۷۹۶"
جلاء الافہام فی فضل الصلوۃ والسلام، للعلامہ ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ

قرأہ وضبط نصہ وعلق علیہ وخرج احادیثہ: مشہور بن حسن ال سلمان: ص ۱۰۹

حافظ ابو عبداللہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ" میں فرمایا: مَیں اس حدیث کو صرف "حکم بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ" کی روایت سے جانتا ہوں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ان میں کوئی حرج نہیں، لیکن ابو داود طیالسی نے ان سے کچھ منکر احادیث روایت کی ہیں اور فرمایا کہ حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ مسند امام احمد: ج ۳ص: ۴۴۵، سنن ابن ماجہ: ۹۰۷

## فرشتے دُرود پڑھتے رہتے ہیں

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطبہ فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً لَّمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ مَاصُلِّیَ عَلَیَّ فَلْیَقْلِلْ عَبْدٌ مِّنْ ذٰلِکَ اَوْلِیَکْثُرْ۔

رواہ ابو حفص بن شاہین فی الترغیب: رقم: ۱۲، وابن بشکوال من طریقہ، وفی اسنادہ اسماعیل بن یحی التیمی ضعیف جدا۔ القول البدیع، ص: ۱۱۷، جلاء الافہام، ص: ۱۷۶۔

جو مجھ پر ایک بار دُرودِ پاک پڑھتا ہے فرشتے اس کے لیے دُعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ دُرود پڑھنے میں مصروف رہتا ہے۔ اب چاہے بندہ کم دُرودِ پاک پڑھا کرے یا زیادہ پڑھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

## شفاعت کا ذریعہ

حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ کُنْتُ شَفِیْعَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

جو مجھ پر دُرود پڑھتا ہے قیامت کے دِن میں اُس کا شفیع ہوں گا۔

ایک روایت میں آتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: اِنَّ اللّٰہَ ﷻ قَدْ وَھَبَ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ عِنْدَ الْاِسْتِغْفَارِ فَمَنِ اسْتَغْفَرَ بِنِیَّۃٍ صَادِقَۃٍ غُفِرَلَہٗ وَمَنْ قَالَ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَجَحَ مِیْزَانُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ کُنْتُ شَفِیْعَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

بے شک اللہ تعالیٰ بخشش طلب کرنے پر تمہارے گناہ بخش دیتا ہے پس جو شخص سچی نیّت سے بخشش طلب کرے اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جو آدمی "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھے اُس کا (نیکیوں والا) پلڑا بھاری ہو جائے گا اور جو شخص مجھ پر دُرود شریف بھیجے تو مَیں قیامت کے دِن اُس کی شفاعت کروں گا۔

## دُرود شریف کا استغفار کرنا

اُمّ المومنین سیّدہ طیّبہ طاہرہ مُحدّثہ عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ عَبْدٍ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً اِلَّا عَرَجَ بِھَا مَلَکٌ حَتّٰی یَجِیْٓءَ بِھَا وَجْہَ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ فَیَقُوْلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالٰی: اِذْھَبُوْا بِھَآ اِلٰی قَبْرِ عَبْدِیْ تَسْتَغْفِرُ لِصَاحِبِھَا وَتَقَرُّ بِھَا عَیْنُہٗ۔

جب کوئی شخص دُرودِپاک پڑھتا ہے تو اسے ایک فرشتہ لے کر اوپر چڑھتا ہے، رحمٰن کی بارگاہ میں لے جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: اسے میرے بندہ کی قبر پر لے جاؤ تاکہ یہ دُرود شریف پڑھنے والے کے لیے اِستغفار کریں اور اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔ الدیلمی فی مسند الفردوس: رقم:۶۰۲۶ وفی سندہ عمر بن حبیب القاضی، ضعفہ النسائی وغیرہ۔
جلاء الافہام: ص ۱۷۶

ابن خُزیمہ نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں یہ زیادہ کیا ہے:

ذَکَرَ اللّٰہُ مَنْ ذَکَرَنِیْ بِخَیْرٍ۔

المعجم الصغیر للطبرانی: رقم ۱۱۰۴، جلاء الافہام: ص ۱۵۲ رقم ۱۰۴، ۱۰۰۔

جس نے نیکی کے ساتھ میرا ذکر کیا اللہ تعالیٰ اُس کا ذکر فرماتا ہے۔

## کان بجتے وقت

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا طَنَّتْ اُذُنُ اَحَدِکُمْ فَلْیَذْکُرْنِیْ وَلْیُصَلِّ عَلَیَّ۔ القول البدیع: ص ۴۲۵

جس کا کان شاں شاں کرنے لگے اُسے لازم ہے کہ مُجھے یاد کرے اور مُجھ پر دُرودِ پاک پڑھے۔

ابو شیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمیں اسحاق بن احمد فارسی نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو کُریب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے قبیصہ رحمۃ اللہ علیہ نے، حضرت نعیم بن ضمضم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے عمران بن حمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کیا میں اپنے خلیل حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث تجھے بیان نہ کروں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، بیان کریں۔ تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَلَکًا اَعْطَاہُ اَسْمَاءَ الْخَلَآئِقِ کُلَّھَا فَھُوَ قَآئِمٌ عَلٰی قَبْرِیْ اِذَا مِتُّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فَلَیْسَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُصَلِّیْ عَلَیَّ صَلٰوۃً اِلَّا سَمَّاہُ بِاسْمِہٖ وَاسْمِ اَبِیْہِ قَالَ: یَا مُحَمَّدُ! صَلّٰی عَلَیْکَ فُلَانٌ کَذَا وَکَذَا فَیُصَلِّی الرَّبُّ عزوجل عَلٰی ذٰلِکَ الرَّجُلِ بِکُلِّ وَاحِدَۃٍ عَشْرًا۔ مجمع الزوائد: ج ۱۰ ص ۱۶۲

اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق میں ایک ایسا فرشتہ ہے، جسے اُس نے تمام مخلوق کے ناموں کا علم دے رکھا ہے۔ جب میرا وصال ہو گا تب وہ میری قبر پر ٹھہرا رہے گا میری اُمّت سے جو کوئی مجھ پر دُرودِ پاک پڑھے گا وہ بتائے گا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

فلاں فلاں کا بیٹا آپ پر دُرود پڑھتا ہے۔ اس دُرود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ ایک کے بدلے دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

## بھولی ہوئی چیز کے وقت دُرود شریف پڑھنا

حضرت ابو موسیٰ المدینی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات ذکر کی انہوں نے اسے محمد بن عباد المروزی کے طریق سے روایت کیا وہ اپنی سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اِذَا نَسِیْتُمْ شَیْئًا فَصَلُّوْا عَلَیَّ تَذْکُرُوْہُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ۔

جب تم کوئی چیز بھول جاؤ تو مُجھ پر دُرود شریف پڑھو اِنْ شاء اللہ وہ تمہیں یاد آجائے گی۔ القول البدیع: ص ۲۱۷، جلاء الافہام: ۵۰۱

حافظ فرماتے ہیں ہم نے اس کو اپنی کتاب "اَلْحِفْظُ وَالنِّسْیَانُ" میں دیگر طُرق سے بھی نقل کیا ہے۔

## آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے مقامِ مُقرّب

حضرت رُوَیفع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ پر دُرودِ پاک بھیجے پھر یہ کہے: اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ اخرجہ احمد فی مسندہ: ج ۴ ص ۱۰۸

### وضاحت

اس حدیث مُبارک میں جس مقام ومقعدِ مُقرّب کا ذِکر آیا ہے اس سے مراد یا تو مقامِ محمود ہے، جس کا قرینہ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ہے اور ایک روایت میں یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کی جگہ فِی الْجَنَّۃِ بھی وارِد ہوا ہے۔ اس صورت میں اس سے جنّت کا وہ اہم ترین اور اعلیٰ ترین مقام مراد لیا جائے گا، جو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کو دِیا جائے گا اور اس کا نام وسیلہ ہے۔

عُلمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو مقامِ محمود کے علاوہ دو مقام اور بھی عطا فرمائے جائیں گے۔

عرشِ الٰہی کی دائیں جانب جہاں آپ ﷺ قیام فرما ہو کر پوری کائنات کے لیے سفارش فرمائیں گے اوّلین و آخرین اس مقام پر رشک کرتے ہوں گے۔

جنّت میں آپ ﷺ کا وہ ٹھکانا جس سے بڑھ کر بہتر کوئی ٹھکانہ نہیں ہو سکتا۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ: ج ۳ ص ۱۸

## دُرودِ پاک گناہوں کا کفارہ ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ كَفَّارَةٌ لَّكُمْ فَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔

جلاء الافہام: ص ۴۹۲، بحوالہ ابن ابی عاصم فی کتاب "الصلوٰۃ علی النبی ﷺ" رقم ۴۰۔

مجھ پر دُرود پاک پڑھو بے شک مجھ پر دُرود پاک پڑھنا تمہارے (گناہوں کے) لیے کفارہ ہے۔ پس جو شخص مجھ پر دُرودِ پاک پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ زَكٰوةٌ لَّكُمْ۔ رواہ ابن ابی شیبہ: ج ۲ ص ۲۱۷

مجھ پر دُرودِ پاک پڑھو بے شک مجھ پر تمہارا دُرود پاک پڑھنا تمہاری زکوۃ ہے۔

علّامہ ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیثِ مُبارَکہ میں خبر دی گئی کہ بارگاہِ نبوی میں ہدیہ دُرود ایصال کرنے والے کے لیے زکوۃ ہے اور زکوۃ بڑھنے برکت اور بہار پر مشتمل ہوتی ہے اور جو اس سے پہلی حدیث مُبارَکہ میں بتایا گیا ہے کہ یہ کفارہ ہے تو وہ گناہ کے مٹانے کو متضمن ہے۔ یہ دونوں احادیثِ مُبارَکہ اس بات پر دلالت کرتی

ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ پر دُرود پاک بھیجنے سے:

- نفس کو رذیل باتوں سے طہارت حاصل ہوتی ہے۔
- کمالات اور فضائل میں اضافہ ہوتا ہے۔

وَاِلٰی هٰذَیْنِ الْاَمْرَیْنِ یَرْجِعُ کَمَالُ النَّفْسِ فَعُلِمَ اَنَّهٗ لَا کَمَالَ لِلنَّفْسِ اِلَّا بِالصَّلٰوةِ عَلَی النبی ﷺ الَّتِیْ ہِیَ مِنْ لَوَازِمِ مَحَبَّتِهٖ وَمُتَابَعَتِهٖ وَ تَقْدِیْمِهٖ عَلٰی کُلِّ مَنْ سِوَاهُ مِنَ الْمَخْلُوْقِیْنَ ﷺ۔ جلاء الافہام: ص ۴۹۴

ان ہی دو باتوں سے نفس کو کمال حاصل ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ نفس کے کمال کے لیے حضور نبی کریم ﷺ پر دُرود پاک پڑھنا شرط ہے جو آپ کی محبّت، مُتابِعت اور باقی تمام مخلوق سے آپ کو مقدم رکھنے کے لوازمات سے ہے۔

## مَحافِل کو دُرود و سلام سے مزین کرو

اس سلسلے میں حضور نبی پاک ﷺ کی متعدد احادیث پاک ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجلِسًا فَلَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّهٖ ﷺ اِلَّا کَانَ مَجلِسُهُمْ عَلَیْهِمْ تِرَةً یَّوْمَ الْقِیَامَةِ اِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُمْ وَاِنْ شَآءَ اَخَذَهُمْ۔
ابو داود شریف، رقم الحدیث: ۴۸۵۵

کچھ لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اللہ کا ذکر نہ کریں اور نہ ہی حضور نبی پاک ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھیں تو یہ مجلِس قیامت کے دِن اُن کے لیے باعث ندامت ہو گی۔ اللہ چاہے گا تو اُن کو مُعاف فرمادے گا اور اگر چاہے گا تو اُن سے مُواخذہ فرمائے گا۔

تِرَة: تاء مکسورہ، راء مفتوحہ، اس کا معنی حسرت ہے جیسا کہ دوسرے طریق میں

"ترۃ" کی جگہ "اَلْحَسْرَۃُ" ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں اس سے مراد آگ ہے، بعض فرماتے ہیں اس کا مطلب "گناہ" ہے۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں:

اَلتِّرَۃُ النَّقْصُ: یعنی اس کا معنی کمی ہے۔

بعض فرماتے ہیں:

التبعۃ: یعنی تاوان اور بوجھ ہے۔ اس کے آخر میں "ۃ" "واوٗ" محذوفہ کے عوض آئی ہے، جیسے "عِدَۃٌ" میں ہے۔ اس کا اعراب "کَانَ" کے اعتبار سے مرفوع ہے خبر کے اعتبار سے منصوب پڑھنا دونوں طرح جائز ہے۔

---

اُمُّ المؤمنین سیّدہ طاہرہ طیّبہ حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

زَیِّنُوا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَی النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اخرجہ احمد فی الورع: رقم: ۳۲۶

اپنی مجالس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرودِ پاک کے ساتھ مُزیّن کرو۔

---

## بارگاہِ نبوی میں حاضری کا تقاضا

حضرت اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْہَا قُبُوْرًا وَّلَا تَتَّخِذُوْا بَیْتِیَ عِیْدًا صَلُّوْا عَلَیَّ وَ سَلِّمُوْا فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ وَسَلَامَکُمْ یُبَلِّغُنِیْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ۔

اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ اور میرے گھر کو عید (میلہ) نہ بنانا، مجھ پر صلوۃ و سلام بھیجو، تم جہاں بھی ہو تمہارا دُرود و سلام مُجھ تک پہنچتا ہے۔

مسند ابو یعلی: ۶۷۶۱، بروایت حسن بن علی رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد: ج ۲ ص ۲۴۷

تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرود شریف بھیجو بے شک تمہارا دُرود پاک مجھ تک پہنچتا ہے۔

مجمع الزوائد، ج: ۱۰، ص: ۱۶۲

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت منقول ہے، جسے امام ابوداود الطیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ذکر فرمایا ہے۔

ابوداود شریف، رقم: ۲۰۴۲

## وضاحت

علّامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مذکورہ بالا حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی دائمی ہے اور یہ عادتاً بھی محال ہے کہ اُس ذات کا وجود ہی نہ ہو جس پر صبح وشام سلام پیش کیا جارہا ہے۔ ہم ایمان رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ:

اَنَّہٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَیٌّ یُّرْزَقُ فِیْ قَبْرِہٖ وَاَنَّ جَسَدَہُ الشَّرِیْفَ لَاتَاْکُلُہُ الْاَرْضُ. وَالْاِجْمَاعُ عَلٰی ھٰذَا وَزَادَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ. اَلشُّھَدَآءُ وَالْمُؤَذِّنِیْنَ وَقَدْ صَحَّ اَنَّہٗ کُشِفَ عَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ مِّنَ الْعُلَمَآءِ وَالشُّھَدَآءِ فَوَجَدُوْا لَمْ تَتَغَیَّرْ اَجْسَامُھُمْ حَتّٰی الْحِنَا وُجِدَتْ فِیْ بَعْضِھِمْ لَمْ یَتَغَیَّرْ عَنْ حَالِھَا وَالْاَنْبِیَاءُ اَفْضَلُ مِنَ الشُّھَدَاءِ جَزْمًا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور میں زِندہ ہیں اور آپ کو رزق بھی دِیا جاتا ہے۔ آپ کے جِسمِ اَطہر کو نہ زمین نے کھایا ہے اور نہ قیامت تک کھائے گی۔ "اِس پر عُلماء کا اِجماع ہے۔" بعض علماء کرام نے شہداء موذّنین کی زندگی کا بھی اضافہ فرمایا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ بہت سے علماء، شہداء سے پردہ اُٹھایا گیا تو اُن کے جسم، بلکہ خوشبو بھی متغیر نہ ہوئی تھی اور یہ یقینی بات ہے کہ اَنبیائے کرام عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمْ اَفْضَلُ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَزْکٰی تَسْلِیْمَاتِہٖ شُہداء سے اَفضل ہیں۔

القول البدیع، ص: ۱۷۲

## فرشتے میری اُمّت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین کے گرد گھومتے رہتے ہیں اور وہ میری اُمّت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔

اِس حدیث مبارک کی سند صحیح ہے۔ المستدرک: ج ۲ ص: ۴۲۱، صحیح ابن حبان: رقم ۹۱۴

## نباتات وجمادات کا سلام پیش کرنا

علّامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود پاک پڑھنے کے مُتعلّق بہت سی احادیث وارد ہیں۔ ان احادیث میں ایک حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں میں نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

جس رات مجھے مبعوث کیا گیا، جس درخت اور پتھر سے گذرتا وہ مجھے السلام علیک کہتا۔

حدیث یعلی ابو مُرّۃ الثقفی رضی اللہ عنہ میں ہے کہ:

ہم حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں چل رہے تھے کہ ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محو استراحت ہوگئے۔ ایک درخت زمین کو چیرتے ہوئے آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ فِگن ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ جب حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے تو میں نے درخت کا پورا ماجرا بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یہ ایسا درخت تھا جس نے اللہ تعالیٰ سے مجھ پر سلام عرض کرنے کی اجازت طلب کی تو اسے اجازت مل گئی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ **نبی پاک** ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیۡ لَاَعۡرِفُ حَجَرًا بِمَکَّۃَ کَانَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبۡلَ اَنۡ اُبۡعَثَ اِنِّیۡ لَاَعۡرِفُہُ الۡاٰنَ۔

میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ مکرمہ میں میری بعثت سے پہلے مجھ پر سلام پیش کرتا تھا میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔ القول البدیع فی الصلوۃ علی الشفیع:۱۲۴

## خواب میں زیارت شریفہ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **حضور نبی پاک** ﷺ نے فرمایا:

مَنۡ رَاٰنِیۡ فَقَدۡ رَأَی الۡحَقَّ۔

جس نے مجھے دیکھا اس نے سچ دیکھا۔ (یعنی اس نے مجھے ہی دیکھا)

بخاری شریف: ج۱۲ ص ۳۸۳، صحیح مُسلم: ج۴ ص ۱۷۶۷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **حضور نبی کریم** ﷺ نے فرمایا:

مَنۡ رَاٰنِیۡ فِی الۡمَنَامِ فَسَیَرَانِیۡ فِی الۡیَقۡظَۃِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیۡطَانُ بِیۡ۔

بخاری شریف: ج۱۲ ص ۳۸۳، صحیح مُسلم: ج۴ ص ۱۷۷۵

جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ جلد مجھے بیداری کی حالت میں دیکھے گا اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

## وضاحت:

رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوۡحِیۡ:

حضور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں اس پر بڑی شرح وبسط سے کلام فرمایا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے **نبی پاک** ﷺ کے وصال اور دفن کے بعد **اللہ تعالیٰ** نے آپ کی روح مبارک کو لوٹا دِیا کیوں کہ سلام پیش کرنے

والے تو سلام پیش کرتے ہی رہتے ہیں پھر آپ ﷺ کی روح اطہر آپ کے جسم اطہر میں ہمیشہ قائم رہی ورنہ ماننا پڑے گا کہ لحہ بہ لحہ نکالی اور لوٹائی جاتی ہے۔ بعض فرماتے ہیں روح سے مراد وہ مقرب فرشتہ ہے۔

علامہ السبکی الکبیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بڑا حَسِین جواب دِیا۔ فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ یہاں لوٹانے سے مراد معنوی لوٹانا ہو۔ آپ ﷺ کی روح شریف اس عالم سے مستغنی ہو کر حضرت الٰہیہ اور ملاء اعلیٰ کے مشاہدات میں مستغرق ہوتی ہے۔ جب کوئی سلام پیش کرتا ہے تو روح پاک اُس عالم سے اِس عالم کی طرف متوجّہ ہوتی ہے تا کہ سلام عرض کرنے والے کے سلام کو قبول کرے پھر اس کا جواب دے۔

علّامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اعتراض فرماتے ہیں: اس طرح تو روح شریف کا تمام زمانہ سلام کے جواب میں مستغرق رہنا لازم آتا ہے کیوں کہ دُنیا کے کونے کونے سے اتنے لوگ ہر وقت سلام عرض کر رہے ہوتے ہیں جن کا شمار ہی نہیں ہو سکتا۔

فرماتے ہیں اس کا جواب میں یہ دیتا ہوں کہ امور آخرت تک کسی کی رسائی نہیں ہے۔ احوال برزخ احوال آخرت کے زیادہ مشابہ ہیں۔ القول البدیع: ص ۳۲۶

## زیارتِ مصطفیٰ ﷺ کے ثمرات

مفاتیح المفاتیح میں مذکور ہے کہ جو خواب میں پیارے مصطفیٰ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو اُس کا خاتمہ بالخیر ہو گا، آپ کی شفاعت میسر آئے گی، جنّت ملے گی، اللہ تعالیٰ اُسے اور اُس کے والدین کو بخش دے گا، بارہ مرتبہ ختمِ قُرآن کا ثواب ملے گا، سکرات الموت آسان ہوں گے، اللہ تعالیٰ عذابِ قبر ختم فرما دے گا، قیامت کی ہولناکیوں سے امن میں ہو گا، اللہ کے فضل و کرم، عنایات اور مہربانی سے دُنیا اور آخرت

میں اُس کی مُرادیں پوری ہوں گی۔

عُلمائے کرام فرماتے ہیں: "ایک ہی رات میں تمام اہلِ زمین کے لیے نبی کریم ﷺ کی زیارت ممکن ہے، تمام موجودات آئینہ ہیں اور آپ ﷺ مثالِ آفتاب، جب آفتاب تمام آئینوں میں چمکتا ہے تو ہر آئینے پر آفتاب کی صورت دِکھائی دیتی ہے۔ ہر وہ شخص جو آپ ﷺ کی زیارت سے بہرہ ور ہوتا ہے وہ اپنی ذاتی صفت اور دل کے آئینے کے مطابق زیارت کرتا ہے۔ اگر وہ صفتِ کمال سے زیارت کرتا ہے تو کمال زیارت سے مستفیض ہو گا، اگر وہ کسی کمی کے ساتھ ہے تو وہ کمی دیکھنے والے کی ہے۔

کیفیۃ الوصول لرؤیا سیدنا الرسول ﷺ، فضیلۃ الشیخ حسن محمد شداد بن عمر باعمر الحضرمی: ص ۴۸، ۶۰

## رُؤیائے صالحہ کے آداب

زیارت کے آرزومند کو ہمیشہ یہ بات پیشِ نظر رہے کہ یہ بندے اور اُس کے رب کے درمیان راز ہے، خواب اللہ تعالیٰ کے اِنعام ہیں اور اُن سے اپنے بندوں سے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے، اس لیے بندے کے لیے ضروری ہے کہ وہ صدق واخلاص کا پیکر ہو۔ اپنے عزیز دوست کے علاوہ رؤیائے صالحہ بیان نہ کرے۔ ایک بُزرگ فرماتے ہیں: "تین اشخاص کے علاوہ کسی سے اپنے خواب بیان نہ کرو۔ اپنے شیخ، ب آپ اور اللہ کی محبت میں اپنے بھائی یا دوست، یعنی دینی بھائی اور دوست۔

مُحبِّ صادِق کے لیے ضروری ہے وہ وظائف جو رؤیائے صالحہ کے لیے پڑھتا ہے اُس کے ذریعے آپ ﷺ کی زیارت سے بہرہ ور نہ ہو سکے تو پریشان نہ ہو۔ یہ ایسے احوال ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے اور وہ ذات اپنے ہر بندے کے لیے خیر اور بھلائی چاہتا ہے۔ اُس کے لیے یہ شرف، اعزاز اور فضل کافی ہے کہ اُس نے تلاوتِ

قرآنِ مجید، استغفار اور آپ ﷺ پر دُرود پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ اعلیٰ درجے کا حامل زیارت سے بہرہ ور نہیں ہوتا اور اُس سے کم (مرتبہ والا) زیارت سے مشرف ہو جاتا ہے۔

کیفیۃ الوصول لرؤیا سیدنا الرسول ﷺ ، فضیلۃ الشیخ حسن محمد شداد بن عمر باعمر الحضرمی: ص ۶۷، ۶۹

## جمعہ کے دِن اور رات کو دُرودِ پاک پڑھنے کی تاکید

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْ کُلِّ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّ صَلٰوۃَ اُمَّتِیْ تُعْرَضُ عَلَیَّ فِیْ کُلِّ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ فَمَنْ کَانَ اَکْثَرَھُمْ صَلٰوۃً کَانَ اَقْرَبَھُمْ مِّنِّیْ مَنْزِلَۃً۔

سنن کبریٰ للبیہقی: ج ۳ ص ۲۴۹

ہر جمعہ کے دِن مجھ پر کثرت کے ساتھ دُرود پاک پڑھا کرو کیوں کہ میری اُمّت کا دُرود ہر جمعہ کے دِن پیش کیا جاتا ہے۔ کثرت کے ساتھ دُرودِ پاک پڑھنے والا میرے زیادہ قریب ہو گا۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ نَفْخَۃٌ وَّ فِیْہِ الصَّعْقَۃُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ۔

ابوداود شریف: رقم ۱۰۴۷، سنن ابن ماجہ شریف: رقم ۱۰۸۵

تمہارے دِنوں میں سے افضل دِن جمعۃ المبارک ہے اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت ہوئی اسی دِن اُن کی روحِ مبارک قبض کی گئی، اسی دِن صور پھونکا جائے گا اور اسی دِن بڑی چیخ ہو گی پس اس دِن مجھ پر کثرت سے دُرودِ پاک پڑھو بے شک تمہارا دُرود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلَائِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَّایُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلَاتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَأْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ۔ ابن ماجہ شریف، رقم:۱۶۳۷

اس حدیث مُبارکہ کو ایک اور سند کے ساتھ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے۔

ابن ماجہ: رقم ۱۶۳۷

جمعہ کے دِن مجھ پر کثرت کے ساتھ دُرود پاک پڑھا کرو یہ یوم مشہود ہے اس دِن فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو شخص مجھ پر دُرود پاک بھیجتا ہے اس کا دُرود پاک مجھ پر پیش کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ دُرود پاک پڑھ کر فارغ ہو جائے۔ میں نے عرض کی: کیا وصال مبارک کے بعد بھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے اجسام (مقدسہ) کو کھانا حرام فرما دِیا ہے، لہٰذا اللہ کے نبی زندہ ہیں اور اُنہیں رزق دِیا جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سیّد الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ اٰنِفًا مِّنْ رَّبِّہٖ عزوجل فَقَالَ: مَا عَلَی الْاَرْضِ مِنْ مُسْلِمٍ یُّصَلِّیْ عَلَیْکَ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً اِلَّا صَلَّیْتُ اَنَا وَمَلَائِکَتِیْ عَلَیْہِ عَشْرًا۔ القول البدیع: ص ۱۱۸، بحوالہ طبری - جلاء الافہام: ص:۳۵

علّامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث ایسی سند سے روایت کی ہے جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جمعہ کے دِن مجھ پر کثرت سے دُرود شریف بھیجا کرو حضرت جبریل علیہ السلام اپنے رب عزوجل سے میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا: زمین پر بسنے والا جو مسلمان آپ پر ایک مرتبہ دُرود پاک بھیجتا ہے میں اور میرے فرشتے اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ كِتَابٍ لَّمْ تَزَلِ الْمَلَآئِكَةُ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهٗ مَادَامَ اسْمِيْ فِيْ ذَالِكَ الْكِتَابِ۔ المعجم الاوسط، رقم: ۱۸۵۶، کنز العمال، رقم: ۲۲۴۳

جس نے کسی کتاب میں مجھ پر دُرود پاک لکھا جب تک اس کتاب میں میرا نام رہے گا فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم نورِ مُجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔

جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اس کو مجھ پر درود پڑھنا چاہیے اور جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُرود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا۔

قال النسائی فی عمل الیوم واللیلۃ، رقم: ۶۱، اسنادہ صحیح - المعجم الاسط، رقم: ۴۹۴۵

وَكَانَ الصَّحَابَةُ يَسْتَحِبُّوْنَ اِكْثَارَ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان جمعہ کے دِن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِپاک پڑھنے کو پسند کرتے تھے۔

حضرت محمد بن یوسف العابد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ زید بن وہب سے روایت فرماتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: يَا زَيْدَ بْنَ وَهَبٍ! لَا تَدَعْ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ

ﷺ اَلْفَ مَرَّةٍ -تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔

اے زید! جب جمعہ کا دِن ہو تو نبی پاک علیہ السلام پر ایک ہزار مرتبہ دُرودِ پاک پڑھنا نہ چھوڑنا دُرودِ پاک ان الفاظ میں پڑھو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ جلاء الافہام، ص:۱۳۷

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اُحِبُّ كَثْرَةَ الصَّلٰوةِ عَلَى النبی ﷺ فِیْ كُلِّ حَالٍ وَّاَمَّا فِیْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَ لَيْلَتِهَا اَشَدُّ اسْتِحْبَابًا۔ القول البدیع، ص:۱۹۶

سرکار دوعالم ﷺ پر دُرود شریف کثرت کے ساتھ پڑھنا ہر حال میں پسند کرتا ہوں مگر جمعہ کے دِن اور جمعہ کی رات کو بہت زیادہ پسند کرتا ہوں۔

حضرت عُمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: اَنِ انْشُرُوا الْعِلْمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّ غَائِلَةَ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ وَاَكْثِرُوا الصَّلٰوة عَلَى النَّبِيِّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

جمعہ کے دِن علم پھیلاؤ، بے شک علم کے حوالے سے انسانی ہلاکت بھول جانا ہے اور جمعہ کے دِن نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کثرت سے دُرود شریف بھیجا کرو۔

جلاء الافہام: ص ۴۸۰

## دُرود شریف نہ پڑھنے والوں کے لیے وعید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔

خاک آلود ہو اس شخص کی ناک جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔ ابن حبان شریف:۹۰۸، ترمذی شریف، ۳۵۴۵

رَغِمَ:

غین کے نیچے کسرہ ہے، یعنی مٹی سے مل گیا اور ایسا شخص "رغام" ہے۔ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رغم غین کے فتحہ کے ساتھ ہے اور اس کا معنی ہے: ذلیل ہوا۔

جلاء الافہام، ص:۸۸

حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔

بخیل وہ آدمی ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔

سنن الکبریٰ للنسائی، رقم: ۹۸۸۵-رواہ الترمذی، ج:۵، ص:۵۱۵، رقم: ۳۵۴۶

---

اَلْبُخْلُ: ھُوَ اِمْسَاکُ مَا یَقْتَنِیْ عَمَّنْ یَسْتَحِقُّہٗ۔ "بخل یہ ہے کہ جمع شدہ مال مستحق سے روک لینا۔

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا وُضُوْءَ لَہٗ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یُحِبِّ الْاَنْصَارَ۔

جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں جو بسم اللہ نہ پڑھے اس کا وضو نہیں، جو نبی پاک علیہ السلام پر درود نہ پڑھے اس کی نماز نہیں اور جو انصار سے محبّت نہ رکھے اس کا درود نہیں۔

ابن ماجہ شریف، رقم: ۴۰۰، الطبرانی فی المعجم، ج:۶، ۵۶۹۹

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَلَا دِیْنَ لَہٗ۔

جو مجھ پر دُرود نہیں پڑھتا اس کا دین نہیں۔

حضرت محمد بن حمدان المروزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

طبرانی شریف: رقم: ۸۹۴۱، ۸۹۴۲ - شعب الایمان للبیہقی: ص: ۴۳ - جلاء الافہام: ص: ۲۵

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارک جس میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر چڑھنے اور تین بار آمین کہنے کا ذکر ہے، اس میں ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: یَا مُحَمَّدُ! مَنْ ذُکِرْتَ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْکَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَہُ اللّٰہُ۔ قُلْ: اٰمِیْنَ، قُلْتُ اٰمِیْنَ۔ مجمع الزوائد، ج: ۱۰، ص: ۱۶۶، ۱۴۵

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا ہو اور وہ آپ پر دُرودِ پاک نہ پڑھے پھر وہ مر گیا پس دوزخ میں گیا اللہ نے اسے دور کر دیا۔ آپ کہیں: آمین، تو میں نے کہا: آمین۔

علّامہ ابن قیم شمس الدین جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس حدیث شریف کی اصل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت کعب بن عجرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے۔ نیز حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث، حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مروی ہے۔ جلاء الافہام، ص: ۱۶۶

حضرت سیدنا امام حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَخَطِئَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ خَطِئَ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ۔

جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اس نے مجھ پر دُرودِ پاک میں خطا کی (یعنی دُرودِ پاک نہ پڑھا) وہ جنت کی راہ بھول گیا۔ المعجم للطبرانی شریف، ج: ۳، رقم: ۲۸۸۷

اَلْخَطِیءُ: کا معنی ہے ذَنْبٌ اور اِثْمٌ. اَخْطَأَ یُخْطِئُ اِذَا سلک سَبِیْلَ الْخَطَاِ عَمَدًا اَوْ سَھْوًا۔

جب کوئی بھول کر یا جان بوجھ کر غلط رستے پر چل پڑے تو کہتے ہیں: اَخْطَأَ۔

اَلنِّھَایَۃ میں ہے: یُقَالُ خَطِیَٔ فِیْ دِیْنِہٖ خَطأً. اَثِمَ فِیْہِ یَعْنِیْ خَطِیَٔ فِیْ دِیْنِہٖ۔
یعنی گناہ کیا اپنے دِین میں۔

اپنے نبی مکرم ﷺ پر دُرود و سلام بھیجنے سے غافل نہ ہو ورنہ بھلائی و نیکی کا نور تجھ سے غائب ہو جائے گا۔ القول البدیع، ۱۵۷

---

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَقَدْ شَقِیَ۔

جس کے سامنے میرا ذکر ہوا وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بد بخت ہے۔

اس کو ابی السنی نے ضعیف سند کے ساتھ ذکر کیا ہے اور طبرانی کے ہاں یہ الفاظ ہیں:

شَقِیَ عَبْدٌ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ القول البدیع، ص:۱۵۱

حضرت عبد اللہ بن جراد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ دَخَلَ النَّارَ۔

جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے وہ مجھ پر درود نہ پڑھے تو وہ آگ میں داخل ہوا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے (مرسلا) مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مِنَ الْجَفَا اَنْ اُذْکَرَ عِنْدَ رَجُلٍ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ یہ جفا میں سے ہے کہ میں کسی آدمی کے سامنے یاد کیا جاؤں اور وہ مجھ پر دُرودِ پاک نہ پڑھے۔

اَلْخَطِیء: کا معنی ہے ذَنْبٌ اور اِثْمٌ، اَخْطَأَ یُخْطِیُٔ اِذَا سَلَکَ سَبِیْلَ الْخَطَاِ عَمَدًا اَوْ سَھْوًا۔

جب کوئی بھول کر یا جان بوجھ کر غلط رستے پر چل پڑے تو کہتے ہیں: اَخْطَأَ۔

اَلنِّھَایَة میں ہے: یُقَالُ خَطِیَٔ فِیْ دِیْنِہٖ خَطَأً، اَثِمَ فِیْہِ یَعْنِیْ خَطِیَٔ فِیْ دِیْنِہٖ۔
یعنی گناہ کیا اپنے دِین میں۔

اپنے **نبی مکرم** ﷺ پر دُرود و سلام بھیجنے سے غافل نہ ہو ورنہ بھلائی و نیکی کا نور تجھ سے غائب ہو جائے گا۔ القول البدیع، ۱۵۷

---

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **رسول اللہ** ﷺ نے فرمایا:

مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَقَدْ شَقِیَ۔

جس کے سامنے میرا ذکر ہوا وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بد بخت ہے۔

اس کو ابن السنی نے ضعیف سند کے ساتھ ذکر کیا ہے اور طبرانی کے ہاں یہ الفاظ ہیں:

شَقِیَ عَبْدٌ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ القول البدیع، ص:۱۵۱

حضرت **عبداللہ** بن جراد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **حضور نبی پاک** علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ دَخَلَ النَّارَ۔

جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے وہ مجھ پر درود نہ پڑھے تو وہ آگ میں داخل ہوا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے (مرسلا) مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مِنَ الْجَفَا اَنْ اُذْکَرَ عِنْدَ رَجُلٍ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ یہ جفا میں سے ہے کہ میں کسی آدمی کے سامنے یاد کیا جاؤں اور وہ مجھ پر دُرودِ پاک نہ پڑھے۔

یہ حدیث النمیری نے عبد الرزاق کے طریق سے دو سندوں کے ساتھ تخریج کی ہے
اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

اَلْجَفَا: جیم کے فتحہ اور مد کے ساتھ: نیکی اور تعلق کو ترک کرنا۔
اس کا اطلاق سخت طبیعت پر ہوتا ہے۔

اَلْجَفَا: کا معنی حدیث پاک میں یہ ہوگا کہ: وہ نبی کریم ﷺ سے دور ہوتا ہے
القول البدیع، ص: ۱۵۲

## ملائکہ کرام کی بارگاہِ نبوی میں حاضری

امام دارمی اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں کہ ملائکہ کرام قبر نبی ﷺ کا طواف کرتے ہیں۔ حضرت نُبَیہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ اُمّ المومنین سیّدہ طاہرہ طیّبہ عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے نبی پاک ﷺ کا ذکر پاک ہوا، حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ہر فجر کو ستر ہزار فرشتے قبر اطہر پر حاضر ہوتے ہیں اور قبر اطہر کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پروں کو قبر انور کے ساتھ لگا دیتے ہیں اور دُرودِ پاک پڑھتے رہتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے واپس چلے جاتے ہیں شام کے وقت ستر ہزار فرشتے اور اتر آتے ہیں وہ بھی اپنے پروں کو قبر اطہر کے اوپر رکھ دیتے ہیں اور صلوۃ وسلام پڑھتے رہتے ہیں۔ پھر صبح کو واپس چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر صبح وشام ستر ستر ہزار فرشتے حاضری دیتے رہتے ہیں۔ ستر ہزار دن کو اور ستر ہزار رات کو حاضر ہوتے ہیں یہاں تک کہ جب (قیامت کے دِن) قبر انور شق ہوگی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں تشریف فرما ہوں گے۔"

قاضی اسماعیل نے اپنی کتاب میں ص: ۱۰۳ پر اس کو نقل کیا ہے۔

امام دارمی نے اپنی سنن میں باب: "مَا اَکْرَمَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ نَبِیَّہٗ ﷺ بَعْدَ مَوْتِہٖ"

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے القول البدیع، ص: ۵۲ میں ذکر کیا ہے ۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں، علامہ ابن مُبارک رحمۃ اللہ علیہ نے الرقائق میں ذکر فرمایا ۔ علّامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے سندوں کے ساتھ بغیر کسی جرح کے جلاء الافہام، ص: ۶۱ میں ذکر فرمایا ہے ۔ اس کو تسلیم کیا، ضعیف بھی نہیں فرمایا ۔ اس کی سند کے رجال سارے کے سارے ثقہ ہیں اور حدیث کے قوی ہونے کے لیے اتنا کافی ہے ۔

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ مُبَارَکٍ، اَخْبَرَنَا ابْنُ لَھِیْعَۃَ حَدَّثَنِیْ خَالِدُ بْنِ یَزِیْدُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ ھِلَالٍ عَنْ نُبَیْہِ بْنِ وَھْبٍ اِنَّ کَعْبًا دَخَلَ عَلٰی عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا...الخ

الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، ص: ۲۰۸، عبداللہ سراج الدین شامی۔

## خواب میں آپ ﷺ کی زیارت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **حضور نبی پاک** ﷺ نے فرمایا:

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ ۔

بخاری شریف، ج: ۱، ص: ۲۰۲، صحیح مُسلم : ج: ۴، ص: ۱۷۷۴

جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے حقیقت میں مجھے ہی دیکھا کیوں کہ شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا ۔

علّامہ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف میں فرماتے ہیں:

مَنْ رَاٰنِیْ:

یعنی جس آدمی نے مجھے خواب میں دیکھا گویا اس نے عالم بیداری میں میرا دیدار کیا ۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہو گا کہ اس پر وہی احکام لاگو ہوں جو آپ ﷺ کے دیدار اور صحبت کی صورت میں ہوتے ہیں، یعنی ایسے آدمی کو صحابی نہیں کہا جائے گا ۔

بعض فرماتے ہیں" یہ ارشاد اخبار کے معنی میں ہے، یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس کو خبر دے دو کہ اس کا خواب حقیقی اور سچا ہے، اَضغاث اور اَحلام میں سے نہیں ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس مسئلہ میں علماء کے متعدد اقوال ہیں۔

علّامہ ابن الباقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ خواب صحیح ہے اَضغَاث اَحلَام میں سے نہیں نہ تشبیہات شیطانی میں سے ہے اور نہ ہی تسویلاتِ شیطانی میں سے ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ اس نے میرا جسم اور میرا بدن دیکھا بلکہ اس نے ایک مثال دیکھی جو آلہ بن گئی ان معانی کے لیے جو میری ذات میں ہیں۔ بلکہ بدنِ جسمانی حالتِ بیداری میں بھی صرف آلہ نفس ہے اور آلہ کبھی حقیقت ہوتا ہے اور کبھی خیالیہ اور نفس مثالاتِ متخیلہ سے علیٰحدہ ایک چیز ہے۔ اس لیے کہ تخیل اسی چیز کا ہوسکتا ہے جو رنگ دار ہو یا متخیل سے قریب ہو یا بعید۔ اور حق بات یہ ہے کہ دیکھنے والے نے جو دیکھا وہ درحقیقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس روح مقدس کی مثال دیکھی جو محل نبوت ہے۔ پس جس شخص نے آپ کی صورت دیکھی وہ نہ روح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مقدس۔ بلکہ تحقیقی بات یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات اقدس بھی شکل وصورت سے منزہ ہے، لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے معارف بندہ تک مثالِ محسوس کے ذریعے پہنچتے ہیں یا یہ مثال نور بھی ہوتی ہے اور غیر نورانی صورتیں بھی، جو اس جمال حقیقی معنوی کی مثال بننے

کی صلاحیت رکھتی ہیں کہ جن کی نہ کوئی صورت ہے اور نہ رنگ اور یہ مثال سچی اور برحق ہوتی ہے، معرفت کے لیے واسطہ ہوتی ہے۔"

رائی (دیکھنے والا) پکار اُٹھتا ہے "رَأَیْتُ اللّٰہَ فِی الْمَنَامِ" اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا "اِنِّیْ رَأَیْتُ ذَاتَہٗ۔"

شیخ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض لوگ نبی کریم ﷺ کو کسی شیخ یا امرد یا مریض وغیرہ کی صورت میں دیکھتے ہیں۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ سارے خواب ان تمام تاویلات کا احتمال رکھتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نبی پاک ﷺ ان تمام صفات سے متصف ہیں۔

مرقاۃ، شرح مشکوۃ، کتاب الرؤیا، ص: ۶۵۶، ۶۵۷

علامہ ابن الباقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان احادیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ کی زیارت صحیح ہے، یہ پریشان خواب ہیں نہ ہی شیطان کے تشبہات۔

بعض فرماتے ہیں: من راہ سے مراد ہے: "اس نے حقیقت میں آپ کو پالیا، کوئی مانع اس سے نہیں روکتا اور نہ عقل حائل ہوتی ہے کہ اس کے ظاہر سے پھرنے پر مجبور کرے۔ کیفیۃ الوصول لرؤیا سیدنا الرسول ﷺ شیخ حسن محمد شداد بن عمر باعمر الحضرمی: ص ۳۵

## سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت حالتِ بیداری میں

الشیخ احمد بن حجر الہیتمی الشافعی المکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفیٰ ۹۷۴ھ الفتاوی الحدیثیہ میں مذکور ہے: "آپ سے پوچھا گیا کہ حالتِ بیداری میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ممکن ہے؟ آپ نے فرمایا: "عُلمائے کرام کی ایک جماعت نے اس کا انکار کیا اور ایک نے اس کو جائز فرمایا۔ اور یہی (دوسری) رائے حق ہے۔ صالحین میں سے وہ حضرات جن کی ولایت

میں کوئی شبہ نہیں انہوں نے حالتِ بیداری میں آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے کی خبر دی ہے بلکہ اس پر اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے: مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ "جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھ لے گا

ابنِ ماجہ شریف: باب رؤیۃ النبی ﷺ ج ۵ ص ۶۰ رقم الحدیث ۸۹۰۱

یعنی وہ اپنے سر کی آنکھوں سے میری زیارت سے مشرف ہو گا۔

ایک قول کے مطابق اس کا مطلب ہے کہ وہ عنقریب حالتِ بیداری میں اپنے دِل کی آنکھ سے میری زیارت کرے گا اور اس حدیث میں قیامت مراد ہونے کا احتمال حالتِ بیداری کے الفاظ کے تذکرہ کی وجہ سے نہایت بعید ہے قیامت مراد ہونے کی صورت میں خواب میں زیارت نصیب ہونے کی قید کا کوئی فائدہ نہیں رہتا کیوں کہ قیامت کے دِن ساری اُمّت آپ کی زیارت سے مشرف ہو گی۔ ابن ابی جمرہ علیہ الرحمۃ ان احادیث کی شرح میں فرماتے ہیں: "اس حدیث کو اپنے عموم پر باقی ہونا مرجح ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی جانب بغیر کسی تخصیص کے اس میں خصوص کا دعویٰ کرتا ہے وہ تعسف سے کام لے رہا ہے اس کے بعد علامہ ابن ابی جمرہ نے اس کا انکار کرنے والے پر یہ الزام لگایا ہے کہ ایسا شخص رسولِ صادق ﷺ کے قول کی تصدیق کرنے والا نہیں اور قادر کی قدرت سے جاہل اور سُنّت کے واضح دلائل سے ثابت کراماتِ اولیاء کا انکار کرنے والا ہے۔ حدیث کے عموم سے ابن ابی جمرہ کی مراد یہ ہے کہ حالتِ بیداری میں جس زیارت کا وعدہ فرمایا گیا ہے اس زیارت سے ہر وہ شخص مشرف ہو گا، جس نے خواب میں آپ ﷺ کی زیارت کی خواہ ایک بار ہی یہ شرف حاصل ہوا ہو تا کہ آپ کا وعدہ مُبارک پورا ہو جائے جس کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی اور یہ شرف عام لوگوں کو زیادہ تر موت

سے پہلے قریب المرگ ہونے کی حالت میں حاصل ہوتا ہے اور خاص کو اپنی مقت سے پہلے بقلب یا بکثرت یہ شرف حاصل ہوتا ہے اور یہ شرف کا قلت یا کثرت کے ساتھ حصول ان کی اہلیت اور تعلق اور سُنّتِ نَبوی کی پیری واِتّباع کے اعتبار سے ہوتا ہے کیوں کہ اِتّباعِ سُنّت میں کمی اس شرف کے حصول میں بہت بڑا مانع اور رُکاوٹ ہے۔

علّامہ ابن الحاج مالکی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ کی کتاب "المدخل" میں ہے: "بیداری کی حالت میں آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے والوں کی تعداد بہت قلیل ہے اس کا شرف انہیں لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو ایسی صفات سے متصف ہیں جن صفات کا اس زمانے میں وجود نہایت قلیل بلکہ غالباً معدوم ہوچکا ہے۔ اس کے باوجود ہم ان اکابر میں سے جن کے ظاہر وباطن کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی ہے جن کو یہ شرف نصیب ہوتا ہے ان کا انکار نہیں کرتے۔

ابنِ مُلقن عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ نے طبقات اولیاء میں نقل فرمایا کہ: حضرت غوثِ اعظم شیخ سیّد عبدُالقادر جیلانی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ نے فرمایا: میں نے ظہر سے قبل نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔

ایک اور ولی کے تعارف کے ضمن میں فرمایا کہ: وہ بیداری اور نیند کی حالت میں کثرت کے ساتھ آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے۔

تاج بن عطاء عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ نے اپنے شیخ عارفِ کامل ابوالعباس المرسی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ سے نقل کیا کہ اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی اس ہتھیلی کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ابنِ فارس نے سیّدی علی وفا عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ سے نقل کیا کہ اُنہوں نے فرمایا: "میری عمر ابھی پانچ سال تھی کہ میں ایک قاری صاحب کے پاس

قرآنِ کریم پڑھنے جایا کرتا، اُن کے پاس گیا تو میں نے بیداری کی حالت میں نہ کہ نیند کی حالت میں آپ ﷺ کی زیارت کی، آپ کے جسمِ اقدس کے اوپر سوتی کپڑے کی سفید رنگ کی قمیص تھی، پھر میں نے دیکھا وہ قمیص میرے اوپر ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: پڑھو، میں نے "سورۃ والضحی اور الم نشرح "تلاوت کیں اس کے بعد میری آنکھوں سے آپ اوجھل ہوگئے، جب میں اکیس برس کا ہوا تو ایک دِن قرافہ کے مقام پر نمازِ فجر ادا کرنے لگا، تو میں نے **نبی کریم** ﷺ کی زیارت کی، آپ نے میرے ساتھ معانقہ فرمایا اور یہ آیتِ مُبارَکہ تلاوت فرمائی: وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ۔

حضرت ابن العربی عَلَیۡهِ الرَّحۡمَةُ سے منقول ہے کہ: آپ ﷺ کی زیارت زیادہ تر دِل کے ذریعے ہوتی ہے اور اس کے بعد آنکھ سے ہوتی ہے لیکن آنکھ کے ساتھ ہونے والی زیارت متعارف رؤیت کی طرح نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک حالتِ برزخیہ اور ایک وجدانی امر ہوتا ہے جس کی حقیقت کا ادراک سوائے اس کے جس کو یہ شرف نصیب ہوا ہے کوئی اور نہیں کرسکتا۔ آپ نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے **رسول پاک** ﷺ کی زیارت روحِ مطہرہ اور جسدِ پاک کے ساتھ ممکن ہے۔

اس بارے میں اولیائے کرام کی بہت سے حکایت ہیں، بیداری کی حالت میں **نبی کریم** ﷺ کی زیارت کا انکار سوائے معاند یا محروم شخص کے کوئی نہیں کرتا۔

علّامہ ابن حجر عَلَیۡهِ الرَّحۡمَةُ فرماتے ہیں: "ائمہ شافعیہ میں سے حضرت امام غزالی، بارزی، تاج سبکی اور عفیف یافعی رحمہم اللہ، ائمہ مالکیہ میں سے امام قرطبی، ابن ابی جمرہ رحمہم اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ بیداری کی حالت میں آپ ﷺ کی زیارت اور ملاقات کا شرف ممکن ہے اور یہ اولیائے کرام کی کرامات میں سے ہے۔ الفتاوی الحدیثیہ: ص۸۰۸، ۸۰۴، ۸۰۲

# دُرودِ پاک کی کیفیات و کلمات

## دُرودِ ابراہیمی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی (سَیِّدِنَا) اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ (سَیِّدِنَا) اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی (سَیِّدِنَا) اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ (سَیِّدِنَا) اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

یہ دُرودِ ابراہیمی ہے۔ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک بھیجنے کی یہ کیفیت سب سے افضل ہے۔ اگر کسی نے قسم اُٹھائی کہ نبی پاک علیہ السلام پر افضل ترین دُرودِ پاک بھیجے تو اس کی قسم پوری کرنے کی یہی صورت ہے کہ یہ دُرود شریف پڑھے۔ سعادۃ الدارین: ص ۶۲۱

حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

میری ملاقات حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا کیا میں وہ چیز تمہیں بطورِ ہدیہ پیش نہ کروں؟ جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

فرماتے ہیں ہم نے حضور علیہ السلام سے سوال کیا:

کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ وَاَهْلِ الْبَیْتِ؟ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ۔ "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر دُرود کس

طرح بھیجیں؟ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تو بتا دیا کہ آپ پر سلام کیسے بھیجیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا یوں کہو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی (سَیِّدِنَا) اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ (سَیِّدِنَا) اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی (سَیِّدِنَا) اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ (سَیِّدِنَا) اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

بخاری شریف، رقم: ۳۳۷۰، صحیح مُسلم: رقم: ۴۰۶،۶۶

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دُرودِ مُبارک کے مُتعلّق سوال کرنے کے بعد اور آپ ﷺ کے تعلیم دینے سے یہ اِستدلال کیا گیا ہے کہ وہ کیفیت جو آپ نے ارشاد فرمائی وہ افضل ترین ہے۔

حضرت تاج الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "الطبقات" میں اپنے والد ماجد حضرت امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل فرمایا کہ:

جو شخص یہ پڑھ لے تو اس نے یقیناً حضور نبی پاک ﷺ پر دُرود بھیج دِیا اور دُرودِ پاک پر جو ثواب اَحادیث میں ہے، اس کا حق دار ہو گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے پوچھا تھا کہ سرکار ہم آپ ﷺ پر کس طرح دُرود بھیجا کریں، تو آپ ﷺ نے یہی دُرودِ پاک بتایا تھا۔ پھر حضرت تاج الدّین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

والد صاحب اس دُرودِ پاک کو کبھی زبان سے جدا نہیں کرتے تھے۔

سعادۃ الدارین، ص: ۶۲۱

## وضاحت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ: **یارسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! **اللہ تعالیٰ** نے ہمیں آپ پر درود وسلام پڑھنے کا حکم دِیا ہے، لیکن صلوۃ کا طریقہ ارشاد نہیں فرمایا، آپ ہمیں اس کا طریقہ بتا دیجئے، تاکہ اس امر الٰہی کی تعمیل و تکمیل ہوسکے۔ بظاہر اس سوال کا مقصد یہ ہے جس طرح کلمات تسلیم آپ کی زبان مُبارک سے **اللہ تعالیٰ** نے ہمیں سکھائے ہیں اسی طرح دُرودِ پاک کے کلمات مُقدّس آپ کی زبان مبارک سے ہمیں معلوم ہوجائیں، تاکہ اس کا کامل و مکمل ثواب ہمیں حاصل ہوسکے۔

نیز اِس میں اِس حقیقت کا بھی اِعتراف ہے کہ **سرکار دوعالم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کماحقہ تعریف کرنا ہمارے اِمکان اور طاقت سے باہر ہے اور اِس میں بھی ہم **نبی پاک** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہنمائی کے محتاج ہیں۔

مُسلِم شریف کی ایک روایت کے مطابق جس میں **آں حضرت** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **جنابِ باری تعالیٰ** کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

سُبْحَانَکَ لَا اُحصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔

بس اتنا ہی کہتا ہوں کہ آپ ویسے ہی ہیں، جیسے آپ نے خود اَپنی تعریف کی۔ (اسی طرح **حضور سرورِ کائنات** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مُبارَک ایسے ہی ہے جیسے **اللہ تعالیٰ** نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رفعت و مرتبہ و مقام اور بلندیاں عطا فرمائی ہیں، اُن کو **اللہ تعالیٰ** ہی بہتر جان سکتا ہے۔)

ایک نکتہ

امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المصطفی الترکمانی کے "مُقدّمہ ابی اللّیث" کی شرح میں پڑھا ہے جس کی عبارت یہ ہے:

کہ اگر سوال کیا جائے کہ اس میں کون سی حِکمت پوشیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر صلوۃ پڑھنے کا حکم دِیا ہے اور ہم کہتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ۔

یعنی ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ درود بھیجے آپ پر۔ ہم دُرود نہیں پڑھتے۔ یعنی بندے کو "اُصَلِّیْ عَلٰی مُحَمَّدٍ" کہنا چاہیے تھا۔ (مگر وہ ایسا نہیں کرتا)

ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ:

آقائے دوعالم (طاہر وپاکیزہ ہیں، جہاں گمانِ نقص ہی نہیں۔ اور ہم سراپا نقص و عیب ہیں پس طیّب وطاہر ذات کی تعریف وہ کیسے کرے جو سراپا عیب ہے۔ اس لیے ہم اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ وہ دُرود بھیجے اپنے محبوب پاک پر تاکہ ربِّ طاہر کی طرف سے نبی طاہر پر دُرود ہو۔ القول البدیع، ص:۱۲۲

علّامہ النّیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "اللطائف والحکم" میں بھی اسی طرح منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

لَایَکْفِیْ لِلْعَبْدِ اَنْ یَّقُوْلَ فِی الصَّلٰوۃِ "صَلَّیْتُ عَلٰی(سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ" لِاَنَّ مَرْتَبَۃَ الْعَبْدِ تَقْصِرُ عَنْ ذٰلِکَ بَلْ یَسْئَلُ رَبَّہٗ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیْہِ لِتَکُوْنَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی لِسَانِ غَیْرِہٖ فَحِیْنَئِذٍ فَالْمُصَلِّیْ فِی الْحَقِیْقَۃِ ھُوَ اللّٰہُ. وَنِسْبَۃُ الصَّلٰوۃِ عَلَی الْعَبْدِ مُجَازِیَۃٌ۔

بندے کے لیے "صَلَّيْتُ عَلٰى (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ" کہنا کافی نہیں ہے کیوں کہ بندے کا مرتبہ درود بھیجنے سے قاصر ہے بلکہ وہ اپنے ربّ سے سوال کرے کہ وہ اپنے محبوب کریم ﷺ پر درود بھیجے تا کہ غیر کی زبان سے صلوۃ ہو جائے۔ اس صورت میں دُرود پڑھنے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور بندے کی طرف صلوٰۃ کی نسبت سوال کرنے کی وجہ سے مجازی ہوتی ہے۔

علّامہ ابن حجلہ نے بھی اسی بات کی طرف اشارہ کیا:

کہ اُمّت کو "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ" کے صیغہ کی تعلیم دینے میں ایک خاص حکمت ہے کہ ہمیں آقائے دوجہاں ﷺ پر دُرود بھیجنے کا حکم ہے لیکن ہم نہ شان رسالت کو کماحقہ جانتے ہیں اور نہ اس کا حق ادا کر سکتے ہیں تو ہم اعتراف عجز کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ تو آپ کی شان کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ وہ کس صلوۃ کے مستحق ہیں، اس لیے تو آپ کی ذات بابرکات پر صلوۃ بھیج۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے: لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَيْكَ۔ تیری ثناء کوئی بیان نہیں کر سکتا۔

مِنَ الْاَلْفَاظِ الَّتِیْ فِيْهَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ الْاَمْرَ فِيْهِ سِعَةٌ مِنَ الزِّيَادَةِ وَالنَّقْصِ وَاَنَّهَا لَيْسَتْ مُخْتَصَّةً بِاَلْفَاظٍ مُّخْتَصَّةٍ بِزَمَانٍ مَّخْصُوْصٍ لٰكِنَّ الْاَفْضَلَ الْاَكْمَلَ مَاعَلَّمْنَاهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ القول البدیع، ٦٧

مختلف کیفیات اور مختلف الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ دُرود شریف کے الفاظ، کلمات اور مختلف صیغوں میں کمی زیادتی کرنے میں وسعت ہے۔

مخصوص الفاظ اور مخصوص زمانہ کے ساتھ مختص نہیں، مگر افضل اور اکمل وہی کیفیت ہے، جو آقائے دوعالم ﷺ نے تعلیم دی۔

### وضاحت

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضور نبی پاک ﷺ کی عظمت و شان اور عُلوِّ مرتبت کے پیش نظر اپنی اپنی محبّت، عشق، وارفتگی اور آپ ﷺ سے تعلُّق کے لحاظ سے کوئی شخص دُرودِ پاک کے لیے مختلف صیغہ ہا استعمال کر سکتا ہے، اسی لیے سلفِ صالحین نے اپنے اپنے اندازو کیفیات اور مختلف الفاظ کو آپ ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضری کا ذریعہ بنایا، بعض نے کثرت کے ساتھ مختلف دُرود سلام کے صیغے استعمال فرما کر کتابیں مرتب فرمائیں، حضور پیرانِ پیر غوثِ اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب جو دُرودِ پاک کے مختلف صیغوں پر مشتمل ہے مرتب فرمائی، جو حضرت مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اورادو معمولات میں شامل تھی۔

### وضاحت

کلمات دُرودِ پاک کی روایات میں سے بعض میں:

وَارْحَمْ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا رَحِمْتَ عَلٰى سَیِّدِنَآ اِبْرَاهِیْمَ وَاٰلِ سَیِّدِنَآ اِبْرَاهِیْمَ۔

کا اضافہ منقول ہے اور بعض لوگ اسے پڑھتے بھی ہیں۔ جب کہ بعض روایات میں "تَرَحَّمْتَ" کا لفظ بھی آیا ہے، لیکن یہ اضافہ صحیح نہیں۔ کیوں کہ اہل عرب میں "رَحِمْتَ عَلَیْهِ" مروّج و مستعمل ہی نہیں، بلکہ یہ بعد کی بناوٹ ہے۔

لِاَنَّ التَّرَحُّمَ فِیْهِ مَعْنَى التَّكَلُّفِ وَالتَّصَنُّعِ فَلَا یُحْسَنُ اِطْلَاقُهٗ عَلَى اللهِ تَعَالٰى۔

ترحّم میں تَكَلُّفٌ و تَصَنُّعٌ کا معنٰی جاتا ہے، کیوں کہ یہ باب "تَفَعُّلٌ" سے مصدر ہے اور اللہ تعالٰی پر تَكَلُّف کا اطلاق ناپسندیدہ ہے۔

وَقَالَ النَّوَوِیُّ هِیَ بِدْعَةٌ لَّا اَصْلَ لَهَا وَوَافَقَهٗ بَعْضُ اَئِمَّتِنَا بَلْ نَقَلَ ابْنُ دِحْیَةٍ اِنَّهٗ لَایَجُوْزُ حَیْثُ قَالُوْا یَنْبَغِیْ لِمَنْ ذَکَرَهٗ ﷺ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیْهِ وَلَایَجُوْزُ اَنْ یَّتَرَحَّمَ عَلَیْهِ لِاٰیَةٍ: لَاتَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔ حاشیہ ابن عابدین: ج ۳ ص ۷۵ ۳ مطبوعہ دار الثقافہ والتراث دمشق سوریا

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ یہ بدعت ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں بعض احناف سے بھی یہی منقول ہے اور ابن دحیہ نے تو ان الفاظ میں پڑھنا ناجائز قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا تذکرہ مبارک پڑھنے والے کے لیے دُرودِ پاک پڑھنا چاہیے دُعائے ترحم کرنا جائز نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔

بعض علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ رحمت کا تعلق اکثر ان افعال سے ہوتا ہے جو قابل ملامت ہوتے ہیں۔ جب کہ ہمیں نبی پاک ﷺ کی تعظیم کا حکم ہے اس لیے ان الفاظ سے احتراز ہی بہتر ہے۔

بعض متاخرین حفاظ حدیث نے کلماتِ دُرود سے مُتعلّق تمام متفرق روایات کو جمع کرتے ہوئے اس اضافے کو صحیح قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان کلمات "تَرَحُّم" کا استعمال مطلقًا افضل ہے، لیکن متاخرین شوافع اور حنابلہ نے ان کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ چوں کہ یہ سارے کلمات ایک حدیث میں وارد نہیں ہوئے اس لیے بدل بدل کر دُرود شریف پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک بھی یہی رائے زیادہ صحیح اور قابل قبول ہے۔ مرقاۃ المفاتیح، ج: ۲، ص: ۳۳۹

--------

وَعَدَمُ کَرَاھَۃِ التَّرَحُّمِ وَالْاَوْلٰی تَرْکُہٗ اِحْتِیَاطًا۔

(لفظ ترحم) کے استعمال میں کراہت نہیں ہے اور احتیاطاً (اس لفظ کا) ترک افضل ہے۔

اَنَّ الْکَرَاھَۃَ فِی الْاِبْتِدَاءِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ حاشیہ ابن عابدین، ج:۳، ص:۳۷۶،۳۷۵

کراہت ابتداء میں ہے۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت فرماتے ہیں کہ:

آپ کے لیے رحمت کا لفظ استعمال نہ کیا جائے بلکہ آپ کے لیے صلاۃ و برکت جو آپ کے لیے مختص ہے اس کے ساتھ دُعا کی جائے اور حضور علیہ السلام کے علاوہ کے لیے "رحمت و مغفرت" کا لفظ استعمال کیا جائے۔

علّامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کئی احادیث میں اس کا ثبوت ہے۔ ہمارے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الرسالۃ" کے خطبہ میں "مُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَرَحِمَ وَکَرَّمَ۔"

علّامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ "اَلْمُفَھَّمُ" میں لکھتے ہیں کہ "اَلتَّرَحُّمُ" کا پڑھنا صحیح ہے، کیوں کہ اس کے مُتعلّق احادیث وارد ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اکیلا تَرَحُّمٌ کے صیغے پڑھنے کے عدم جواز کا عزم ظاہر کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

تَرَحُّمٌ "تاء" کے ساتھ جائز نہیں ہے۔

اسی طرح "ابن عبد البر" نے عدم جواز کا عزم بالجزم کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرے تو

"علیہ السلام" کہے، کیوں کہ آپ نے یہ تو فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ، مگر "مَنْ تَرَحَّمَ عَلَیَّ اور مَنْ دَعَا لِیْ نہیں فرمایا، اگرچہ صلاۃ کا معنی بھی رحمت ہے، لیکن اس لفظ کو تعظیماً مخصوص فرمایا ہے اس کو چھوڑ کر کسی غیر لفظ کی طرف عدول نہیں کیا جائے گا۔ اس کی تائید میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔

یہ ایک انتہائی خوبصورت بحث ہے۔ احناف کی معتبر کتاب "الذخیرہ" میں حضرت محمد بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے "الترحم" کی کراہت منقول ہے۔ فرماتے ہیں اس میں نقص کا گمان ہوتا ہے، کیوں کہ رحمت ایسے فعل پر طلب کی جاتی ہے جس پر ملامت ہوتی ہو اور ہمیں اَنبیائے کرام کی تعظیم کا حکم ملا ہے۔ فرماتے ہیں:

جب اَنبیائے کرام کا ذِکر ہو تو علیہ السلام نہ کہا جائے، بلکہ اُن پر دُرود بھیجا جائے۔

القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع، ص:۱۰۰،۹۹

## خلاصہ بحث از مولف کان اللہ لہ

مندرجہ بالا بحث سے واضح ہوا کہ علمائے کرام کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ بعض اس حق میں ہیں کہ "ترحم" کی زیادتی ٹھیک ہے اور بعض اس میں اختلاف فرماتے ہیں کہ یہ ایسی بدعت ہے، جس کی کوئی اصل نہیں۔ مگر جو علمائے کرام اس کے حق میں ہیں، فرماتے ہیں کہ یہ درست ہے، وہ بطورِ حُجّت فرماتے ہیں کہ احادیث مُبارَکہ سے ثابت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز نصوص سے ثابت ہے وہ ہے "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ"۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

صلوۃ وسلام کے الفاظ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ خاص فرمادِیا ہے اور یہ آپ کے لیے ہی شعار ہے۔جب کہ "رحم "کا لفظ اُمّت کے عام وخاص افراد کے لیے معمول بہ ہے۔

لفظ صلوٰۃ میں بھی رحمت کا معنی پایا جاتا ہے، جس طرح بعض علمائے کرام نے بیان فرمایا۔

اس بحث میں حضرت قاضی عیاض اور علّامہ ابن عبدالبر رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمَا کا موقف زیادہ واضح وقرین قیاس معلوم ہوتا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ:

آپ ﷺ کے لیے رحمت کا لفظ استعمال نہ کیا جائے بلکہ "صلوۃ وبرکت "آپ کے لیے مختص ہیں اس کے ساتھ آپ کے لیے دُعا کی جائے اور آپ ﷺ کے علاوہ کے لیے رحمت ومغفرت کا لفظ استعمال کیا جائے۔

نیز علمائے کرام یہ بھی فرماتے ہیں کہ صرف "ترحم "کا لفظ آپ کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس کے عدم جواز کے قائل ہیں۔

کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ آپ ﷺ کا جب ذکر کرے تو رحمۃ اللہ علیہ کہے، کیوں کہ اس میں ایک نقص کا گمان ہوتا ہے، اس لیے کہ رحمت ایسے فعل پر طلب کی جاتی ہے جس پر ملامت ہوتی ہو۔ ہمیں انبیائے کرام کی تعظیم کا حکم ملا ہے، "رَحِمَهُ اللهُ "کی بجائے آپ ﷺ کا ذِکر مُبارک آئے یا دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر آئے تو دُرود وسلام پیش کرنا چاہیے۔ "ﷺ، عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ" آپ ﷺ کے لیے شعار بن گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ۔

## صلاۃ تُنَجِّینا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاۃً تُنَجِّیْنَا بِھَامِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَ الْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَ تَرْفَعُنَا بِھَا اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیَاۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ "اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ "

اے اللہ !حضور سیّدِ عالم ﷺ پر ایسی رحمت نازل فرما کہ اس کے سبب ہمیں تمام خوف وآفات سے نجات دے اور اس کے سبب ہماری تمام حاجات کو پورا فرما اور اس کے سبب ہمیں تمام گناہوں سے پاک کر دے اور اس کے ذریعہ سے ہمیں بلند درجات پر فائز فرما اور اس کی برکات سے نیکیوں کی انتہا تک پہنچا زندگی میں اور بعد الموت۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

علّامہ مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ ذکر فرماتے ہیں کہ علّامہ ابن فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دُرود پاک کا ذکر اپنی کتاب "الفجر المنیر" کے تیسرے باب میں کیا ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت الشیخ الصالح موسیٰ الضریر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ وہ بذریعہ کشتی سمندری سفر پر روانہ ہوئے راستہ میں شدید طوفان نے آلیا، جسے اقلابیہ (الٹ پلٹ کرنے والا طوفان) کہتے ہیں۔ بہت کم لوگ اس طوفان میں پھنس کر ڈوبنے سے بچتے ہیں۔ لوگ ڈوبنے کے خوف سے چیخ وپکار کرنے لگے مجھے نیند آگئی خواب میں حضور نبی مکرم نورِ مجسم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا: کشتی والوں سے کہو کہ ایک ہزار مرتبہ "صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا" پڑھیں میں بیدار ہوا کشتی والوں سے خواب بیان کیا پھر ہم نے مل کر ابھی ۳۰۰ (تین سو) مرتبہ ہی یہ دُرودِ پاک پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے طوفان سے نجات عطا فرمائی۔

صاحبِ قاموس شیخ مجدُ الدّین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی سند کے ساتھ اس واقعہ کو اسی طرح بیان فرمایا ہے۔ اس میں مزید ذکر کیا ہے کہ حضرت شیخ الحسن بن علی الاسوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص اس "صلوۃ" کو کسی بھی مشکل یا مصیبت میں ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی اس مشکل کو آسان فرما کر اس کا مقصد پورا فرما دے گا۔

مطالع المسرات، الحزب الثالث، یوم الاربعاء

بعض عارفین رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہِم نے اس دُرودِ پاک کے آخر "یَا اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ یَا اَللّٰہُ" کے الفاظ کو زائد فرمایا ہے۔

شرح الدلائل سے نقل کیا گیا ہے کہ حضرت حسن بن علی الاسوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

مَنْ قَالَ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ فِیْ کُلِّ مُھِمٍّ وَّبَلِیَّۃٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ، فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

- جو شخص اس دُرود شریف کو کسی مشکل کام اور مصیبت کے حل کے لیے ہزار مرتبہ پڑھے، اللہ تعالیٰ اُس کو اس مہم میں کامیابی عطا فرماتا ہے۔
- جو شخص مال حاصل کرنا چاہتا ہے اور غنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیے کہ "پانچ سو مرتبہ "اس دُرودِ پاک کا ورد کرے، ان شاء اللہ کامیابی حاصل ہو گی۔
- طاعون کے وقت کثرت سے اس کی تلاوت کرنے سے محفوظ رہتا ہے۔
- سمندری سفر میں غرق سے محفوظ رہے گا۔
- جس مقصد کے لیے پڑھا جائے اسے (ان شاء اللہ) حاصل ہو گا۔

وَھِیَ مُجَرَّبَۃٌ صَحِیْحَۃٌ فِیْ جَمِیْعِ ذَالِکَ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

یہ ان تمام امور میں آزمودہ ہے۔

الشیخ العارف محمد حقی آفندی النازلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "خزینۃ الاسرار" میں فرماتے ہیں:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ مُتَنَوِّعَۃٌ اِلٰی اَرْبَعَۃِ الَافٍ وَّفِیْ رِوَایَۃٍ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا۔

کہ دُرودِ پاک کی (باعتبارِ صیغہ) چار ہزار مختلف قسمیں ہیں اور ایک روایت میں بارہ ہزار صیغے ہیں۔

یہ تمام صیغے اہل مشرق اور مغرب میں جماعتِ صوفیاء کے نزدیک پسندیدہ ہیں۔ اُنہوں نے حضور نبی پاک ﷺ کے ساتھ "رابطے اور حصولِ برکت کے لیے" جتنا مناسب سمجھا، اُن کے ساتھ آپ ﷺ پر دُرودِپاک پیش کیا ہے۔ اِس میں جو خواص و منافع ہیں اُن کو بھی سمجھا ہے اور بہت سارے اَسرار و رُموز کو بیان کیا ہے۔ ان میں سے بعض دُرودِپاک مصیبتوں کے ٹلنے، مراد حاصل کرنے کے لیے تجربہ اور مشاہدہ کے ساتھ مشہور ہیں مثلاً (صَلَاۃً تُنَجِّیْنَا)

صلوۃ تنجینا کا افضل طریقہ انیقہ یہ ہے کہ اس میں "آل" کا ذکر کرے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ... الخ

آل پاک کا ذکر کرنا زیادہ اتم، زیادہ اعم، زیادہ کثرت والا اور جلدی (مقبول ہونے) والا ہے۔ جس طرح سے مجھے میرے بعض مشائخ نے اجازت فرمائی اور اسی طرح شیخ اکبر نے بھی لفظِ "آل" کے ساتھ (دُرودِپاک پڑھنے کا) فرمایا ہے۔

اور فرمایا کہ:

اِنَّھَا کَنْزٌ مِنْ کُنُوْزِ الْعَرْشِ فَاِنَّ مَنْ دَعَا بِھَا اَلْفَ مَرَّۃٍ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ لِاَیِّ

حَاجَةٍ كَانَ مِنَ الْحَاجَاتِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَالْأُخْرَوِيَّةِ قَضَى اللّٰهُ تَعَالٰى حَاجَتَهٗ فَإِنَّهٗ اَسْرَعُ لِلْإِجَابَةِ مِنَ الْبَرْقِ الْخَاطِفِ وَاِكْسِيْرٌ عَظِيْمٌ وَتَرْيَاقٌ جَسِيْمٌ فَلَا بُدَّ مِنْ اِخْفَائِهٖ وَسَتْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهٖ، كَذَا فِيْ "سِرِّ الْاَسْرَارِ"

صَلاۃ تُنَجِّیْنَا عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ پس جو شخص رات کے درمیانی حصے میں ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر کسی بھی دینی، دنیوی حاجات کے لیے دُعا مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرمائے گا۔ اس لیے کہ یہ دُرود شریف قبولیت میں "چمکنے والی بجلی" سے بھی زیادہ تیز ہے اور یہ دُرودِ پاک "اکسیر عظیم" اور بہت بڑا "تریاق" ہے۔ نااہل لوگوں سے اس بات کو پوشیدہ رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح "سر الاسرار" میں ہے۔

الشیخ البونی اور الشیخ امام جزولی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمَا نے "الصلوة المنجية" کے خواص بیان کیے اور اس کے اسرار کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔

(مصنف فرماتے ہیں): میں نے اس خطرہ سے ان چیزوں کو ترک کر دِیا ہے کہ کہیں جاہلوں کے ہاتھوں میں نہ پڑیں اور (اور وہ اس کا غلط استعمال کریں) (اے قاری!) تیرے لیے یہی اِشارہ کافی ہے۔

افضل الصلوات علی سید السادات، للامام یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۴۳، دار الکتب العلمیہ

## صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا اور ہمارے بزرگوں کے معمولات

حضور قبلۂ عالم خواجہ محمد سُلطانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ سنگیوں کو صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا پڑھنے کے لیے بطورِ وظیفہ فرماتے، اس کی تعداد ۳۱۳ بار ارشاد فرماتے۔

حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا معمول مبارک تھا کہ مصائب اور اِبتلاء میں مبتلا سنگیوں کے

لیے صلوۃ تنجینا ایک ہزار مرتبہ یا پھر پوری دلائل الخیرات شریف روزانہ وِرد کرنے کے لیے فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند دن میں مصیبت ٹل جاتی۔

بعض سنگیوں کو تین سو تیرہ بار روزانہ معمول بنانے کا اِرشاد فرماتے۔

آپ اَحباب طریقت کو کثرت سے دُرودِ پاک پڑھنے اور اکثر درج ذیل صیغہ دُرود شریف معمول بنانے کی تلقین فرماتے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

دُرود شریف کی فضلیت بیان فرماتے ہوئے یہ شعر پڑھتے:

ہر درد کی دوا ہے دُرود شریف

ہر مرض کی شفا ہے دُرود شریف

آفتاب مشائخ، ص: ۲۹۷،۲۹۶ مؤلفہ: مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

## حضرت حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز، حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے سسر اور حضرت حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ کے نانا ہونے کا شرف حاصل ہے۔ نماز فجر سے قبل صلاۃ تنجینا ۳۱۳ بار پڑھنا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔

مولانا قاضی کرم دین رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء سے تھے۔ آپ قاضی کماں کے عرف سے مشہور تھے۔ تحصیل نکیال کے گاؤں لنجوٹ کے رہنے والے تھے، جو آزاد کشمیر کی سرحد پر واقع ہے۔ یہ دُرودِ پاک آپ کے روزانہ کے معمولات میں بھی شامل تھا۔

آفتاب مشائخ: ۲۹۰، ۲۸۰، ۴۳، ۱۸۰ مؤلف: مولانا محمد علیم الدین حفظہ اللہ نقشبندی مجددی

## حضرت قاضی محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاضی محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے تایازاد بھائی تھے۔ دونوں حضرات بچپن کے ساتھی بلکہ اپنے آبائی مکان میں ایک ساتھ رہتے تھے۔ آپ نے حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے مُجدّدِی سیفی سلوک کی تکمیل فرمائی اور خلافت حاصل کی۔

مغرب اور عشاء کے درمیان ۳۱۳بار "صلوۃ تنجینا" پڑھنا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔ بڑے انہماک سے پڑھتے تھے، پڑھتے ہوئے بعض دفعہ آواز اونچی ہو جایا کرتی اور رقت طاری ہو جاتی۔ ایک روایت کے مطابق آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔

ایک مرتبہ حضور قبلۂ عالم حضرت خواجہ محمد سلطانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاضی محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ کو حکم فرمایا کہ لاہور صوفی محمد رمضان (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس جاؤ اور باہم مل کر ایک مغویہ کی بازیابی کے لیے "صلوۃ تنجینا" پڑھو۔ اس ختم شریف کی برکت اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ مغویہ برآمد ہوئی۔ تذکرہ سُلطانیہ، ص:۲۴۲

## صوفی محمد حسن پوٹھیہ رحمۃ اللہ علیہ

نماز مغرب کے بعد آپ کے معمولات میں اوّابین کے نوافل اور تین سو تیرہ بار "صلوۃ تنجینا" شامل تھے۔

## میاں مُنَظَّر حسین رحمۃ اللہ علیہ (مُ + نَ + ظّ + رُ)

سلوکِ طریقت کے لئے حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے، اسباق حاصل کئے، ریاضت اور مجاہدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مساعی کو قبول فرمایا،

سلوکِ نقشبندیہ مُجدّدیہ کی تکمیل ہوئی اور آپ کی بارگاہ سے خلافت اور اجازت ارشاد سے مشرف ہوئے۔

دُرود تنجینا آپ کے روزانہ کے معمولات میں شامل تھا۔

آفتاب مشائخ، ج: ۲، ص: ۲۴۰

خواجہ محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ والد ماجد صاحب زادہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے روزانہ کے معمولات میں ۳۱۳بار دُرود تُنَجِّیۡنَا شریف شامل تھا۔ آفتاب مشائخ،ج:۲،ص:۲۲۹،۲۸۱

## جمعہ گل خان رحمۃ اللہ علیہ

آپ افغانستان میں غزنی کے علاقے کے رہنے والے تھے۔ نیریاں شریف کے مشائخ کرام کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ بڑے پختہ عقیدہ کے مالک تھے۔ اپنے شیخ محترم سے عقیدت میں بھی راسخ تھے۔ تلقین شدہ اوراد و وظائف پابندی سے پورے کیا کرتے۔ خانقاہ سلطانیہ جہلم میں جب مَسجد سلطانی زیرِ تعمیر تھی، آپ نے وہاں اعتکاف فرمایا۔ دُرود تنجینا آپ کے وظائف میں شامل تھا۔

آفتابِ مشائخ، ج: ۲، ص: ۳۴۴

## جُمعہ خان رحمۃ اللہ علیہ

جمعہ خان رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا غلام نبی بار والے رحمۃ اللہ علیہ کے خادم تھے اورآپ کے ساتھ ہی چیچیاں شریف حاضری دیا کرتے۔

جمعہ خان رحمۃ اللہ علیہ جب دربار عالیہ حاضر ہوتے تو رات دیر تک حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بدن مبارک کو دباتے۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ انہیں بس کہنے کے لیے جزاک اللہ فرماتے۔

آپ ان پر بے حد شفقت فرماتے ایک دفعہ ان کے مُتعلّق فرمایا کہ:

"وہ ہمارے گھر کا فرد ہے۔"

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو حل مشکلات کے لیے ایک ہزار بار "صلاۃ تنجینا" پڑھنے کا وظیفہ بھی عطا فرما رکھا تھا۔

اس ضمن میں ایک واقعہ بھی رونما ہوا۔

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دربار شریف میں ایک گھوڑی تھی، جو چارے کی قلت کے باعث کمزور ہو چکی، کیونکہ میرپور کا علاقہ بارانی ہے، سبز چارہ بہت ہی کم میسّر آتا ہے کبھی وقت پر بارش ہو جائے تو گھاس مل جاتی ہے، ورنہ نہیں۔ جب کہ مولانا غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ بار کے علاقہ میں رہنے والے تھے، جہاں نہری پانی کی فراوانی ہے جس کے باعث سبز چارہ ہر موسم میں بکثرت دستیاب ہو جاتا ہے۔ ان حالات کے پیشِ نظر مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی:

"اگر اجازت ہو تو گھوڑی کچھ عرصہ کے لئے لے جاؤں، وہاں رہ کر صحت مند اور توانا ہو جائے گی۔" آپ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ: "آپ اعتکاف کریں گے اور جمعہ خان گھوڑی کی خدمت کرے گا۔" چنانچہ ہم دونوں گھوڑی لے کر چک میں پہنچے تو جمعہ خان کہنے لگا:

"آپ کچھ دنوں کے لئے گھوڑی کو سنبھال لیں، میں چکوال اپنے گھر سے ہو آؤں، وہاں اپنے عزیز و اقارب سے ملے ہوئے ایک عرصہ ہو گیا ہے۔"

میں نے اسے کہا کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اعتکاف کرنے کا حکم دیا ہے اور تمہیں گھوڑی سنبھالنے کا۔ میں کس طرح اپنا کام چھوڑ کر تمہارے ذمہ کا کام کروں؟... مگر

جمعہ خان اپنی ضد پر قائم تھا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں: میں اعتکاف بیٹھ گیا اس پر اس نے مجھے دھمکی دی کہ یہ آپ کے لئے اچھا نہ ہوگا۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فرما رکھا تھا کہ: "جب کسی مشکل یا پریشانی کا سامنا ہو، تو ایک ہزار بار صلوۃ تنجینا پڑھنے سے مشکل حل ہو جاتی ہے۔"

اس نے وہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی رونا شروع کر دیا۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ آدھی رات گزری تھی کہ میرے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوئی تو اعتکاف سے دل اچاٹ ہو گیا۔ میں نے اعتکاف توڑ دیا اور چادر وغیرہ اٹھا کر گھر چلا گیا۔ آفتاب مشائخ ج:۲، ص:۱۰۴، ۱۰۳

## خواجہ
## عالم حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ
## اور
## صلوٰۃ تنجینا

یہ دُرودِ پاک حضور خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات میں بھی شامل تھا جب آپ کی آنکھوں میں موتیا آگیا تو کتابی اوراد متروک ہو گئے۔ قرآنِ کریم تلاوت نہ کر سکتے۔ اس کا متبادل طریقہ یہ اختیار فرمایا کہ نمازِ ظہر کے بعد نوافل میں قرآنِ کریم سماعت فرمانا شروع کر دیا۔ دلائلُ الخیرات شریف بھی سنتے اور ساتھ دہراتے جاتے، پھر اس کی جگہ دُرودِ تنجینا کی تعداد میں اضافہ فرما کر ہزار (۱۰۰۰) تک ورد فرماتے۔ مَسجد شریف میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنا اور دیگر معمولات (میں فرق نہ آیا وہ) اسی طرح برقرار رہے۔

حضرت خواجہ عالم قدس سرہ العزیز عزیمت کا کوہِ گراں تھے۔ بڑے سے بڑے مشکل وقت میں بھی رخصت پر عمل آپ کی طبیعت کو قبول نہ ہوتا۔ ۲۹/نومبر ۱۹۹۰ء کو بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات اڑھائی بجے آنکھ کے آپ ریشن کے لیے آپ ریشن تھیٹر میں تشریف فرما ہوئے تو آپ ریشن کے دوران دُرود شریف "صلوۃ تنجینا" کا وِرد آپ کی زبان مُبارک پر جاری تھا۔

سنگیان طریقت کو بھی اس دُرود شریف کے ورد کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

نور خانقاہِ ہدایت، ص: ۱۰۴

وقتِ اشراق کی آگاہی کے لئے عموماً حافظ منظر مسعود مُجدّدی صاحب دُعا مانگتے۔ یہ دُعا حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے دُرودِ تنجینا میں اضافہ کے ساتھ یوں تلقین فرمائی تھی:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ "حَاجَاتِ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اَجِبْ دَعْوَاتِنَا یَامَوْلَانَا فَاِنَّکَ مُجِیْبُ الدُّعَاءِ اَللّٰھُمَّ اسْمَعْ دُعَاءَنَا فَاِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ" وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیَاۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ "اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (تین مرتبہ) وَمَاذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ بِرَحْمَتِکَ یَاۤ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

## شہباز طریقت عارف باللہ حضرت حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ

دُرود تنجینا آپ کے معمولات میں بھی شامل تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات دُعا کی اِبتداء "صلاۃ تنجینا" سے کرتے تھے۔

کسی سنگی نے اپنی پریشانی کا اِظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ تین سو تیرہ مرتبہ "صلاۃ تنجینا" کا وِرد کریں، ہمارے حضرت (حضور خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ) مصیبت اور پریشانی کے اِزالے کے لیے یہ اِسی دُرودِ پاک تین سو تیرہ مرتبہ وِرد کرنے کی تلقین فرمایا کرتے۔

خانقاہِ سُلطانیہ میں ہر روز نمازِ فجر کے بعد ختم خواجگان شریف سے پہلے یہ دُرودِ پاک پڑھا جاتا ہے۔

### مُشکِل اَلفاظ کی وضاحت

اَلاَھْوَال: ھَوْلٌ کی جمع ہے۔ ھَوْلٌ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے انسان ڈرے گھبرائے اس پر گراں گذرے مثلاً زمینی مصائب یعنی شریر لوگوں کا شر، مہنگائی، بیماری، آسمانی بلیّات، زلزلوں کا آنا، اسی طرح مخلوق کی وجہ سے ہو مثلا شر، فساد، سمندر کی طغیانی، الغرض یہ تمام بلیّاتِ دُنیاوی اور اُخروی کو شامل ہے۔

اَلاٰفَات: اٰفَۃٌ کی جمع ہے، یعنی وباء۔ ہر وہ چیز جو انسان کے دین دنیا یا بدن کو نقصان پہنچائے۔

تَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ: یعنی اس دُرود شریف کی بدولت ہماری دینی دنیوی اور اُخروی حاجات پوری فرما۔

تُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ: اس دُرودِ پاک کی برکت سے ہمیں تمام گناہوں سے پاک کر۔

ظاہری، باطنی، خواہ وہ ہمارے اور تیرے درمیان ہوں یا ہمارے اور مخلوق کے درمیان ہوں۔ جو تیرے مُتعلّق ہیں انہیں معاف فرمادے اور جو مخلوق سے مُتعلّق ہیں انہیں اپنے ذمہ کرم پر لے لے اور ان کے نشانات ہمارے نامہ اعمال سے مٹادے۔

تَرْفَعُنَا بِهَا اَعْلَى الدَّرَجَاتِ: ہمیں ان بلند درجات پر فائز فرما جو ہمارے لائق ہیں ہمارے حق میں صحیح ہیں۔

تُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ: اقصی کا معنی ہے بعید ترین اور الغایات یہ جمع ہے غایۃ کی اس کا معنی ہے: انتہا۔ ہمیں نیکیوں کی انتہا تک پہنچا۔

مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ: تمام نیکیوں کی انتہا تک پہنچا زندگی میں بھی اور عالم برزخ میں بھی یعنی تمام حسی اور معنوی خوبیاں عطا فرما۔

مطالع المسرات، الحزب الثالث، یوم الاربعاء

## صَلٰوةُ الرِّضٰى

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةَ الرِّضٰى وَارْضَ عَنْ اَصْحَابِهٖ رِضَاءَ الرِّضٰى۔

اے اللہ حضور ﷺ پر خوشنودی کی رحمت نازل فرما اور ان کے صحابہ سے اعلی رضا کے ساتھ راضی ہو جا۔

صَلٰوةُ الرِّضٰى: ایسی رحمت جو تجھے راضی کر دے چوں کہ وہ تیری بارگاہ میں ان کی قدر و منزلت کے مناسب ہے یا ایسی رحمت جو تجھے اور تیرے حبیب ﷺ کو راضی کر دے اور اس رحمت کے ذریعے تو خوشنودی میں ان کا مرتبہ بلند فرمادے اور اس کے سبب سے تو ہم سے راضی ہو جا۔

رِضَاء: الف ممدوہ کے ساتھ اور

اَلرِّضٰی: الف مقصورہ کے ساتھ یعنی اعلی وارفع رضا۔

"مطالع المسرات"میں بعض اولیائے کرام کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص صبح وشام اس دُرودِپاک کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا اس کا ہر کام آسان فرمائے گا اور اسے ہر برائی سے محفوظ رکھے گا۔

دلائل الخیرات، الحزب الثالث یوم الاربعاء، ص: ۱۲۷

حضور والدِماجد علیہ الرحمۃ یہ دُرودِپاک خطبہ جمعہ میں تلاوت فرماتے۔

---

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْاَبْرَارِ وَزَیْنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْاَخْیَارِ وَاَکْرَمِ مَنْ اَظْلَمَ عَلَیْہِ الَّیْلُ وَاَشْرَقَ عَلَیْہِ النَّھَارُ۔

اے اللہ رحمت نازل فرما نیکوں کے سردار برگزیدہ مرسلین کی زینت اور ان لوگوں میں معزز ترین ہستی پر جن پر رات تاریک ہوئی اور دن روشن ہوا۔

یہ دُرود شریف دلائل الخیرات کا آخری دُرودِپاک ہے۔

## توضیحات

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْاَبْرَارِ وَزَیْنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْاَخْیَارِ:

اے اللہ! رحمت نازل فرما تمام نیکوں کے سردار پر اور تمام رسولوں سے بہتر احسن رسول پر۔ آپ رسولوں کی زینت ہیں، آپ کے توسط سے وہ مزین اور حسین ہوئے۔ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمْ اَفْضَلُ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَزْکٰی تَسْلِیْمَاتِہٖ۔

اَلْاَخْیَار: یہ جمع ہے خَیِّرٌ کی، جس کا معنی ہے کثیر خیر والا، مَعْدِنُ الْخَیْرِ۔

اَشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ: زمین کے تمام گزشتہ اور آنے والے باشندوں سے زیادہ معزز جن پر دن روشن ہوا۔ مطالع المسرات، الحزب الثامن

شہبازِ طریقت عارف باللہ حضور قبلہ حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ یہ دُرودِ پاک خطبہ جمعہ میں پڑھا کرتے۔ اور آپ نے فرمایا: "ختم خواجگان شریف کے شروع میں پانچ سو مرتبہ اس کو پڑھا کریں۔"

## صَلٰوةُ الْبِئْرِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً دَائِمَةً مَّقْبُوْلَةً تُؤَدِّىْ بِهَا عَنَّا حَقَّهُ الْعَظِيْمَ۔ دلائل الخیرات، الحزب السابع، ص: ۲۲۸

اے اللہ حضور نبی پاک ﷺ پر ایسا دُرودِ پاک نازل فرما جو دائمی ہو اور مقبول ہو، جس کی بدولت تو ان کا عظیم حق ہماری طرف سے ادا فرمادے۔

### توضیحات

تُؤَدِّىْ: یعنی تو پورا فرما۔

بِهَا عَنَّا حَقَّهُ: اس رحمت کے ذریعے ہماری طرف سے آپ کا حق جو ہماری طرف سے (جو ہم پر) واجب ہے۔

اَلْعَظِيْمَ: بڑا اور بزرگ حق جسے ہم ادا نہیں کر سکتے۔ جسے پورا کرنا ہمارے بس سے باہر ہے، مگر یہ کہ تو اپنے فضل سے ہماری طرف سے ادا فرمادے۔

اس دُرودِ پاک کو "صَلٰوةُ الْبِئْرِ" کہتے ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سید سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ صاحب دلائل الخیرات وضو کرنے کے لیے ایک کنوئیں پر تشریف لے گئے لیکن یہ دیکھ کر پریشان ہو گئے کہ نہ وہاں

ڈول ہے نہ رسی۔ اتنے میں قریب کے مکان سے ایک لڑکی نے آکر کنوئیں میں اپنا لعاب دہن ڈالا کنوئیں کا پانی جوش مارتا ہوا باہر اُبل پڑا۔ حضرت شیخ نے وضو کیا اور اُس لڑکی سے اِس کرامت کا راز پوچھا تو اُس نے کہا میں یہ "دُرود شریف" پڑھا کرتی ہوں۔

مطالع المسرات، الحزب السابع

عارف باللہ حضور قبلہ حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ خطبہ جمعہ اور ختم شریف میں اس دُرودِ پاک کو پڑھتے۔

---

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔

اے اللہ سیّدنا حضور علیہ السلام، جو نبی امی ہیں اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرما۔

---

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ۔

اے اللہ! اپنے بندۂ خاص اور رسولِ مکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمتیں نازل فرما۔

دلائل الخیرات شریف، الاحزب الاول، یوم الاثنین، ص:۷۸

## زیارت شریفہ کے لیے وظیفہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ

اے اللہ! ہمارے سردار حضرت سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس طرح دُرود بھیج جیسے تو نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دِیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ۔

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مُصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر دُرود بھیج

جیسے کے وہ اہل ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَهٗ

اے اللہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر دُرود بھیج جس طرح آپ پر دُرود (بھیجنا) تو پسند فرماتا ہے اور راضی ہوتا ہے۔

دلائل الخیرات شریف، الحزب الاول، یوم الاثنین، ۸۶

صاحب "مطالع المسرات" علامہ "محمد فاسی" رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

شیخ ابو محمد جبر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دُرود شریف امام نیشاپوری کی کتاب "شرف المصطفیٰ" کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت فرمایا اور اس کی فضیلت بیان فرمائی۔

علّامہ "ابن الفاکہانی" رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الفجر المنیر" میں "شفا ابن سبع" کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ جو شخص خواب میں حضور نبی پاک ﷺ کی زیارت کی آرزو رکھتا ہے اسے یہ تین دُرودِ پاک طاق مرتبہ پڑھنے چاہئیں۔

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مترجم، ص: ۳۴۵

ایک روایت کے مطابق شب جمعہ ستر مرتبہ یا سو مرتبہ یا سات سو مرتبہ حضورِ قلب کے ساتھ پڑھے تو اسے حضور نورِ مجسّم ﷺ کی زیارت نصیب ہو گی۔

دلائل الخیرات شریف، الحزب الاول، یوم الاثنین، ۸۶

---

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اَھْلِ بَیْتِهٖ

اے اللہ! حضور نبی پاک ﷺ، آپ کی آل پر اور آپ کے اہل بیت پر رحمتیں نازل فرما۔

حضرت جبر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "مشرق" میں، حضرت احمد بن موسی اپنے والد سے اور

وہ اپنے دادا سے راوی ہیں رحمۃ اللہ علیہم کہ:

جو شخص روزانہ یہ دُرود شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا ان میں سے تیس دُنیا میں ہوں گی۔ مطالع المسرات، ۳۴۵

ایک روایت کے مطابق

جو شخص سو مرتبہ اس دُرود پاک کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو دینی اور دنیوی حاجات پوری فرمائے گا۔ دلائل الخیرات شریف، الحزب الاول، یوم الاثنین، ص:۸۷

---

## رؤیا شریفہ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَاذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَعَدَدَ مَاغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

حضرت عبد اللہ بن عبد الحکم سے روایت کی گئی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ: مجھ پر رحم فرمایا، بخش دِیا، دُلہا کی طرح زیب وزینت کے ساتھ جنت کی طرف بھیجا گیا، دُلہا کی طرح رحمت کے پھول نچھاور کیے گئے۔ میں نے پوچھا: کس سبب سے اس حالت کو پہنچے؟ تو آپ نے فرمایا: مجھے کسی کہنے والے نے کہا: یہ اعزاز اس سبب سے ہے کہ آپ نے "کتاب الرسالہ" میں یہ لکھا ہے:

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَاذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَعَدَدَ مَاغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

اور اللہ تعالیٰ دُرود نازل فرمائے ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ کا ذکر

کرنے والوں اور آپ کے ذکر سے غافل ہونے والوں کی تعداد کے برابر۔

حضرت عبد اللہ بن عبد الحکم فرماتے ہیں کہ:

صبح کے وقت میں نے یہ کتاب (الرسالہ) دیکھی تو اس میں یہی دُرودِ پاک لکھا ہوا تھا۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "احیاءُ العلوم" میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالحسن شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ:

رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی الْمَنَامِ. فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! بِمَ جُوْزِیَ الشَّافِعِیُّ عَنْکَ حَیْثُ یَقُوْلُ فِیْ کِتَابِہٖ "اَلرِّسَالَۃ"

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

مجھے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الرسالہ" میں لکھا:

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کُلَّمَا (اَوْ عَدَدَمَا) ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا (اَوْعَدَدَمَا) غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

آپ کی طرف سے انہیں کیا جزا دی گئی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جُوْزِیَ عَنِّیْ اَنَّہٗ لَایُوْقَفُ لِلْحِسَابِ۔

میری طرف سے انہیں یہ جزا دی گئی ہے کہ انہیں حساب کے لیے کھڑا نہیں کیا جائے گا۔

احیاء علوم الدین، ج:۱، ص:۵۲۷

علّامہ محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صاحب "مواہب اللدنیہ" نے بھی "کتاب الرسالہ" کے خطبہ سے یہی دُرود شریف نقل کیا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب مواہب رحمۃ اللہ علیہ اپنے امام کی کتاب سے دوسروں کی نسبت زیادہ واقف ہیں۔

## وضاحت

ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔

- ذکر کرنے والوں نے زبان سے آپ کا ذکر کیا مثلاً دُرود شریف بھیجا، آپ کی کوئی حدیث مُبارکہ نقل کی، یا کسی اور طریقہ سے ذکر کیا۔
- دِل سے آپ کو یاد کیا۔

پہلا معنی زیادہ قرین قیاس ہے۔

غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ: سے یا تو بالکل بھلا دِیا مراد ہے یا کسی قدر غافل ہوئے۔ کیوں کہ "غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہٖ" کہا یعنی آپ کے ذکر سے غفلت کی "غَفَلَ عَنْہُ" نہیں کہا۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات، مترجم، ص:۴۰۶

---

## رؤیا شریفہ کے لیے وظائف

حضرت امام ابو عبد اللہ سیّد محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل الخیرات شریف کی الحزب الثالث ص:۱۱۹ میں ان الفاظ کو اس انداز سے ذکر فرمایا:

- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔
- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ۔
- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

- اے اللہ! ارواح میں سے حضور نبی پاک ﷺ کی روح مبارک پر۔
- صلوۃ بھیج اور اجساد میں سے آپ کے جسد اقدس پر صلوۃ بھیج اور قبروں میں سے آپ کی قبر اطہر پر صلوۃ بھیج اور آپ کی آل اور اصحاب پر بھی دُرود اور سلام بھیج۔
- اے اللہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مُصطفٰی ﷺ پر اتنا درود بھیج جتنا لوگوں نے آپ کو یاد کیا۔
- اے اللہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مُصطفٰی ﷺ پر اتنا دُرود بھیج جتنا لوگ آپ کی یاد سے غافل ہوئے۔

امام فاکہانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو شخص ہر رات ان تین دُرودِ پاک کو ستر مرتبہ پڑھے گا وہ خواب میں سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

القول البدیع، ص: ۲۶۱، دلائل الخیرات شریف، ص: ۱۱۹

---

- جس نے رات کو ہزار مرتبہ "سورۃ الکوثر" پڑھی وہ جناب نبی کریم ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل کرے گا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ مجرب ہے۔
- جو حضور ﷺ کی زیارت کرنا چاہتا ہے تو وہ اکتالیس مرتبہ "سورۃ المزمل" پڑھے، وہ زیارت کرلے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ مجرب ہے۔
- ایک عالم کا کہنا ہے جس نے جمعہ کے روز ہزار مرتبہ "سورۃ القدر" پڑھی، اس کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک وہ نبی کریم ﷺ کی زیارت نہ کرلے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ بھی مجرب ہے۔
- کسی نے کہا ہے: "سورۃ الکوثر" کے خواص میں سے ہے جس نے اسے جمعہ کی رات

ہزار مرتبہ پڑھااور ہزار مرتبہ جناب **نبی کریم** ﷺ پر دُرود پڑھااور سو گیاتو وہ خواب میں جناب **نبی کریم** ﷺ کی زیارت سے شادکام ہو گا، یہ ایسانسخہ ہے جس کا اکثر لوگوں نے تجربہ کیاہے۔اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ۔

• حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جس نے رات کو ہزار مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھااسے خواب میں جنابِ **سیّدِ عالم** ﷺ کی زیارت ہو گی،الحمدللہ یہ مجرب ہے۔

• حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: کوئی مؤمن جمعہ کی رات دو رکعتیں پڑھے، ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پچیس مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے، پھر ہزار مرتبہ "صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ" پڑھے، ابھی دوسرا جمعہ بھی نہ آئے گا کہ وہ مجھے خواب میں دیکھ لے گا اور جو میری زیارت سے بہرہ ور ہوا، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اس کو امام نبہانی نے بھی سعادۃ الدارین ص ۴۸۹ پر ذکر فرمایاہے۔

• بستان الفقراء میں ہے، جناب **نبی کریم** ﷺ سے مروی ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں، جس نے جمعہ کے روز مجھ پر ایک ہزار مرتبہ ان الفاظ میں دُرود پڑھا: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ" وہ اسی رات اپنے رب کو دیکھ لے گا یا اپنے **نبی** ﷺ یا جنت میں اپنا مقام دیکھ لے گا، اگر نہ دیکھ پائے تو دو یا تین یا پانچ جمعے تک یہ پڑھے۔ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: "وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ" اَلحَمدُ لِلّٰہِ یہ مجرب ہے۔

• مدینہ منورہ کی ایک شخصیت نے مدینہ منورہ میں مجھے سیّدی یوسف النبہانی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا آپ فرماتے ہیں: جو شخص خواب میں **حضور نبی کریم** ﷺ کی زیارت کرنا چاہتاہے تو وہ سوتے وقت بائیس مرتبہ "**محمد**" ﷺ کہے۔

• سعادۃ الدارین ص ۴۸۶ علامہ نبہانی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ فرماتے ہیں: "قرآنِ کریم کے منافع وفوائد کے بارے میں جناب امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، جس نے جمعہ کی رات، نصف شب نمازِ (تہجد) کے بعد ہزار مرتبہ سورۃ الکوثر پڑھی وہ خواب میں زیارتِ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادکام ہو گا۔

• ایک عالم نے فرمایا ہے: ایک آدمی جناب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے فیض یاب ہوا کرتا تھا، وہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سولہ ہزار مرتبہ دُرود بھیجتا تھا، دُرود شریف یہ پڑھتا تھا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ حَقَّ قَدْرِہٖ وَمِقْدَارِہٖ۔

• ہمارے شیخ حسن العدوی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ شرح دلائل الخیرات میں ایک عارف سے العارف المرسی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ کا قول نقل کرتے ہیں جس نے اس دُرود شریف:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

کو شب و روز پانچ سو مرتبہ پڑھنے پر مواظبت اختیار کی تو وہ اس وقت تک فوت نہ ہو گا جب تک بیداری میں جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہ کرلے۔

جب یہ بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے مفید ہے تو خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے بدرجہ اولیٰ مفید ہے۔ سعادۃ الدارین

• الشیخ الصاوی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ شرح "ورد الدردیری" میں فرماتے ہیں کہ: ہزار مرتبہ دُرودِ ابراہیمی پڑھنے سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ضرور ہو جاتی ہے۔

ہمارے شیخ عدوی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ دلائل الخیرات کی شرح میں کسی عارف کی عبارت نقل کرتے ہیں کہ: صیغہ تشہد جس کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے، پیر یا جمعہ

کی رات کو ہزار مرتبہ پڑھنا جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا موجب ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ مجرب ہے۔

• الشیخ یوسف النبہانی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ سعادۃ الدارین ص ۴۹۳ میں فرماتے ہیں کہ: حضور نبی کریم ﷺ کے نعلین مُبارَک کے نقشے کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنا خواب میں زیارتِ سرکار دوعالم ﷺ کے لیے مُفید ہے جیسا کہ الشہاب احمد المقری عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ نے اپنی کتاب فتح المتعال فی مدح النعال میں ذکر فرمایا ہے ان کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے: "نقشِ نعلِ مُبارَک کے خواص میں سے ہے جیسے بعض ائمہ نے اس کی برکت وسعادت میں مجرب ہونے کے بارے میں فرمایا ہے جس نے ہمیشہ اسے اپنے پاس رکھا، اسے مخلوق میں قبولِ تام اور پذیرائی ملے گی، وہ جناب رسولِ خُدا ﷺ کی زیارت کرے گا، یا خواب میں آپ ﷺ کو دیکھ لے گا۔

• جس نے بارہ ہزار مرتبہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" (ﷺ) پڑھا وہ حضور ﷺ کی زیارت سے شرف یاب ہو گا۔

• السیّد عبدالرحمن الرفاعی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ نے مجھے بتایا اُنہیں ایک بُزرگ نے بتایا جو خواب میں جنابِ سرورِ کائنات عَلَیْہِ اَطْیَبُ التَّحِیَّاتِ وَاَکْمَلُ الصَّلَوَاتِ کی زیارت کرنا چاہتا ہے، وہ سورۃ طٰہٰ کی ابتدائی آیات پڑھے، بعد ازاں نبی کریم ﷺ پر دُرود بھیجے۔

• مجھے ایک عزیز نے بتایا کہ الشیخ یوسف النبہانی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح دیکھنے کا ارادہ کیا، جس طرح آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ ہوتے تھے، آپ نے تین ہزار مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھی اور خواب میں سرورِ کائنات ﷺ کی زیارت سے شادکام ہوئے۔

فرماتے ہیں میں نے جو انوار دیکھے ہیں ان کو اگر بیان کرنا چاہوں تو نہیں کر سکتا اور میں نے کہا: صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

اس سے عیاں ہے ہے خواب میں جناب آقا علیہ السلام کی زیارت کے لیے صدق و اخلاص سے سورۃ الاخلاص اور حضور نبی کریم ﷺ پر دُرود پڑھنا مفید ہے۔

کیفیۃ الوصول لرؤیۃ سیدنا الرسول ﷺ، فضیلۃ الشیخ حسن محمد شداد بن عمر باعمر الحضرمی

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر "صلوۃ البتیرا" پڑھو۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کیسی صلوہ ہے؟ فرمایا صرف:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ ہی نہ کہو بلکہ یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔

اس کو ابو سعید نے "شرف المصطفی" میں ذکر کیا ہے۔ القول البدیع:۵۵

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل

حضرت یزید بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان الفاظ کے ساتھ دُرود پاک پڑھنا پسند فرماتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

جلاء الافہام، ۱۸۸

------

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّسَيِّدِنَا اٰدَمَ وَسَيِّدِنَا نُوْحٍ وَّسَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَسَيِّدِنَا مُوْسٰى وَسَيِّدِنَا عِيْسٰى وَمَا بَيْنَهُمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔

حضرت امام جزولی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص اس دُرودِ پاک کو تین بار پڑھے گویا اس نے تمام دلائل الخیرات شریف پڑھی۔ دلائل الخیرات، الحزب الثالث: ص ۱۲۱

## دُرود خضری

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب (سیّدنا) محمد ﷺ اور آپ کی آل پر صلوۃ وسلام نازل فرمائے۔

اس دُرود شریف کو "دُرودِ خضری" کہا جاتا ہے۔

## ہمارے بزرگوں کا معمول شریف

"دُرودِ خضری" ہمارے سلسلہ نقشبندیہ مُجدِّدیہ سلطانیہ میں معروف ومُروَّج ہے۔

حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں دُرود شریف بھیجنے کا بہت اِہتمام فرماتے۔ خود کثرت سے دُرودِپاک پڑھتے اور اَحبابِ طریقت کو کثرت سے دُرودِ پاک پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ اَکثر آپ دَرجِ ذَیل دُرود شریف کا صیغہ معمول بنانے کا حکم فرماتے: صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

سنگیوں کو اُن کی اِستعداد کے مطابق تعداد میں پڑھنے کی تعلیم دیتے۔ ہر نماز کے بعد تسبیحاتِ فاطمیہ (سُبْحَانَ اللّٰهِ : ۳۳بار۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳بار، اَللّٰهُ اَكْبَرُ: ۳۴ بار)اور گیارہ بار دُرودِ خضری پڑھنے کی ہدایت فرماتے۔ تذکرۂ سلطانیہ: ۸۳

عموماً عشاء کی نماز کے بعد سونے سے قبل گیارہ سومرتبہ پڑھنے کے لیے فرماتے۔

آفتابِ مشائخ: ج۱ ص ۲۹۷

## لاعلاج مریضوں کے لیے وظیفہ

• حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ لاعلاج مریضوں کے لیے سوالاکھ دفعہ "یَاسَلَامُ" اور اول آخر ہزار ہزار مرتبہ "دُرودِ خضری" پڑھنے کا حکم فرماتے۔ یہ ختم شریف ایک ہی نشست میں پڑھا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔

• اسی مقصد کے لیے سورہ یاسین شریف بہتر (۷۲) مرتبہ اول آخر سو سو بار دُرود شریف اور ہر ختم یاسین شریف کے بعد ایک بار اذان فجر پڑھی جائے یہ پورا عمل ایک نشست میں بات کیے بغیر مکمل کیا جائے۔

## اہتمام میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہر سال ۱۲ ربیع الاول شریف عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روز آپ بڑے اہتمام سے احباب طریقت کو جمع فرما کر سوالاکھ مرتبہ دُرودِ پاک پڑھنے کا اہتمام فرماتے، اہتمام کے ساتھ اچھا کھانا تیار فرماتے اور احباب میں تقسیم ہوتا۔ آفتاب مشائخ: ۲۹۹

بارہ ربیع الاول شریف کو سوالاکھ درود خضری شریف جو حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے معمول چلا آرہا تھا حضور خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو برقرار رکھا کہ دونوں مراکز (خانقاہِ فتحیہ گُلہار شریف اور خانقاہِ سُلطانیہ گُلشنِ عظیم جہلم) اور باقی مدارس میں بھی آپ کے حکم کے مطابق پڑھا جاتا ہے۔ مشاغل زبدۃ الزھاد: صاحبزادہ محمد بدرالاسلام صدیقی

## حضور سیّدی ومرشدی خواجۂ عالم محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ اور دُرود شریف پڑھنے کے مختلف انداز اور طریقے

آپ نے فرمایا جب والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے میری تعلیم کا آغاز فرمایا تو سب سے پہلے مجھے درود شریف پڑھایا پھر قصیدہ بردہ شریف کا یہ شعر پڑھایا:

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْأُمِّيِّ مُعْجِزَةً　　فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّادِيْبِ فِي الْيُتُمِ

تذکرۂ جاناں: ص ۴۷

مولانا اکبر علی پاک پتنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں ایک درخت پر چڑھ کر ٹہنی پر جا بیٹھ گئے، میں نے سنا کہ آپ وہاں بیٹھے دُرودِ پاک پڑھ رہے ہیں۔ تذکرۂ جاناں: ص ۵۸

فرمایا: مجھے والدِ گرامی نے عمامہ پہننے کا طریقہ عملی طور پر سکھایا باندھتے ہوئے ہر پیچ کے وقت دُرود پاک پڑھا کرو اور اتارتے وقت بھی۔ آفتابِ مشائخ: ۵۷۷

- حضور خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کے فرضوں کی دُعا کے بعد اُٹھتے ہوئے قدرے جہری آواز میں یہ دُرود شریف پڑھا:

"صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ" مشاغل زبدۃ الزھاد: ص ۸۳

- معتکفین کے لیے باقی اوراد کے ساتھ ظہر کے بعد دُرودِ خضری شریف پڑھنے کا ارشاد ہوتا۔ مشاغل زبدۃ الزھاد: ص ۱۱۳
- بعض کے لیے ارشاد ہوتا کہ نماز عشاء کے بعد گیارہ سو مرتبہ درود خضری پڑھیں
- زائرین حرمین شریفین کے لیے حکم ہوتا کہ ہر نماز کے بعد پانچ ہزار مرتبہ دُرود شریف پڑھنا، بعد میں یومیہ گیارہ سو مرتبہ معمول رکھیں۔ مشاغل زبدۃ الزھاد: ص ۱۴۰

• ایک سنگی نے عرض کی کہ حضور ﷺ کی زیارت کا خواہش مند ہوں۔ جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا: دُرود شریف کی کثرت رکھیں، حضور ﷺ کی اتباع کی کوشش کریں یہی اصل زیارت ہے۔ مکاتیب الفردوس: ج۱ مکتوب ۲۴ ص ۴۵

• ایک محترمہ نے اپنے دُکھوں کی داستان بذریعہ مکتوب ارسال کی تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے رشتہ استوار رکھیں دُرود پاک کی کثرت رکھیں ہر دکھ کا درمان ہے۔ یہ تصور کر کے پڑھیں کہ آپ روضہ شریفہ کے سامنے پڑھ رہی ہیں اور حضور علیہ السلام سن رہے ہیں۔ اپنی حاجات بھی پیشِ نظر رکھیں۔ مکتوب: ۳۴ ص ۵۶

دُرود شریف پڑھنے کا یہ طریقہ آپ قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز دُرودِ پاک کی اجازت کے وقت تلقین فرمایا کرتے، مکتوباتِ مُبارکہ میں بھی متعدد مقامات پر اس طریقہ کی تلقین کی گئی۔

• کبھی فرماتے کہ روضہ شریفہ کو اپنے تصور میں رکھ کر دُرود شریف پڑھیں۔

• یا یہ خیال کریں کہ وہاں روضہ شریفہ پر موجود ہوں اور دُرود شریف پڑھ رہا ہوں۔

• خط کے جواب میں ایک صاحب کو یوں تحریر فرمایا: متوجہ الی اللہ رہیں، دُرود شریف کی کثرت کریں، تعداد پوری کریں، اگر ایک وقت میں نہ ہو سکے تو دو تین وقت میں پوری کریں البتہ روضہ اطہر کی طرف متوجہ ہو کر پوری محویت کے ساتھ پڑھیں۔

مکاتیب الفردوس: ج۱ مکتوب ۴۱

• ایک عقیدت مند کو عریضہ کے جواب میں تحریر فرمایا اگر وقت فرصت دے تو دُرود شریف: "صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ"

کامل توجہ سے تنہائی میں بیٹھ کر دل کی طرف دھیان دے کر گیارہ سو (۱۱۰۰) بار پڑھیں دل کی طرف دھیان سے مراد یہ ہے کہ آپ خیال کریں کہ دل کی تختی سیاہ

ہے اور اس پر سفید رنگ سے یہ دُرود شریف لکھ رہے ہیں، اگر آپ نے حسبِ ہدایت محنت کی تو ان شاء اللہ فائدہ ہو گا۔

مکاتیب الفردوس:ج ا مکتوب ۲۳۳

## دُرود خضری شریف پڑھنے کا وظیفہ

آپ اکثر احباب کو دُرودِ خضری شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے، بعض کے لیے یہ طریقہ ارشاد فرماتے کہ نمازِ عشاء کے بعد پہلے روز ایک سو مرتبہ پڑھیں ہر روز ایک سو مرتبہ کا اضافہ کرتے رہیں، یہاں تک کہ یہ تعداد ۱۱۰۰ مرتبہ ہو جائے پھر ہمیشہ ۱۱۰۰ مرتبہ دُرود شریف کا ورد رکھیں۔

## سلفِ صالحین سے منقول دُرودِ پاک کے الفاظ میں کمی زیادتی میں آپ کا مشرَب شریف

حضور خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا مشرب مُبارَک یہ تھا کہ جو وظائف بھی بزرگان دین سے منقول ہیں اُن کو اُسی انداز سے پڑھا جائے اپنی طرف سے کمی زیادتی درست نہیں۔

دُرود خضری شریف کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ مشائخ کرام سے:

"صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ"

کے اَلفاظ منقول ہیں اس میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی مناسب نہیں۔ آپ کا مشرب مُبارَک یہ تھا کہ ہم ایسے پڑھتے ہیں جیسے اپنے بزرگوں سے سنا ہے۔

## دَلائل الخیرات شریف اور حضور قبلۂ عالم خواجہ سُلطانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ

حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو دُرود پاک کی جامع اور متداول کتاب "دلائل الخیرات"

سے خاص شغف تھا، اسے بڑے شوق وذوق سے پڑھتے۔ احبابِ طریقت کو بطورِ وظیفہ اسے پڑھنے کے لیے فرمایا کرتے۔

آپ نے ایک سنگی کو اس کے وظیفہ کی تلقین کرتے ہوئے یوں فرمایا: "عام طور پر ابتداء سوموار سے کی جاتی ہے لیکن آپ جمعہ کے دن سے شروع کریں۔" پھر فرمایا:

"دیکھو! "ذوق وشوق" سے پڑھنا، جب ہم تمہاری طرح جوان تھے تو ہمارے "ذوق وشوق اور انہماک" کا یہ عالم تھا کہ اس کی قرأت کے دوران جب لطائف کی طرف توجہ کرتے تو **بارگاہِ نبوی** ﷺ میں حضوری نصیب ہو جاتی۔"

۱۲ ربیع الاول شریف عید میلاد **النبی** ﷺ کے روز بعض اَحباب کو پوری دلائلُ الخیرات شریف پڑھنے کا ارشاد فرماتے۔ آفتابِ مشائخ: ج۱ ص۲۹۷

## حضور خواجۂ عالَم رحمۃ اللہ علیہ

حضور خواجۂ عالَم رحمۃ اللہ علیہ دلائل الخیرات شریف اَوائل دور میں پوری پڑھتے پھر یومیہ معمول تھا۔ دُرودِ حاضری اور دُرودِ مستغاث شریف بھی تلاوت فرماتے۔

مشاغل زبدۃ الزہاد: ۹۷

## عارف باللہ حضور قبلہ حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ

عارف **باللہ** شہبازِ طریقت حافظ محمد عبدالواحد صدیقی رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضور قبلہ حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے متعلقین کو ان کی اِستعداد کے مطابق مختلف تعداد میں اس دُرود شریف کا ورد تلقین فرمایا کرتے۔

- ایک سنگی کو ارشاد فرمایا کہ:

"نمازِ عشاء کے بعد دس منٹ دُرودِ خضری کا ورد کیا کریں۔"

• ایک سنگی کو فرمایا:

"روزانہ رات کو سوتے وقت سو مرتبہ اس دُرود شریف کا ورد کیا کریں۔"

• ۱۱/۱۲ ربیع الاول شریف کی درمیانی رات میں سنگیوں کو اپنے گھر کے حجرہ شریفہ میں جمع فرما کر وقت مقرر فرماتے کہ اتنے وقت تک شماروں پر دُرود شریف پڑھیں۔ یہ آپ کا معمول رہا ہے۔ اس کے بعد تلاوت قرآن مجید ہوتی، نعت شریف پڑھی جاتی، پھر اختتامیہ دُعا ہوتی۔ اس محفل شریفہ کے لیے آپ بہت اہتمام فرماتے، حجرہ شریفہ کی صفائی ہوتی اور بچھانے کے لیے گھر سے نئی چادریں مہیا کی جاتیں، کھانے کا خصوصی اہتمام ہوتا۔

• عارف باللہ حضور قبلہ حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ دلائل الخیرات شریف کی یومیہ منزل تلاوت فرماتے اور احباب کو بھی اس کی تلاوت کی اجازت فرماتے۔

• آپ کو دلائل الخیرات شریف کے ساتھ خاص محبّت اور شغف تھا۔ مختلف جگہوں سے مختلف نسخوں کی تلاش فرماتے اور عمدہ انداز میں بارہا مرتبہ مختلف خطوں میں چھپوا کر تقسیم فرماتے۔ شام سے ایک نسخہ موصول ہوا تو آپ نے اُسی انداز پر اس کو چھپوایا۔

• اکثر اوقات دلائل الخیرات شریف کے نسخے حرمین شریفین روانہ فرمایا کرتے۔

• حرمین شریفین کے لیے حاضری دینے والوں کو ہر روز پوری دلائل الخیرات شریف پڑھنے کا حکم فرماتے۔

• ایک مرتبہ یہ عاجز (راقم الحروف) اور برادرِ عزیز محمد ضیاء الاسلام مدینہ شریف حاضر تھے، تو آپ نے پیغام بھیجا کہ وہاں کے قیمتی لمحات کی قدر کرتے ہوئے روزانہ

پوری دلائل الخیرات شریف تلاوت کریں۔

## دُرودِ مُستَغَاث شریف

- ہمارے سلسلہ "نقشبندیہ مجددیہ سلطانیہ" میں دُرودِ مُستَغَاث شریف کو خاص اہمیت حاصل ہے اور اس کو روزانہ پڑھنے کا معمول ہے۔
- حضور قبلہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ المعروف قبلۂ عالم کے روز مرہ کے اَذکار و معمولات میں یہ دُرود شریف شامل تھا۔

اِس کے بہت فوائد وبرکات ہیں:

- اِس کے پڑھتے ہوئے آداب کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے۔
- باوضو ہو، مسجد میں معتکف ہو، قلب کو متوجہ اِلی اللہ کر کے نہایت ہی ادب اور خشوع و خضوع سے پڑھنا شروع کرے۔
- فراخی معاش اور وُسعتِ رِزق کے لیے تین رات حضورِ قلب کے ساتھ پڑھے۔
- ہر جائز مراد کے لیے یہ دُرود شریف پڑھ سکتا ہے۔
- سفر سے پہلے پڑھے تو دَورانِ سفر تمام آفات سے اَمن واَمان میں رہے گا۔
- قحط سالی میں ہر روز تین بار پڑھ کر آسمان کی طرف دَم کرے۔
- لاعلاج مرض ہو، ہر روز طعام پکا کر فاتحہ حضور سَیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پڑھ کر پانی پر دَم کرے۔
- حسد دشمنی اور بغض کینہ رکھتا ہو تو دُرود شریف پڑھ کر اس کی طرف دم کرے

## حضرت قبلہ حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ

- والد ماجد شہبازِ طریقت، عارف باللہ، حضرت قبلہ حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ دُرود مستغاث شریف سے خاص شغف تھا، کثرت سے تلاوت فرماتے اور اَحباب کو بھی اِس کی تلاوت کا حکم دیتے۔
- آپ کو دُرودِ مُستغاث شریف پورا حفظ تھا بعض دفعہ زبانی تلاوت فرماتے اور دِن میں بار ہا مرتبہ تلاوت فرماتے۔
- محافل میلاد شریف میں اِجتماعی طور پر دُرود مستغاث شریف پڑھاتے جس کا طریقہ یہ ہوتا کہ ایک آدمی پہلے اسمائے باری تعالیٰ تلاوت کرتا اور حاضرین ایک آواز میں "جَلَّ جَلَالُہٗ" پڑھتے، اس کے بعد اسی طریقہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مُبارکہ ایک آدمی تلاوت کرتا، تو باقی سب اس کے ساتھ ایک آواز میں "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" پڑھتے ہیں۔
- زاں بعد دُرود مستغاث شریف کی تلاوت کی جاتی، جس کو ایک آدمی بلند آواز سے تلاوت کرتا اور حاضرین خفی آواز میں ساتھ ساتھ پڑھتے رہتے۔
- زائرین حرمین شریفین کو وہاں جاکر کثرت کے ساتھ دُرود مستغاث شریف پڑھنے کا حکم فرماتے۔
- اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ سلسلہ اُسی طرح جاری و ساری ہے۔
- ایک سنگی کو فرمایا کہ:

مدینہ شریف جاکر روزانہ پوری دلائل الخیرات شریف تلاوت کیا کریں اور باقی جو وقت بچے اُس سارے وقت میں دُرود مستغاث شریف تلاوت کرتے رہیں۔

- مختلف سائز اور مختلف رسم الخط میں آپ نے اس دُرود شریف کے نسخے طباعت کرا کر تقسیم فرمائے۔
- حضرت کے اسی طریقہ مُبارکہ کو جاری رکھتے ہوئے اب بھی اس دُرود شریف کی بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ معروف و مشہور کاتب صاحب سے کتابت جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سعی جمیل کو مشکور فرمائے۔
- ہر سال ربیع الاوّل شریف میں حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل و کمالات کے کسی موضوع پر مشتمل پرانے بُزرگوں کی تصنیف شدہ کوئی کتاب نئے انداز میں طباعت کرا کر تقسیم فرماتے۔
- آپ کے وِصال مُبارک کے بعد اب یہ سلسلہ بھی جاری ہے۔

---

حضور خواجہ عالم قاضی محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ اور قبلہ والد محترم رحمۃ اللہ علیہ اپنی دُعاؤں میں یہ دُعا شامل فرماتے:

اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ بِجَاہِ نَبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی وَرَسُوْلِکَ الْمُرْتَضٰی طَھِّرْ قُلُوْبَنَا مِنْ کُلِّ وَصْفٍ یُّبَاعِدُنَا عَنْ مُّشَاھَدَتِکَ وَمَحَبَّتِکَ وَاَمِتْنَا عَلَی السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ وَالشَّوْقِ اِلٰی لِقَآئِکَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

اے اللہ اے رب! اپنے برگزیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ﷺ کے طفیل ہمارے دلوں کو ہر ایسے وصف سے پاک فرما جو ہمیں تیرے مشاہدے و مَحبّت سے دور کر دے اور ہمیں اہل سُنّت وجماعت (کے عقائد و معمولات) اور اپنی ملاقات کے شوق پر موت عطا فرما۔ اے بزرگی اور بخشش والے۔

بِجَاہِ: بااستعانت کے لیے ہے۔

جَاہِ : قدر، منزلت، عزت۔

نَبِیِّکَ: تیرے نبی کریم ﷺ۔

اَلْمُصْطَفٰی: تیری بارگاہ میں برگزیدہ۔

رَسُوْلِکَ الْمُرْتَضٰی: تیرے مقبول، معزز، مکرم و محبوب رسول ﷺ۔

طَهِّرْ قُلُوْبَنَا: ہمارے دِلوں کو پاک کر۔

مِنْ کُلِّ وَصْفٍ: انسانی وہ صفات جو عبودیت کے منافی ہیں۔ مثلاً تکبر، خود بینی اور مذموم صفات۔

یُبَاعِدُنَا عَنْ مُّشَاهَدَتِکَ وَمَحَبَّتِکَ: وہ وصف جو ہماری بصیرت وبصارت کو تیری زیارت اور محبّت سے دور کر دے۔

وَاَمِتْنَا عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ: اور ہمیں اس حال میں موت عطافرما کہ ہم حضور ﷺ کی سُنّت پر ثابت قدم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے متبعین ہوں۔

## ذاتِ الٰہی کی یاد کا ذوق وشوق

وَالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ: اور اس حال میں موت عطا فرما کہ تیری ملاقات کے ہم مشتاق ہوں۔ جسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی مَحبّت ہو اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو محبوب رکھے گا تو پھر اس پر نظر رحمت فرمائے گا اور ازراہِ لطف و کرم اس سے راضی ہو گا۔ مطالع المسرات: ص ۲۸۴

حضور قاضی محمد صادق المعروف خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سنگی کو خط کے جواب میں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو حفظ وامان میں رکھے اور اپنی یاد کے "ذوق وشوق" سے نوازے۔

پھر فرمایا: یہی اصل زندگی ہے۔ مکاتیب الفردوس: مکتوب ۸ نمبر ۵ ص ۲۶

یَاذَاالْجَلَالِ: اے عظمت والے۔

وَالْاِکْرَامِ: اے ایمانداروں کی انعامات کے ذریعے عزت افزائی فرمانے والے۔

مطالع المسرات مترجم: ص ۲۸۴

## ختم شریف حضرت خواجہ محمد خانِ عالم نقشبندی مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ

اَلْمُتَوَفّٰی: ۳/ ذی الحجۃ الحرام ۱۲۸۸ھ ۱۳/ فروری ۱۸۷۳ء۔

اَلْمَدْفُوْنَ: باولی شریف ضلع گجرات

حضور خواجہ سلطان عالم المعروف قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ہر نماز کے بعد یہ ختم شریف پڑھا کرتے اور فرماتے: اس ختم شریف سے بہت فوائد حاصل ہوئے۔

☆ سورۃ فاتحہ: ایک بار ☆ آیۃ الکرسی: ایک بار

☆ سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص: ۱۵ بار

☆ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّاَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ ۷ مرتبہ

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّشْرِبَ بِالْکَاْسِ الْاَوْفٰی مِنْ حَوْضِ الْمُصْطَفٰی فَلْیَقُلْ: جو شخص چاہتا ہے کہ وہ مصطفی کریم ﷺ کے حوض سے لبالب پیالہ پیئے اُسے چاہیے کہ آپ ﷺ پر ان الفاظ میں دُرودِ پاک بھیجے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلَادِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْھَارِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَمُحِبِّیْہِ وَاُمَّتِہٖ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ القول البدیع: ص ۵۵

## دُرود شریف کے کلمات مقدسہ کی وضاحت

### اَللّٰھُمَّ

"اَللّٰھُمَّ" کا معنی "یَااَللّٰہُ" ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں، یہ صرف طلب میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی لیے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ" یااللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما کہا جاتا ہے، "اَللّٰھُمَّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" نہیں کہا جاتا۔ (کیوں کہ اس جملہ میں خبر ہے طلب نہیں)

"اَللّٰھُمَّ" کے آخر میں جو میم مشدّد ہے اس میں نحویوں کا اختلاف ہے۔ سِیبَوَیْہ کہتے ہیں کہ حرفِ ندا "یا" کے عوض اس کا اضافہ کیا گیا۔ اس لیے ان کے نزدیک مختار کلام میں دونوں کو جمع کرنا جائز نہیں۔ پس "یَآ اَللّٰھُمَّ" نہیں کہا جاتا مگر کبھی کبھی۔

بعض فرماتے ہیں کہ:

میم جملہ محذوفہ کے عوض میں ہے، "یَااَللّٰہُ اُمَّنَا بِخَیْرٍ" اَیْ اُقْصُدْنَا" یااللہ بھلائی کے ساتھ ہمارا قصد فرما۔ پھر جار مجرور "بِخَیْر" کو حذف کیا گیا اور مفعول "نا" کو بھی حذف کیا گیا تو تقدیر عبارت یوں رہی "یَااَللّٰہُ اُمَّ" پھر دُعا میں کثرت استعمال کی وجہ سے الف کو بھی حذف کر دیا گیا تو "یَآ اَللّٰھُمَّ" رہ گیا۔ یہ فرانحوی کا قول ہے۔ اس قول والے اس پر "یا" کا داخل کرنا جائز سمجھتے ہیں۔

بصریوں نے ان کے اس موقف کو کئی وجوہ سے رد کیا ہے۔

ایک قول کے مطابق لفظ "میم" کو تعظیم کے لیے اضافہ کیا گیا ہے۔ جس طرح "زرقہ" کی شدت اور "ابن" میں شدت کے لیے "میم" کا اضافہ کر کے "زرقم اور

ابنم " پڑھتے ہیں۔

(علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) هٰذَا الْقَوْلُ صَحِيْحٌ وَّلٰكِنْ يَّحْتَاجُ اِلٰى تَتِمَّةٍ

یہ قول صحیح ہے لیکن تکمیل کا محتاج ہے۔ اس کے قائل نے صحیح معنی ملحوظ رکھا، جس کا بیان ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ:

- " میم " جمع پر دلالت کرتی ہے اور اس کا تقاضا بھی یہی ہے۔
- اور اس کا مخرج بھی اس بات کا تقاضا کرتا ہے۔
- اور یہ بات ان لوگوں کے ضابطہ اور قیاس کے مطابق ہے، جو لفظ اور معنی میں مناسبت ثابت کرتے ہیں۔ جس طرح عربیت کے ماہرین کا مذہب ہے۔
- " میم "شفوی حرف ہے (ہونٹوں سے نکلتا ہے) بولنے والا اس کو ادا کرتے وقت ہونٹوں کو ملاتا ہے تو اہل عرب نے اسے جمع کی علامت قرار دے دیا۔ پس واحد کے لیے "اَنْتَ" استعمال کرتے ہیں جب جمع کی طرف تجاوز کرتے ہیں تو "اَنْتُمْ "استعمال کرتے ہیں۔ واحد غائب کے لیے "ہو" استعمال کرتے ہیں جمع کے لیے "هُمْ "بولتے ہیں۔ ضمیر متصل میں "ضَرَبْتَ" اور جمع کے لیے "ضَرَبْتُمْ " اسی طرح "اِيَّاكَ وَ اِيَّاكُمْ " "اِيَّاهُ وَاِيَّاهُمْ "اور اس قسم کی مثالیں ہیں، جیسے "بِهٖ"اور"بِهِمْ"

نیلے رنگ کی چیز کو"ازرق" کہتے ہیں جب نیلا پن زیادہ ہو جاتا ہے اور جمع ہو کر مضبوط ہو جاتا ہے تو"زَرْقَمْ "کہتے ہیں۔

وَتَاَمَّلِ الْاَلْفَاظَ الَّتِىْ فِيْهَا "الْمِيْمُ "كَيْفَ تَجِدُ الْجَمْعَ مَعْقُوْدًا بِهَا۔

ان الفاظ میں غور و فکر کریں، جن میں میم پائی جاتی ہے، ان میں کس طرح جمع کا معنی پایا جاتا ہے۔ مثلاً "لَمَّ "الشَّیْءُ "يَلُمُّهٗ "اِذَا جَمَعَهٗ۔

اسی سے ہے: "لَمَّ اللّٰہُ شَعْثَہٗ" اَیْ جَمَعَ مَاتَفرَّقَ مِنْ اُمُوْرِہٖ۔

یعنی اس کے متفرق امور کو اکٹھا کر دِیا۔

قرآن مجید میں ہے: اَکْلًا لَّمًّا۔ الفجر: ۱۹

جو اپنا اور ساتھی کا حصہ بھی کھا جاتا ہے۔

اس کی اصل "اَللَّمُّ" ہے۔ (لَمَّ یَلُمُّ)، جس کا معنی "جمع کرنا" ہے، جیسے "لَفَّ یَلُفُّ" لپیٹنا ہے۔

"اَللَّمُّ" کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کے قریب ہونا ہے۔

"اَللِّمَّۃُ" وَھِیَ الشَّعْرُ الَّتِیْ قَدِ اجْتَمَعَ وَتَقَلَّسَ حَتّٰی تَجَاوَزَ شَحْمَۃَ الْاُذُنِ۔

یہ وہ بال ہیں جو جمع ہو کر کانوں کی نرم جگہ سے تجاوز کر جاتے ہیں۔

"تَمَّ الشَّیْءُ وَمَا تُصْرِفَ فِیْھَا"

کسی چیز کا پورا ہونا اور اس میں تصرف کیا جائے۔

"بَدْرٌ اَلتَمَّ "اِذَا کَمُلَ وَاجْتَمَعَ نُوْرُہٗ۔

جب چاند کامل ہو جائے اور اس کی روشنی جمع ہو جائے۔

"اَلتَّوَامُّ" لِلْوَلَدَیْنِ الْمُجْتَمِعَیْنِ فِی الْبَطْنِ۔

ایک حمل سے پیدا ہونے والے دو بچے۔

وَمِنْہُ الْاُمُّ وَاُمُّ الشَّیْءِ اَصْلُہُ الَّذِیْنَ تَفَرَّعَ مِنْہُ فَھُوَ الْجَامِعُ لَہٗ وَبِہٖ سُمِّیَتْ مَکَّۃُ اُمَّ الْقُرٰی وَالْفَاتِحَۃُ اُمَّ الْقُرْاٰنِ وَاللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ اُمَّ الْکِتَابِ۔

اسی سے لفظ "اُمٌّ" ہے اور کسی چیز کی "اُمٌّ" اس کی اصل کو کہتے ہیں، جس سے شاخیں نکلتی ہیں اور وہ شے ان کی جامع ہوتی ہے، اسی وجہ سے "مکۃ المکرمۃ" کو "اُمُّ الْقُرٰی"

کہتے ہیں، فاتحہ کو "اُمُّ الْقُرْاٰنِ "اور "لوحِ محفوظ "کو "اُمُّ الْکِتَابِ" کہتے ہیں۔

قَالَ الْجَوْهَرِیُّ: اُمُّ الشَّیْءِ اَصْلُهٗ، وَمَکَّةُ اُمُّ الْقُرٰی۔

جوہری فرماتے ہیں: "اُمُّ الشَّیْءِ "اس کی اصل ہے اور مکۃ مکرمہ تمام بستیوں کی اصل ہے اس لیے اسے "اُمُّ الْقُرٰی" کہتے ہیں۔

اُمُّ مَثْوَاکَ صَاحِبَةُ مَنْزِلِکَ۔

یعنی تیرے گھر والی جس کے پاس تو ٹھکانا حاصل کرتا ہے اور اس کے ساتھ جمع ہوتا ہے۔

اُمُّ الدِّمَاغِ: اَلْجِلْدَةُ الَّتِیْ تَجْمَعُ الدِّمَاغَ وَیُقَالُ لَهَا: اُمُّ الرَّأْسِ۔

وہ جلد جس میں دماغ ہوتا ہے اس کو" اُمُّ الدِّمَاغِ "کہا جاتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے: هُنَّ اُمُّ الْکِتَابِ۔ آل عمران:۷

یہ آیات کتاب کی اصل ہیں۔

"اَلْاُمَّةُ" اَلْجَمَاعَةُ الْمُتَسَاوِیَةُ فِی الْخَلْقَةِ اَوِ الزَّمَانِ۔

اُمّت وہ جماعت ہے، جو خلقت یا زمانے کے اعتبار سے مساوی ہو۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ۔

الانعام: آیت ۳۸

اور زمین میں چلنے والی ہر چیز اور اپنے پروں سے اُڑنے والے پرندے تمہاری مثل جماعتیں ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤوف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: لَوْلَا اَنَّ الْکِلَابَ اُمَّةٌ مِّنَ الْاُمَمِ لَاَمَرْتُ بِقَتْلِهَا۔

ابوداود شریف: ۲۸۴۵، ترمذی شریف: ۱۴۸۶

اگر کتے جماعتوں میں سے ایک جماعت نہ ہوتے تو میں انہیں قتل کرنے کا حکم دیتا

وَمِنْهُ "اَلاِمَامُ "اَلَّذِیْ یَجْتَمِعُ الْمُقْتَدُوْنَ بِهٖ عَلَى اتِّبَاعِهٖ۔

اور اسی سے لفظ "امام" ہے، جس کی اتباع اور اقتداء میں لوگ جمع ہوتے ہیں

اسی سے "اَمَّ الشَّیْءِ" یَؤُمُّهٗ اِذَا جَمَعَ قَصْدَهٗ وَهَمَّهٗ اِلَیْهِ۔

جب کوئی کسی چیز کو جمع کرنے کا قصد وارادہ کرے تو یہ جملہ بولا جاتا ہے۔

اسی طرح جب کوئی متفرق کو جمع کرے اور اصلاح کرے تو کہا جاتا ہے:

رَمَّ الشَّیْءَ یَرُمُّهٗ۔

اسی سے "اَلرُّمَّانُ" ہے، انار کو کہا جاتا ہے کیوں کہ اس میں دانے جمع ہوتے ہیں اور باہم ملے ہوتے ہیں۔

ضَمَّ الشَّیْءَ یَضُمُّهٗ: جب جمع کرے تو یہ الفاظ آتے ہیں۔

اسی سے "هَمُّ الْاِنْسَانِ وَهُمُوْمُهٗ"

انسان کا ارادہ اور عزائم جو اس کے دِل میں جمع ہوتے ہیں۔

جب سر منڈانے کے بعد بال اگنے کے باعث سر سیاہ ہوجائے تو اسے "حَمَمَ رَأْسُهٗ" کہتے ہیں۔

سیاہ رنگ ایسا رنگ ہے جو نگاہ کو ٹھہرا دیتا ہے اسے متفرق نہیں ہونے دیتا۔ اسی لیے کمزور نگاہ والی آنکھوں پر جو تکلیف وغیرہ کی وجہ سے کمزور ہو جاتی ہے، بالوں یا کپڑے سے بنی ہوئی سیاہ پٹی رکھی جاتی ہے تاکہ نگاہ اُس پر برقرار رہے اور قوتِ باصرہ مضبوط ہو۔

وَهٰذَا بَابٌ طَوِیْلٌ فَلْنَقْتَصِرْ مِنْهُ عَلٰى هٰذَا الْقَدْرِ۔

یہ ایک طویل باب ہے، ہم اسی مقدار پر اکتفا کرتے ہیں۔

وَاِذَا عُلِمَ ھٰذَا مِنْ شَانِ الْمِیْمِ فَھُمُ الْحَقُوْھَا فِیْ اٰخِرِ ھٰذَا الْاِسْمِ الَّذِیْ یُسْئَلُ بِہِ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ فِیْ کُلِّ حَاجَۃٍ وَّکُلِّ حَالٍ بِجَمِیْعِ اَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ۔

جب میم کی یہ شان معلوم ہو گئی تو انہوں نے اس اسم "اللہ" کے آخر میں اسے ملایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ہر حاجت اور ہر حالت میں سوال کیا جاتا ہے (تو میم کے ذریعے سے یہ بتایا جاتا ہے) کہ اُس کے تمام نام وصفات جمع ہیں۔

سوال کرنے والا جب "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ" کہتا ہے تو گویا وہ کہتا ہے کہ میں اللہ کو پکارتا ہوں جو اچھے ناموں اور بلند صفات کا جامع ہے۔ اُس کے تمام ناموں اور صفات کے ذریعے پکارتا ہوں۔ تو میم جو جمع کی خبر دیتی ہے اس اسم کے آخر میں لاکر بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام ناموں کے ذریعے سوال کیا جاتا ہے۔

فَلِدَّاعِیْ مَنْدُوْبٌ اِلٰی اَنْ یَّسْئَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی بِاَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ کَمَا فِی الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ۔

دُعا کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفات کے ساتھ دُعا مانگے جس طرح کہ اسم اعظم (اللہ) میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآاِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ۔

ابو داود شریف: ۱۴۹۵، ترمذی: ۳۵۳۸

یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بے شک تیرے لیے یہ حمد ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو بہت مہربان احسان فرمانے والا آسمانوں اور زمینوں کو بغیر کسی نمونے کے پیدا کرنے والا ہے اے بزرگی اور عزت والے اے زندہ دوسروں کو قائم رکھنے والے۔

هٰذِهِ الْكَلِمَاتُ تَتَضَمَّنُ الْاَسْمَاءَ الْحُسْنٰى۔

یہ کلمات اسماء حسنیٰ پر مشتمل ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- "اَللّٰهُمَّ" مَجْمَعُ الدُّعَاءِ۔
- لفظ "اَللّٰهُمَّ" دُعا کا جامع ہے۔
- حضرت ابو الرجاء العطاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الْمِيْمَ فِيْ قَوْلِهٖ "اَللّٰهُمَّ" فِيْهَا تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ اَسْمَاءٌ مِّنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى "اَللّٰهُمَّ" کے میم میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ جمع ہیں۔

حضرت النضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نے "اَللّٰهُمَّ" کہا یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ سے اُس کے تمام اسمائے حسنیٰ کے واسطہ سے دُعا مانگی۔

بعض کے نزدیک یہاں میم واو کی طرح ہے جو جمع پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ یہ اس کے مخرج سے نکلتی ہے۔ دُعا کرنے والا "اَللّٰهُمَّ" کے ساتھ گویا یوں کہتا ہے:

يَا اَللّٰهُ الَّذِيْ اُجْتُمِعَتْ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى وَالصِّفَاتُ الْعُلْيَا۔

اے اللہ! جس کے لیے اسماء حسنیٰ اور بلند صفات جمع ہوئیں۔

اسی لیے میم مشدّد ہوتی ہے تا کہ علامتِ جمع کا عوض ہو اور وہ علامتِ جمع "مُسْلِمُوْنَ" وغیرہ میں واو اور نون ہے۔

اور ہم نے جو طریقہ ذکر کیا ہے کہ میم جمع پر دلالت کرتی ہے، اس میں اس کی حاجت نہیں۔ جلاء الافہام فی فضل الصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علامہ ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ، ۷۵۱ من الہجرۃ- سلسلۃ مکتبۃ ابن قیم- دار ابن الجوزی، ص ۲۱۳ تا ۲۲۰
قرأہ وضبط وعلق علیہ وخرج احادیثہ: مشہور بن حسن ال سلمان-

## دُرودِ پاک میں آپ ﷺ کے "ذاتی اسم مُبارک" کی تعین کی وضاحت

دُرودِ پاک میں آپ ﷺ کے ذاتی نام مبارک کی جگہ کسی وصف کو اگر ذکر کیا جائے تو اس میں عُلمائے کرام نے اختلاف فرمایا ہے:

وَاخْتَلَفُوْا فِیْ تَعْیِیْنِ لَفْظٍ "مُحَمَّدٍ" لٰکِنْ جَوَّزُوا الْاِکْتِفَاءَ بِالْوَصْفِ دُوْنَ الْاِسْمِ کَالنَّبِیِّ وَرَسُوْلِ اللّٰہِ لِاَنَّ لَفْظَ "مُحَمَّدٍ" وَقَعَ التَّعَبُّدُ بِہٖ فَلَایُجْزِیْ عَنْہُ اِلَّا مَاکَانَ اَعْلٰی مِنْہُ وَلِھٰذَا قَالُوْا: لَایُجْزِیْ الْاِتْیَانُ بِالضَّمِیْرِ وَلَا بِاَحْمَدَ۔

لفظ "محمد" (ﷺ) کے تعین میں علمائے کرام نے اختلاف کیا ہے لیکن اسم مبارک کے بغیر وصف جیسے نبی اور رسول اللہ پر اکتفا کرنا جائز قرار دِیا ہے۔ کیوں کہ لفظ "محمد" ﷺ کا مکلف بنایا گیا اس لیے وہ لفظ جائز ہو گا، جو اس سے اعلیٰ وارفع ہو۔ اس لیے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ضمیر اور لفظ "احمد" کا ذکر کرنا جائز نہیں ہے۔

اصح روایات کے مطابق تشہد کی دونوں صورتوں میں "النبی" اور "محمد" ﷺ کے الفاظ آئے ہیں۔

القول البدیع، ص:۷۰،۷۱

## لفظ "محمد" ﷺ

علامہ شمس الدین ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ اسم نبی کریم ﷺ کا عَلَم مبارک بھی اور صفت بھی ہے۔ اس میں آپ ﷺ کے بارے میں دو امر جمع ہو گئے۔ اگر سرکار دو عالم ﷺ کے علاوہ جو لوگ اس نام سے موسوم ہیں ان میں سے اکثر کے حق میں (صرف) یہ عَلَم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پاک نام اور رسالت مآب ﷺ کے اسمائے گرامی کا یہی حال ہے کہ یہ اسمائے مُبارَکہ اعلام ہونے کے ساتھ ساتھ ایسے معانی پر دلالت کرتے ہیں جو اوصافِ مدح بھی ہیں۔ لہٰذا، ان کی عَلَمِیّت اور وصفیت میں تضاد نہیں۔ مخلوقات کے اسماء کا حال اس کے بر خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ خالق، باری، مصور اور قہار ہے۔ اُس پاک ذات کے یہ نام اپنے معانی پر دلالت کرتے ہیں، جو اس کی صفات ہیں۔ یہی حال حضور ﷺ کے اسمائے مُبارَکہ کا ہے۔ اگر یہ اسمائے باری تعالیٰ اور اسمائے نبویہ صرف علم ہوتے تو وہ مدح پر دلالت نہ کرتے۔

لفظ "محمد" اصل میں اسم مفعول کا صیغہ ہے جو صفتِ حمد سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنیٰ ہے "محمود" یعنی "تعریف کیا گیا۔" یہ محمود کی ذات کی ثنا، اُس کی مَحبّت، اکرام اور تعظیم کو متضمن ہے، کیوں کہ حمد کی حقیقت یہی ہوتی ہے۔

محمد "مُفَعَّلٌ" عین کی تشدید کے ساتھ یہ صیغہ بنایا گیا ہے، جس طرح کہ:

"مُعَظَّمٌ، مُبَجَّلٌ"

یہ وزن کثرت کو ظاہر کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔

اگر اس سے اسم فاعل مشتق کیا جائے تو وہ ایسی ذات پر دلالت کرے گا، جس سے مصدری معنی یکے بعد دیگرے کثرت سے صادر ہو۔

مثلاً "مُعَلِّمٌ" یکے بعد دیگرے بار بار علم عطا کرنے والا۔

"مُفَهِّمٌ": بار بار سمجھانے والا۔

"مُفَرِّحٌ": بار بار فرحت بخشنے والا۔

اور اگر اس سے اسم مفعول مشتق کیا جائے تو اس کا معنی ہو گا "وہ ذات جس پر یکے بعد دیگرے تکرار کے ساتھ مصدری معنیٰ واقع ہو تو "محمد" ممدوح کی مانند وہ ذات ہے، جس کے لیے حمد کرنے والوں کی حمد کثیر ہو یا وہ ذات جس کے لیے یکے بعد دیگرے حمد لائق ہو یا تو استحقاق کے لحاظ سے یا وقوع کے لحاظ سے۔

یعنی "محمد" وہ ذات ہے جس کی بار بار تعریف کی گئی ہو یا جس میں قابل تعریف عادات موجود ہوں۔ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔

یہ حضرت رسالت مآب ﷺ کا سب سے مشہور اور باعظمت نام مُبارک ہے، اس لیے اس کے ساتھ چند معاملات مختص ہیں:

- کافر کا اسلام اس وقت تک درست نہیں جب تک زبان سے یہ نہ کہے "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اس معاملہ میں "احمد" نام کفایت نہیں کرے گا۔ امام حلیمی رحمہ اللہ نے فرمایا:

  اسم "احمد" بھی کافی ہے، جب اس کے ساتھ "ابو القاسم" ملایا جائے۔

- تشہد میں اس کا ذکر متعین ہے اس کے علاوہ کوئی اور نام کافی نہیں۔ لفظ "احمد" اس سلسلے میں ناکافی ہے۔

- یہ اسم جلالت "اللہ" کے موافق چار حروف پر مشتمل ہے اسم جلالت "اللہ" کے چار حروف ہیں۔
- اللہ تعالیٰ نے اپنے نام مُبارک کے ساتھ ملا کر رکھا ہے، عرش پر اللہ تعالیٰ کے نام مُبارک کے ساتھ آپ ﷺ کا نام مُبارک تحریر شدہ ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم مُبارک "محمود" سے مشتق فرمایا ہے۔ حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَ ضَمَّ الْاِلٰہُ اِسْمَہٗ اِلَی اسْمِہٖ
اِذَا قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْھَدُ
وَ شَقَّ لَہٗ مِنَ اسْمِہٖ لِیَجْعَلَہٗ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّ ھٰذَا مُحَمَّدٌ

اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم مبارک کے ساتھ اپنے نبی ﷺ کے نام کو ملا دِیا ہے اس کے لیے غور کرو جب مؤذِّن پانچ وقتوں میں " اَشْھَدُ " کہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کے اعزاز کی خاطر اسے اپنے نام مُبارک سے مشتق فرمایا ہے لہٰذا عرش کا مالک محمود ہے اور یہ محمد ہیں۔

- حضرت ابن عماد رحمۃ اللہ علیہ "کشف الاسرار" میں فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے شیطانوں کی تسخیر آپ ﷺ کے ذکر کے باعث ہوئی۔
- حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی آپ ﷺ کے نام مُبارک سے روانہ ہوئی۔
- حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

سرکار دو عالم ﷺ کا نام مُبارک "محمد" رکھے جانے میں عجیب نشانات اور

بے مثل خصوصیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے زمانۂ اقدس سے قبل کسی کو اسم "محمد" سے موسوم ہونے سے بچائے رکھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا عُرِجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ مَا مَرَرْتُ بِسَمَآءٍ اِلَّا وَجَدْتُّ اسْمِيْ فِيْهَا مَكْتُوْبًا "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

جب مجھے آسمان کی معراج عطا کی گئی تو جس آسمان پر سے میرا گذر ہوا میں نے وہاں اپنے نام کو یوں لکھا ہوا پایا: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

التاریخ الخطیب، ج:۵، ص:۴۴۴

اس حدیث کے کئی طرق ہیں لیکن ان کی سندیں کمزور ہیں۔

حضرت شیخ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کثرت طرق کے باعث فرمایا:

یہ حدیث حسن ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَكْتُوْبٌ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

العلل ابن جوزی، ج:۱، ص:۲۳۵---- سبل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد، امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ، المتوفّٰی:۹۴۲، مطبوعہ بیروت، ۱۹۹۳ء، ۱۴۱۴ھ ج:۱، ص:۴۰۷ تا ۴۱۳ ملخصا من جلاء الافہام، ص:۲۳۵

## وضاحت

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک پر بچوں کے نام رکھنے کے بارے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں۔ حافظ ابو العباس تقی الدین ابن تیمیہ حرانی نے کہا کہ اس بارے میں جتنی احادیث وارد ہیں سب کی سب موضوع ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علّامہ ابن بکیر رحمۃ اللہ علیہ کی روایات میں سب سے صحیح وہ

روایت ہے، جو حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے:

مَنْ وُّلِدَ لَهٗ مَوْلُوْدٌ فَسَمّٰى لَهٗ مُحَمَّدًا حُبًّا لِيْ وَتَبَرُّكًا بِاسْمِيْ كَانَ هُوَ وَمَوْلُوْدٌ فِي الْجَنَّةِ۔

کشف الخفا العجلونی، ج:۲، ص:۳۹۳

جس کے ہاں بچہ پیدا ہو میری محبّت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کا نام "محمد" رکھے تو وہ اور بچہ جنت میں ہوں گے۔

فرمایا: اس کی اسناد میں کوئی حرج نہیں اور دوسرے مقام پر انہوں نے اس حدیث شریف کو حسن قرار دِیا۔

امام یوسف شامی الصالحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لیکن یہ ایسا نہیں ہے۔

حافظ ابو الخیر السخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوٰی میں فرمایا کہ:

کوئی مرفوع حدیث اس طرح سے مروی نہیں ہے کہ جو چاہے اس کی زوجہ کا حمل لڑکا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنا ہاتھ اُس کے پیٹ پر رکھے اور کہے اگر یہ حمل لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام "محمد" رکھ دِیا ہے، حمل کا وہ بچہ لڑکا ہو گا۔

لیکن صرف حضرت ابو شعیب عبد اللہ بن حسن حرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عطا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ: "جس پیٹ میں موجود ہونے والے بچے کا نام محمد رکھا گیا وہ ضرور لڑکا ہو گا۔"

ایک اور روایت بھی ہے:

حضرت ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ بغداد میں حضرت محمد بن سلام بن مسکین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم سے وہب بن وہب، انہوں نے حضرت جعفر بن محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے

حضرت امام حسین بن حضرت علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ:

جس عورت کو حمل ہو وہ نیت کرے کہ اُس کا نام "**محمد**" رکھے گی تو **اللہ تعالیٰ** اس کو لڑکا بنادے گا اگر چہ وہ لڑکی ہو۔

میں کہتا ہوں یہ وہب بن وہب وہ ہے جس کی کنیت ابوالبختری ہے اس پر کذب و وضع کی تہمت ہے۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی یہ روایت موضوعات میں درج کی ہے۔ سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ج:۱، ص:۴۱۵، ۴۱۴

## خلاصہ از موٴلف

جو شخص اپنے بچے کے نام سے پہلے "**محمد**" لکھتا ہے، صرف اس وجہ سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت اور برکت ہو تو اس میں شک والی کیا بات ہے؟ **اللہ تعالیٰ** سے امید واثق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجُّہاتِ مُبارکہ کی وجہ سے اُسے برکت حاصل ہوگی، نسبتِ شریفہ کا فیض پہنچے گا اور امید ہے اللہ ہونے والے بچہ کو لڑکا تخلیق فرمائے۔

وہ روایات جس میں ہے کہ جس پیٹ میں موجود ہونے والے بچے کا نام "**محمد**" رکھا جائے وہ ضرور لڑکا ہو گا۔ اس طرح کی روایات مُحدِّثین کے نزدیک اگرچہ محل نظر ہیں لیکن بہت سے اولیائے کرام کے ملفوظات سے یہ بات ثابت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کا یہ حمل لڑکا ہو وہ اُس کا نام "**محمد**" رکھے یا حاملہ کے پیٹ پر لفظ "**محمد**" لکھے تو **اللہ** سے امید ہے وہ اس حمل کو لڑکا بنادے گا۔"

اس کے علاوہ مختلف بزرگان دین سے مختلف اوراد و وظائف و تعویذات منقول ہیں جو بطور اسباب متعین کیے ہیں کہ ان کے استعمال سے اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرماتا ہے اور تجربات سے یہ چیز آزمودہ ہے کہ ان کے ذریعہ سے اللہ رب العزت اولاد بھی دیتا

ہے اور جس کے گھر نرینہ اولاد نہ ہو اس پر بھی کرم ہو جاتا ہے وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ "اور اللہ تعالیٰ پر یہ مشکل نہیں ہے۔" ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہی اس کا محافظ ہے:

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ۔

لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ اَوْ یُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَانًا وَّاِنَاثًا وَّیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ۔

اگر وہ چاہے تو ان اسباب کے ذریعے سے اولاد پیدا فرمادے، مذکر کو مؤنث کر دے اور مؤنث کو مذکر کر دے، یہ اُس کے اختیار میں ہے۔ لہٰذا کوئی شخص سلف صالحین کے متعین کردہ تعویذات ووظائف پر عمل کرتے ہوئے اللہ کے بھروسے پر استعمال کرے تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ایسا ہی فرمادے گا۔

## سیّدنا "اَحْمَدُ" صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ م بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ۔ الصف ۶

میں بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد ہو گا اُس کا نام احمد ہو گا۔

عُلمائے کرام نے فرمایا: لَمْ یُسَمَّ بِہٖ اَحَدٌ قَبْلَ نَبِیِّنَا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مُنْذُ خَلْقِ اللّٰہِ تَعَالَی الدُّنْیَا وَلَا تُسَمّٰی بِہٖ اَحَدٌ فِیْ حَیَاتِہٖ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

جب سے دُنیا اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمائی اس وقت سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے تک کسی کا نام احمد نہیں رکھا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی مبارک میں بھی کسی کا نام احمد نہ رکھا گیا۔

علّامہ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :وَهُوَعَلَمٌ مَّنْقُوْلٌ مِّنْ صِفَةٍ لَّا مِنْ فِعْلٍ وَّتِلْكَ الصِّفَةُ اَفْعَلُ الَّتِيْ يُرَادُبِهِ التَّفْضِيْلُ۔

یہ ایسا عِلم ہے جو صفت سے نقل کیا گیا ہے اور وہ صفت "اَفْعَلُ" کا صیغہ ہے، جس سے تفضیل مراد ہوتی ہے۔

علّامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عُلمائے کرام کا اختلاف ہے کہ یہ لفظ اسم فاعل کے معنی میں ہے یا اسم مفعول کے۔

- عُلمائے کی ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ یہ اسم فاعل کے معنی میں ہے اس کا معنی یہ ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سوا اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والوں سے زیادہ حمد کرنے والے ہیں۔
- دوسرا گروہ عُلماء کا فرماتا ہے کہ یہ لفظ اسم مفعول کے معنی میں ہے کہ:

لوگوں میں سب سے زیادہ اس امر کے مستحق اور حق دار اس بات کے کہ اُس کی تعریف کی جائے۔

تو اس صورت میں یہ لفظ معنٰی کے اعتبار سے "محمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانند ہو گا اور دونوں میں فرق یہ ہو گا کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معنٰی:

اِنَّ مُحَمَّدًا هُوَالْمَحْمُوْدُ حَمْدًا ابَعْدَ حَمْدٍ فَهُوَ دَالٌّ عَلٰى كَثْرَةِ حَمْدِ الْحَامِدِيْنَ لَهٗ وَذَالِكَ يَسْتَلْزِمُ كَثْرَةَ الْخِصَالِ الَّتِيْ يُحْمَدُ عَلَيْهَا۔

محمد کا معنی ایسا محمود جس کی یکے بعد دیگرے حمد کی جائے۔ یہ لفظ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حمد کرنے والوں کی حمد کی کثرت پر دلالت کرتا ہے اور اُس کے لیے لازم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی عاداتِ مُبارکہ کثیر ہوں جن پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد کی جائے۔

اَحْمَدُ: هُوَ الَّذِیْ یُحْمَدُ اَفْضَلُ مَایُحْمَدُهٗ غَیْرُهٗ۔

احمد وہ ذات ہے جس کی سب سے افضل تعریف کی جائے جو اوروں کے لیے کی جاتی ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لفظِ "محمد" کثرت اور مقدار کے اعتبار سے جب کہ لفظِ "احمد" حالت اور کیفیت کے لحاظ سے، حمد و تعریف کی مستحق اس ذات پر دلالت کرتا ہے، جس میں یہ استحقاق اوروں سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی حمد ہر اس حمد سے افضل ہے اور اکثر بھی، جس سے کسی انسان کی تعریف کی گئی ہو۔ یہ دونوں اَسماءِ مُبارَکہ اسمِ مفعول کے معنیٰ میں واقع ہوئے ہیں اور یہ اَنداز آپ ﷺ کی تعریف میں اَبلغ ہے اور معنوی اعتبار سے اکمل بھی ہے اور پھر فرمایا: یہی مُختار اور راجح ہے۔

علّامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

حضور نبی پاک ﷺ کا نام "محمد اور احمد" اس لیے رکھا گیا کہ ان دونوں لفظوں کا معنیٰ یعنی "حمد" آپ ﷺ کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔

فَاِنَّهٗ ﷺ مَحْمُوْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَحْمُوْدٌ عِنْدَ الْمَلٰٓئِکَةِ وَمَحْمُوْدٌ عِنْدَ الْاَنْبِیَاءِ وَمَحْمُوْدٌ عِنْدَ اَهْلِ الْاَرْضِ کُلِّهٖ وَاِنْ کَفَرَ بِهٖ بَعْضُهُمْ فَاِنَّمَا فِیْهِ مِنْ صِفَاتِ الْکَمَالِ مَحْمُوْدَةٌ عِنْدَ کُلِّ عَاقِلٍ وَّاِنْ کَفَرَ عَقْلُهٗ جُحُوْدًا وَّعِنَادًا اَوْ جَهْلًا بِاتِّصَافِهٖ بِهَا وَلَوْ عَلِمَ اتِّصَافَهٗ بِهَا لِحَمْدِهٖ فَاِنَّهٗ یَحْمَدُ مَنِ اتَّصَفَ بِصِفَاتِ الْکَمَالِ وَیَجْهَلُ وُجُوْدَهَا فِیْهِ فَهُوَ فِی الْحَقِیْقَةِ حَامِدٌ لَّهٗ۔

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں محمود ہیں اور فرشتوں کے ہاں بھی محمود ہیں اور انبیاء کے ہاں بھی محمود ہیں اور روئے زمین کے تمام باشندوں کے ہاں بھی محمود ہیں اگرچہ

اُن میں سے بعض آپ کا انکار کرتے ہیں۔ کیوں کہ آپ ﷺ کی ذات بابرکات میں جو صفات موجود ہیں وہ ہر عقل مند کے نزدیک تعریف کے قابل ہیں۔ اگر چہ اس کے انکار اور عداوت کے باعث یا آپ ﷺ کے ان صفات سے متصف ہونے سے لاعلم ہونے کی بدولت سرکشی کرے۔ لیکن جب بھی اُسے یقین حاصل ہو جائے گا کہ آپ ﷺ ان صفات سے موصوف ہیں وہ آپ ﷺ کی حمد کرنے لگے گا۔ کیوں کہ جو شخص صفت کمال سے متصف شخص کی تعریف کرتا ہے اور اُسے معلوم نہیں کہ آپ ﷺ ان صفات کے حامل ہیں تو ایسا شخص حقیقت میں آپ ﷺ کی تعریف کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وَاخْتَصَّ ﷺ مِنْ مُّسَمَّى الْحَمْدِ بِمَالَمْ يُجْمَعْ لِغَيْرِهٖ فَاِنَّ اسْمَهٗ ﷺ: اَحْمَدُ، وَمُحَمَّدٌ، وَاُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى عَلَى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَصَلَاتُهٗ وَصَلَاتُهُمْ مُفْتَتَحَةٌ بِالْحَمْدِ، وَخُطَبُهٗ مُفْتَتِحَةٌ بِالْحَمْدِ، وَكِتَابُهٗ مُفْتَتَحٌ بِالْحَمْدِ، وَشُرِعَ لَهُ الْحَمْدُ بَعْدَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ، وَبَعْدَ الدُّعَآءِ وَبَعْدَ الْقُدُوْمِ مِنَ السَّفَرِ، وَبِيَدِهٖ ﷺ لِوَآءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَمَّا يَسْجُدُ بَيْنَ يَدَىْ رَبِّهٖ عزوجل لِلشَّفَاعَةِ وَيُؤْذَنُ لَهٗ فِيْهَا يَحْمَدُ رَبَّهٗ بِمَحَامِدِ يُفْتَحُهَا عَلَيْهِ حِيْنَئِذٍ وَّهُوَ صَاحِبُ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ الَّذِىْ يَغْبِطُهٗ فِيْهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَاِذَا قَامَ فِىْ ذٰلِكَ الْمَقَامِ حَمِدَهٗ حِيْنَئِذٍ اَهْلُ الْمَوْقَفِ كُلُّهُمْ مُسْلِمُهُمْ وَكَافِرُهُمْ اَوَّلُهُمْ وَاٰخِرُهُمْ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ۔

سبل الہدیٰ والرشاد، فی سیرۃ خیر الانام، ج:۱، ص:۴۱۷،۴۱۶

حمد سے موصوف ہونے کی نبی پاک ﷺ کو اس قدر خصوصیت حاصل ہے جو کسی اور ذات میں جمع نہیں۔ دیکھئے:

- آپ ﷺ کا اسم گرامی **احمد** بھی ہے اور **محمد** بھی (ﷺ)
- آپ ﷺ کی اُمّت کا نام حمادون ہے، جو تکلیف اور راحت میں اُس ذات پاک کی تعریف کرتے رہتے ہیں، آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی اُمّت کی نماز کا آغاز سورۃ الحمد سے ہوتا ہے۔
- آپ ﷺ کے خطبہ کی ابتداء حمد سے ہوتی تھی۔
- آپ ﷺ کا مکتوب بھی حمد سے ہوتا۔
- کھانے اور پینے کے بعد حمد آپ کے لیے مشروع ہے۔
- اسی طرح دُعا کے بعد اور سفر سے واپسی پر بھی حمد بجالانے کا حکم ہے۔
- قیامت کے دِن لواء الحمد بھی آپ ﷺ کے مُبارَک ہاتھوں میں ہو گا۔
- مخلوق کی شفاعت کے لیے جب آپ ﷺ **اللہ تعالیٰ** کی بارگاہ میں سجدہ فرمائیں گے اور آپ کو اذن شفاعت عطا ہو جائے گا تو آپ ﷺ **اللہ تعالیٰ** کی ایسی حمد بیان کریں گے جو اس وقت آپ کا پروردگار آپ کو القاء فرمائے گا۔
- آپ ﷺ صاحب مقام محمود ہیں، جس کی بدولت اولین وآخرین آپ پر رشک کریں گے۔ جب آپ ﷺ اس مقام پر تشریف فرما ہوں گے تو سارے محشر والے خواہ وہ کافر ہوں یا ایمان والے، خواہ وہ پہلے ہوں یا بعد میں آنے والے۔ غرض یہ کہ سارے کے سارے آپ ﷺ کی تعریف کریں گے۔

## ہر اس لفظ کا استعمال جس میں صلاۃ کا معنی پایا جائے

جمہور علمائے کرام فرماتے ہیں:

ذَهَبَ الْجَمْهُوْرُ اِلَى الْاَجْزَآءِ بِكُلِّ لَفْظٍ اُدِّىَ الْمُرَادُ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى قَالَ بَعْضُهُمْ لَوْكَانَ فِيْ اِثْنَآءِ التَّشَهُّدِ "اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ" اَجْزَأَهٗ وَكَذَا لَوْكَانَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَجْزَأَهٗ۔

"ہر اس لفظ کے ساتھ دُرودِ پاک پڑھنا جس میں صلوۃ کا معنی پایا جائے جائز ہے۔ حتیٰ کہ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر تشہد میں "اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ" پڑھا جائے تو جائز ہے۔اسی طرح اگر "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" پڑھا تو بھی جائز ہے، بخلاف اس صورت کے "عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" کو مقدم ذکر کیا جائے۔ القول البدیع: ص ۴۲

سیّدی مصطفی البکری نے اپنی کتاب "المنهل العذب" میں فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ پر سو مرتبہ دُرودِ پاک پڑھے اور جن الفاظ سے بھی دُرودِ پاک پڑھے جائز ہیں ہاں اگر ان الفاظ سے پڑھے تو بہتر ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ عَدَدَ كَمَالِ اللهِ كَمَا يَلِيْقُ بِكَمَالِهٖ۔

صحابہ کرام اور بعد کے بزرگوں میں سے ایک جماعت سے منقول ہے کہ اس مسئلہ میں الفاظ کا نص میں وارد ہونا کوئی ضروری نہیں بلکہ جس کو بھی اللہ تعالیٰ نے قوتِ بیان عطا فرمائی وہ فصیح وبلیغ الفاظ سے ایسا مفہوم ادا کرتا ہے جس سے شرف وکمالِ مصطفیٰ ﷺ کی وضاحت ہوتی ہے تو اس کی گنجائش ہے۔ان بزرگوں کی دلیل حضرت

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانِ مُبارک ہے:

اَحۡسِنُوا الصَّلٰوۃَ عَلٰی نَبِیِّکُمۡ فَاِنَّکُمۡ لَاتَدۡرُوۡنَ لَعَلَّ ذٰلِکَ یُعۡرَضُ عَلَیۡہِ۔

اپنے نبی کریم پر بہترین درود بھیجا کرو تم نہیں جانتے کہ شاید وہ آپ پر پیش کیا جارہا ہو۔

امامِ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے دُعاؤں اور اذکار میں ان الفاظ و کلمات کو لازم قرار دِیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں فرماتے ہیں اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود شریف بھیجنے کا اولیٰ و افضل طریقہ یہی ہے دوسرے عُلماء کرام نے اس مسئلہ میں وسعت سے کام لیا ہے کیوں کہ جن صورتوں میں دُرود شریف پڑھنے کا حکم ہے ان کے متعلق روایتیں مختلف ہیں اور الفاظ میں کمی بیشی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جن حضرات کا ذکر ہے ان میں بھی اختلاف ہے کہیں آل، کہیں زریت اور کہیں اولاد۔ ایسے ہی صحابہ کرام اور سلف نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود کے جو الفاظ نقل کیے ہیں ان میں بھی اختلاف ہے۔ مجتہدین، فقہائے کرام، محدثین اور بزرگانِ دین نے اپنی تصانیف میں متفقہ طور پر "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ" کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

یوں ہی مروجہ دُرود شریف کی بہت سی کیفیات جو حدِ تواتر تک پہنچی ہوئی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس مسئلہ میں بہت سی گنجائش ہے۔ روح البیان میں ہے کہ دُرود شریف کی چار ہزار قسمیں ہیں اور ایک روایت کے مطابق بارہ ہزار۔ دُرودِ پاک پڑھنے کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ وہی دُرودِ پاک پڑھے جو آپ سے ثابت ہے بلکہ اعتبار اس بات کا ہے کہ جس دُرودِ پاک کے پڑھنے کا حکم ہے اس پر صادق آئے اگرچہ جس دُرود وسلام کی تعلیم دی گئی ہے وہ کامل تر، مکمل ترین اور افضل ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ باقی دُرود شریف اس اجر و ثواب میں شامل نہیں۔

وَالْحَاصِلُ اَنَّ التَّرْغِيْبَاتِ الْمُطْلَقَةَ صَادِقَةٌ عَلٰى صِفَاتِ الصَّلَوَاتِ الْمُطْلَقَةِ۔
حاصلِ کلام یہ ہے کہ ترغیباتِ مطلقہ دُرودِ مطلق پر وارد ہیں اور مذکورہ دُرود اس کے افراد میں سے ایک فرد ہے اور صفات میں سے ایک صفت ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ پر دُرودِ پاک جن الفاظ سے پڑھا جائے (یا جس زُبان میں پڑھا جائے) ماثورہ ہوں یا غیر ماثورہ پڑھنے والا اس اجر و ثواب کا حق دار ہے جس کا صحیح حدیثوں میں وعدہ کیا گیا ہے۔ ہاں ان بعض کلمات سے پرہیز کرنا چاہیے جو نصوصِ شرعیہ میں بھی نہیں اور جن سے ابہام پیدا ہوتا ہے۔

بعض صحابہ کرام مثلا سیّدنا علی، حضرت ابنِ مسعود اور بعض تابعین اور کثیر اولیائے عارفین اور عُلمائے عاملین رحمہم اللہ سے دُرودِ پاک کے صیغوں میں کچھ زائد الفاظ ہیں جو آپ ﷺ سے منقول نہیں لیکن ان میں زیادہ تعظیم، تعریف و توقیر پائی جاتی ہے اور آپ کے اوصافِ حمیدہ پائے جاتے ہیں۔ ملخصا سعادۃ الدارین: ص344،345

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا:
اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ فَصَلُّوْا عَلَيَّ مَعَهُمْ فَاِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔
جب تم مرسلین پر دُرودِ پاک پڑھو تو مجھ پر ان کے ساتھ دُرودِ پاک پڑھو کیوں کہ میں بھی رسولوں میں سے رسول ہوں۔
اس حدیث مبارک کو دیلمی نے مسند الفردوس میں اور ابو یعلٰی نے اپنی حدیث کے فوائد میں روایت کیا ہے۔
ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں: اِذَا سَلَّمْتُمْ عَلَيَّ فَسَلِّمُوْا عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ۔
جب تم مجھ پر سلام پڑھو تو باقی مرسلین پر بھی سلام پڑھو۔
المجد اللغوی نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں اور اس کے رجال سے صحیحین میں بھی حجت پکڑی گئی ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع، ص:٦١

## عارف باللہ، شہباز طریقت حضرت حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ کا خُطبہ

حضور حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ جب بھی خطاب فرماتے تو عربی خطبہ یعنی حمد و صلاۃ کے بعد اردو زبان میں ان الفاظ کے ساتھ حمد وثنا اور دُرود پاک بیان فرماتے تھے:

"تمام تعریفیں اُس ذات کے لیے ہیں، جو وحدہ لاشریک ہے، وہی خالق اور مالک ہے، وہی معبودِ حقیقی ہے۔ اُس کے علاوہ کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں اور اُس کی رحمتِ کاملہ نازل ہو حضور نبی کریم رؤوف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر، جن کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں قسم قسم کے انعامات سے نوازا گیا اور تمام عالَم معرضِ وجود میں آئے۔

### وضاحت

اس خوب صورت اور دِل نشین جامع اور مانع انداز سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کا ذکر فرماتے۔ حمد وثنا میں پانچ جملے ارشاد فرماتے، جو صحیح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، معبودیت، خالقیت، قدرت اور بادشاہت پر دلالت کرتے۔

- تمام تعریفیں اُس ذات کے لیے ہیں۔ قرآنِ مجید میں اس جملے کو یوں بیان فرمایا:
  اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
- جو وحدہ لاشریک ہے لَا شَرِیْکَ لَہٗ
- وہی خالق ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ
- اور مالک ہے مَالِکُ الْمُلْکِ
- وہی معبودِ حقیقی ہے وَاِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ
- اُس کے علاوہ کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ

حضور رسالت مآب ﷺ کی تعریف میں تین جملے بیان فرماتے:

- اُس کی رحمتِ کاملہ نازل ہو نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ پر:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

- جن کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں قسم قسم کے انعامات سے نوازا گیا۔
- اور تمام عالَم معرضِ وجود میں آئے۔

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔

## "اَلنَّبِیُّ" کی تحقیق

اس میں دو لغتیں ہیں: ہمزہ کے ساتھِ ادغام کے بغیر اور بغیر ہمزہ کے یا کے ساتھ (اِدغام کے ساتھ) نَبِیٌّ: نَبَأٌ سے مشتق ہے معنی "خبر"

اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے: عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ۔

جمع: اَنْبَآءُ

اِرشادِ باری تعالیٰ: فَعَمِیَتْ عَلَیْھِمُ الْاَنْبَآءُ یَوْمَئِذٍ فَھُمْ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ۔

اِس صورت میں معنی ہو گا: اَلنَّبِیْءُ: اَلْمُخْبِرُ عَنِ اللّٰہِ ﷻ لِاَنَّہٗ اَنْبَاَ عَنْہُ۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والے ہیں۔ اللہ اپنے غیب کی خبر آپ کو دیتا ہے اور آپ اپنی اُمّت کو غیب کی خبر دیتے ہیں۔ اَلنَّبِیُّ: فَعِیْلٌ بمعنی: "فاعل"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

وَفِی النِّھَایَۃِ فَعِیْلٌ: بمعنی: فَاعِلٌ، مبالغہ کے لیے ہے۔

اَلنَّبَأُ الْخَبَرُ: لِاَنَّہٗ اَنْبَاَ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَیْ اَخْبَرَ۔

اگر لفظ "نَبِیٌّ" ہمزہ کے بغیر ہو، یعنی دوسری لغت پر پڑھیں تو یہ لفظ "نَبْوَۃٌ" یا "نَبَاوَۃُ" سے مشتق ہے اور اس کا معنی ہو گا:

اَلْاِرْتِفَاعُ عَنِ الْاَرْضِ: زمین سے بلندی۔

آپ ﷺ تمام مخلوق سے اَشرف واَعلیٰ ہیں۔ اللہ عزوجل کے نزدیک بلند مقام اور رَفیع مرتبہ رکھتے ہیں۔ مَقَامِ قَابَ قَوْسَیْنِ پر جلوہ فرماہیں۔ لسان العرب، ج:۱، ص:۱۶۲

اس لفظ کو ہمزہ کے ساتھ "نَبِیْءٌ" اور یاء کا یاء میں ادغام کر کے "نَبِیٌّ" دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ قرآءات سبعہ میں اس کو دونوں طرح پڑھا گیا ہے البتہ اکثر قراء کے نزدیک "یاء کا یاء میں ادغام" زیادہ فصیح ہے۔

"نَبِیٌّ" اُس شخص کو کہا جاتا ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئے، خواہ اُنہیں تبلیغ کا حکم ہو یا نہ ہو اور "رسول" اُس پیغمبر کو کہتے ہیں، جنہیں دوسروں تک وحی پہنچانے کا حکم بھی دِیا گیا ہو۔ مرقاۃ المفاتیح، شرح مشکوۃ المصابیح شریف، کتاب الصلوۃ، فصل ۳

## نبی کریم ﷺ عالمِ ارواح سے بالفعل نبی ہیں

كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ

حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی 942ھ اپنی کتاب "سُبُلُ الْهُدٰى وَ الرَّشَادِ فِيْ سِيْرَةِ خَيْرِ الْعِبَادِ" میں امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں جس نے حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان: كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَ الْجَسَدِ کی تشریح میں یہ کہا کہ آپ عنقریب نبی بن جائیں گے اُس کا موقف دُرست نہیں ہے۔ کیوں کہ ربّ تعالیٰ کا علم تو ہر چیز کو محیط ہے اُس وقت میں آپ ﷺ کو نبوت کے وصف سے متصف فرمانے سے یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ امر آپ کے لیے اُس وقت بھی ثابت تھا، اگر اس سے مُراد صرف علم ہوتا کہ آپ عنقریب مستقبل میں نبی بن جائیں گے تو آپ کے لیے خُصوصیّت نہ رہے گی کہ آپ اُس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم روح اور جسم کے مابین تھے۔ کیوں کہ اس وقت اور اس سے قبل بھی ربّ تعالیٰ کو سارے انبیاء کی نبوت کے بارے میں علم تھا اور یہ یقیناً آپ کی خُصوصیّت ہے اسی لیے آپ نے اپنی اُمّت کو آگاہ فرمایا تا کہ اُمّت اس قدر و منزلت کو جان لے جو آپ کو اَللہ تعالیٰ کے ہاں حاصل ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ نبوت ایک وصف ہے اُس کے لیے موصوف کا اُس وقت موجود ہونا لازم ہے اور یہ اُس وقت ہی تھا جب آپ کی عُمر مُبارَک چالیس سال ہوئی آپ کے وجود اور بعثت سے قبل آپ کو اس وصف کے ساتھ کیسے متصف کیا جاسکتا ہے۔ اگر صحیح قرار دیا جائے تو دیگر انبیاء کے لیے بھی اسی طرح ہو گا۔

میں اس کے جواب میں کہتا ہوں: روایت ہے کہ ربّ تعالیٰ نے اَرواح کو اَجسام سے

پہلے تخلیق کیا آپ کے فرمانِ مُبارَک کُنْتُ نَبِیًّا۔۔۔۔ الخ میں اشارہ آپ کی مُبارَک روح کی طرف یا حقائق میں سے حقیقت کی طرف ہے۔ حقائق کو سمجھنے میں ہماری عقول عاجز ہیں اُن کا خالق ہی ان کے بارے میں جان سکتا ہے یا وہ جان سکتا ہے رب تعالیٰ اپنے نور سے جس کی مدد فرمائے۔ پھر ان حقائق میں سے ہر حقیقت کو اللہ تعالیٰ وہ کچھ عطا کر سکتا ہے جو چاہے اور جب چاہے۔ آپ ﷺ کی حقیقت تخلیقِ آدم سے قبل بھی تھی، ربّ تعالیٰ نے اُسے وصفِ نبوت سے متصف کر دیا تھا اس طرح کہ ربّ تعالیٰ نے اس کی تخلیق اس طرح کی ہو کہ اُس میں اس کی استعداد موجود ہو اس وقت اس کو اس وصف سے متصف کر دیا ہو اور آپ نبی بن گئے۔ آپ کا اسمِ گرامی عرشِ مُعلّٰی پر لکھا آپ کی رسالت کی خبر دی تا کہ فرشتے وغیرہما آپ کی عزت اور کرامت سے آگاہ ہو جائیں۔ آپ کی حقیقت اُس وقت موجود ہوا اگرچہ آپ کا جسم منور اس سے مؤخر ہو جو اس وصف سے متصف ہو، آپ کی حقیقت ان اوصافِ مُبارَکہ سے متصف تھی جو بارگاہِ ایزدی سے آپ کو عطا کیے گئے لیکن بعثت، تبلیغ اور ہر وہ عمل جو رب تعالیٰ کی طرف سے تھا یا آپ کی ذات اقدس جس کے لیے تیار تھی اُسے مؤخر کر دیا گیا لیکن آپ کی حقیقت مؤجل تھی اس میں کوئی تاخر نہ تھا اسی طرح آپ کو نبی بنانا حکمت اور نبوت عطا کرنا بھی مؤجل تھا لیکن ان کا تَکَوُّن اور تَنَقُّل مؤخر ہو گیا حتیٰ کہ آپ کا ظہور ہوا۔ایک عارف باللہ فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔ سب سے پہلے رب تعالیٰ نے حضورِ اکرم ﷺ کی روحِ مُبارَک کو پیدا کیا پھر حرکاتِ فلکیہ سے ارواح کا صدور ہوا، عالمِ غیب میں اُن کا وجود تھا لیکن عالمِ شہادت میں اُن کا وجود نہ تھا اُس وقت رب تعالیٰ نے آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اُس وقت حضرت آدم علیہ السلام بھی موجود نہ تھے جس طرح کہ فرمایا: "آدم

اُس وقت روح اور جسم کے مابین تھے" آپ ﷺ کا فرمان "کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ "اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ حقیقت ہو۔ حصر کی وجہ سے دو امور کے مابین عدم نہیں ہو سکتا کسی چیز میں معدوم کے لیے حصر بیان نہیں کیا جاسکتا پھر آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کے وجود اور اُس کے ساتھ روح کے ارتباط تک زمان منتہی ہو گیا **حضورِ اکرم** ﷺ کا ظہور پوری طرح اپنے جسمِ اقدس اور روحِ پاک کے ساتھ ہو گیا۔ سابقہ انبیاء اور مرسلین کی شریعتوں پر پہلے آپ کا باطنی حکم تھا پھر آپ کا حکم ظاہر ہو گیا۔ پھر یہ شرع منسوخ ہو گئی کیوں کہ شرع ایک ہی تھی اور صاحبِ شرع آپ ہی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کُنْتُ نَبِیًّا" نہ تو "کُنْتُ اِنْسَانًا" فرمایا نہ ہی "کُنْتُ مَوْجُوْدًا" فرمایا۔ نبوت اس شرع کے بغیر ہوتی ہی نہیں جو **رب تعالیٰ** کی طرف سے عطا کی جاتی ہے آپ ﷺ نے بتادِیا آپ دُنیا میں انبیائے کی تشریف آوری سے قبل بھی صاحب النبوۃ تھے۔ تبیان القرآن:ج3 ص176، المدخل:ج2ص33تا33 مطبوعہ دارالفکر بیروت

سُبُلُ الْھُدٰی وَ الرَّشادِ فِیْ سِیْرَۃِ خَیْرِ الْعِبَادِ:ج1ص45

# حقیقتِ محمدیہ ﷺ ہی حقیقۃ الحقائق ہے

حقیقتِ محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام ھی الذات مع التعین الاول وھو الاسم الاعظم۔ حقیقتِ محمدیہ وہ ذات ہے جو تعین اول کے ساتھ اور وہی اسم اعظم ہے۔

تفسیر ابن العربی: ج1 ص95

عارف باللہ شیخ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمۃ نے شرح خطبہ دیوان ابن الفارض میں وقرن اسمہ الشریفہ باعظم اسمائہ الحسنیٰ کی شرح میں فرمایا ہے: حضور ﷺ اللہ کا اسم ہیں، وھو اسم اللہ پس بے شک وہی اسم اعظم ہیں اسی پر اکثریت کا اتفاق ہے۔

حضرت شیخ عبد النبی الشامی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: کہ ہمارے شیخ سیدی شیخ آدم قدس سرہ نے فرمایا: ان حقیقۃ المحمدی الذات الجامع المنزہ عن التنزل۔ حقیقتِ محمدی ایک جامع ذات ہے جو ہر قسم کے تنزل سے پاک ہے۔

حضرت الشیخ عارف الصافی علیہ الرحمۃ شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمۃ کی کتاب "صلوۃ النور الذاتی" کی شرح میں فرماتے ہیں: اے اللہ درود وسلام اور برکت فرما ہمارے سردار حضور نبی کریم ﷺ پر جو نورِ ذاتی ہیں جو اللہ کی ذات کے نور ہیں، یعنی جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر مادہ کے پیدا فرمایا کیوں کہ آپ مفتاحِ وجود اور ہر موجود کے مادہ ہیں۔

نورِ ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ حقیقتِ محمدیہ ﷺ کا وجود بغیر واسطہ کے اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلی سے ظاہر ہوا۔

شرح تعرف میں ہے: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر مخلوق کے لیے نورِ نبی ﷺ سے ایک ذرہ ظاہر ہو جائے جو کچھ عرش کے نیچے ہے قائم نہ رہ سکے۔

البینات: ج1 ص202 تا 205

حضرت امام ربانی مجددِ الفِ ثانی الشیخ احمد فاروقی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: حقیقتِ محمدی علیہ من الصلوات افضلھا ومن التسلیمات اکملھا کہ ظہورِ اول است وحقیقۃ الحقائق است بآں معنی کہ حقائق دیگر چہ حقائق انبیائے کرام وچہ حقائق ملائکہ عظام علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام کالظلال اند مر اورا واو اصل حقائق است قال علیہ الصلوہ والسلام: اول ما خلق اللہ نوری۔

حقیقت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام جو ظہورِ اول اور حقیقۃ الحقائق ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے حقائق انبیائے کرام کے حقائق ہوں یا ملائکہ عظام کے حقائق یہ سب اُس کے ظلال کی مانند ہیں اور وہ تمام حقائق کی اصل ہے۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

پھر فرمایا: جو کچھ آخر کار مراتبِ ظلال طے کرنے کے بعد اس فقیر پر منکشف ہوا ہے وہ یہ ہے کہ حقیقتِ محمدی جو حقیۃ الحقائق ہے اس حب کا تعین اور ظہور ہے جو ظہورات کا مبدا اور مخلوقات کی پیدائش کا منشا ہے۔ جیسے کہ اس حدیثِ قدسی میں آیا ہے جو مشہور ہے: کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ۔

میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے خلق کو پیدا کیا۔

پھر فرمایا: باید دانست کہ در تعین اول کہ تعین حب است چوں بدقتِ نظر کردہ می شود بفضل اللہ سبحانہ معلوم می گردد کہ مرکزِ آں تعین حب است کہ حقیقتِ محمدی است علیہ والہ الصلوۃ والسلام۔

جاننا چاہیے کہ تعین اول میں جو کہ تعین حبی ہے جب بڑی باریک نظر سے دیکھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے معلوم ہوا کہ اس تعین کا مرکز حب ہے جو حقیقتِ محمدی ہے۔ علیہ والہ الصلوۃ والسلام

مکتوبات شریفہ، دفتر اول مکتوب 4
مکتوب الیہ عارف باللہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ

## وضاحت:

حضرت امام ربانی قدس سرہ اپنے مکتوب شریف میں حقیقتِ محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام پر تفصیلی گفتگو فرماتے ہوئے یوں وضاحت فرماتے ہیں کہ:

حقیقتِ محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام حقیقۃ الحقائق تعین جبی تعین وجودی اور ظہورِ نفس اسم الٰہی کا نام ہے باقی جتنے بھی حقائق ہیں خواہ انبیائے کرام کے ہوں یا ملائکہ کرام کے ہوں اس حقیقت کے ظلال کی مانند ہیں اور وہ اصل حقائق ہیں۔

آپ ﷺ کی حقیقت بلاواسطہ تجلی ذات سے بہرہ یاب ہے اور تجلی ذاتی حقیقتِ محمدیہ کا خاصہ ہے علیہ الصلوۃ والسلام دیگر انبیائے عظام اور امت کے اولیائے کرام بطورِ تبعیت اور وراثت کے بواسطہ حقیقتِ محمدیہ تجلی ذاتی سے حصہ پاتے ہیں اور آپ کی ذاتِ مبارک کی حقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ کے نورِ ذاتی سے عبارت ہے

متابعت کے دو معنی ہیں:

متابعت-اتباعِ شریعت وسنت

متابعت-اخذِ کمالات وعروجات

صوفیائے کرام حقیقتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ کی مختلف تعبیرات اور اصطلاحات ذکر فرماتے ہیں: امر اللہ، اسم اعظم، مبدا اول، تجلی اول، نورِ اول، ظہورِ اول، شہودِ اول، تعین اول، تنزل اول، فیض اول، روح اول، ظل اول، قلم اول، لوح اول، عقل اول، حقیقۃ الحقائق، قابلیتِ اولیٰ، برزخ البرازخ، برزخِ کبریٰ، سدرۃ المنتہیٰ، حدِ فاصل، مرتبہ صورتِ حق، انسانِ کامل، القلب الواصل، الکتاب المسطور، روح القدس، روح الاعظم،

روحِ کلی، الامام المبین، المادۃ الاولیٰ، المعلم الاول، نفس الرحمن، سر الاسرار، نور الانوار، نفس الانفاس، عرش العروش، بصیرۃ الشہود، صورۃِ ناسوتِ خلق، بحر قاموس، مبدا الکل، مرجع الکل فی الکل، حضرۃ الاسماء والصفات، الحق المخلوق بہ کل شیء، عالم جبروت، حب ذاتی، نورِ ذاتی، حب جبروتی، تعین حبی، تعین وجودی، ربطہ بین الظہور والبطون، اول ما خلق اللہ نوری، اول ما خلق اللہ اللوح، اول ما خلق اللہ درۃ بیضاء وغیرہا۔

صوفیائے کرام نے آپ کی ذاتِ مبارکہ کی حقیقت کو بیان کرنے کے لیے یہ اصطلاحات، تعبیرات اور تشریحات ذکر فرمائی ہیں

البینات شرح مکتوبات امام ربانی، شارح ابو البیان محمد سعید احمد مجددی علیہ الرحمۃ، ج 1 ص 221

حضرت قاضی ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

اہل تحقیق کے نزدیک حقیقت محمدیہ ہی وجود کے فیوض اور قرب کے مراتب کے لیے تعین اول ہے، ان مراتب میں سے ایک مرتبہ یہ بھی ہے کہ آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے اور حقیقت محمدیہ کے واسطہ کے بغیر کسی تک کوئی وحی نہیں پہنچتی، یہ کشفی امر ہے۔

تفسیر مظہری ج:10 ص:254

## "سَیِّدٌ" کی تحقیق

سَیِّدٌ: سَادَ یَسُوْدُ فَھُوَ سَیْوِدٌ

سَیْوِدٌ: واو کو یا کیا تو "سَیْیِدٌ" پہلی یاء ساکنہ تھی اس کا دوسری میں ادغام کر دِیا تو "سَیِّدٌ" بن گیا جس کا معنی ہے: مالک، شریف، فاضل، الکریم، الحلیم، الرئیس۔

اَلسَّیِّدُ الَّذِیْ فَاقَ غَیْرَہٗ بِالْعَقْلِ وَالْمَالِ وَالنَّفْعِ۔

"سَیِّدٌ" اس شخصیت کو کہا جاتا ہے جو دوسرے سے عقل، مال اور نفع کے اعتبار سے فوق ہو

اَلسَّیِّدُ الَّذِیْ یَفُوْقُ فِی الْخَیْرِ۔ سیّد وہ ہوتا ہے جو اچھے کام کرنے کے اعتبار سے فوقیت رکھتا ہو۔

کُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ سَیِّدٌ. فَالرَّجُلُ سَیِّدُ اَھْلِ بَیْتِہٖ. وَالْمَرْاَۃُ سَیِّدَۃُ اَھْلِ بَیْتِھَا۔

ہر بنی آدم سردار ہے۔ پس مرد اپنے گھر والوں کے لیے سردار ہے اور عورت اپنے گھر والوں کے لیے سردار ہے۔

وَاَمَّا صِفَۃُ اللّٰہِ جُعِلَ ذِکْرُہٗ بِالسَّیِّدِ فَمَعْنَاہُ اَنَّہٗ مَالِکُ الْخَلْقِ وَکُلُّھُمْ عَبِیْدٌ۔

جب اللہ تعالیٰ کی صفت ذکر کی جائے لفظ "سَیِّدٌ" کے ساتھ تو معنی ہو گا کہ وہ مخلوق کا مالک ہے اور ساری مخلوق اس کی غلام ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمانِ ربانی ہے:

سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ ال عمران

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ۔

میں قیامت کے دِن اولاد آدم کا سردار ہوں اور میں فخر نہیں کرتا۔

اس سے مراد ہے کہ آپ ﷺ سب سے پہلے شفاعت فرمانے والے، آپ ﷺ کے لیے سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔ یہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنا فضل و کرم فرمایا ہے اور تحدیث نعمت کے لیے آپ ﷺ نے ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَلَا فَخْرَ:

اس سے مراد یہ ہے کہ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے ذاتی طور پر نہیں ہے اور نہ اپنی قوت سے ہے کہ میں اس پر فخر کروں۔ لسان العرب، ج:۳، ص:۲۲۹،۲۲۸

"سَیِّدٌ" وہ شخصیت ہے جو خصائلِ کاملہ اور مکمل شرافت کی بناء پر تمام قوم سے آگے اور ان کی رہبر ہو۔

بعض فرماتے ہیں سید وہ کامل ہے جس کی طرف سب محتاج ہوں یا وہ عظیم کہ دوسرے اس سے محتاج ہوں۔

ایک قول کے مطابق قوم کا رئیس اور سب سے بڑا۔

بعض نے کہا:

"سَیِّدٌ" وہ مالک ہے جس کی فرمانبرداری واجب ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

"سَیِّدٌ" وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرب ہو۔ مطالع المسرات، ص:۲۰۴

## دُرود پاک میں لفظ "سَیِّدُنَا یا سَیِّدِیْ" اضافہ کرنا کیسا ہے؟

امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علّامہ المجد اللغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ" کہتے ہیں، اس میں ایک بحث ہے۔ نماز میں تو ظاہر یہی ہے کہ ماثور لفظ کی اتباع اور خبر صحیح پر توقف کرنے کی وجہ سے "سَیِّدُنَا" نہیں کہنا چاہیے۔

نماز سے باہر خود حضور علیہ السلام کا اس لفظ سے خطاب کرنے سے منع فرمانا ہو سکتا ہے کہ تواضع اور انکساری کی وجہ سے ہو اور سامنے مدح اور تعریف کو ناپسند کرنے کی وجہ سے ہو یا اس لیے ہو کہ یہ زمانہ جاہلیت کا سلام تھا یا لوگوں کا مدح میں مبالغہ کرنے کی وجہ سے ہو۔ القول البدیع، ص:۱۰۷

امام نَسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "عَمَلُ الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ" میں حدیث نقل فرمائی ہے، جس میں حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "یَا سَیِّدِیْ" کہہ کر پکارا۔

## حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول مُبارک

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔

مندرجہ بالا تمام روایات میں سے ہر ایک میں واضح برہان اور دلیل موجود ہے جو "سَیِّد" کے استعمال کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔

علّامہ الاسنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فِیْ حِفْظِیْ اَنَّ الشَّیْخَ عِزَّ الدِّیْنِ بْنَ عَبْدِ السَّلَامِ بَنَاہُ عَلٰی اَنَّ الْاَفْضَلَ اِمْتِثَالُ الْاَمْرِ اَوْ سُلُوْکُ الْاَدَبِ؟ فَعَلَی الثَّانِیْ: یُسْتَحَبُّ۔

ایک بات میرے ذہن میں محفوظ ہے کہ:

الشیخ عزالدین بن عبد السلام لفظ "سَیِّدُنَا" کے مُتعلّق فرماتے ہیں کہ اس کی دو صورتیں ہیں، یا امر کی تعمیل کی جائے یا ادب کا راستہ اختیار کیا جائے۔ پہلی صورت میں

لفظ "سَیِّدُنَا" استعمال نہ کیا جائے۔ دوسری صورت میں ادب کے تقاضے کے مطابق اس میں استعمال کرنا مستحب ہے۔

الدر المنضود فی الصلوۃ علی صاحب المقام المحمود، علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ علیہ، (۹۰۹۔۔۔ ۹۷۱)، ص: ۱۳۳

امام شمس الدین السخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

میں کہتا ہوں میں نے اپنے مشائخ محققین میں سے کسی کی تحریر پڑھی جس میں لکھا تھا:

اَلْاَدَبُ مَعَ مِنْ ذِکْرِ مَطْلُوْبٍ شَرْعًا بِذِکْرِ سَیِّدٍ۔

شرعی مطلوب کے ذکر کے ساتھ سیّد کے ذکر میں ادب ہے۔

دُرود پاک پڑھنے والوں کا یہ قول:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔

اس میں اَمر کی اطاعت بھی ہے اور ادب کا تقاضا بھی پورا ہو جاتا ہے۔

القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع، ص: ۱۰۷، ۱۰۸

امام شمس الرملی اور امام الشہاب ابن حجر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْھِمَا اس بات پر متفق ہیں کہ دُرود شریف میں حضور علیہ السلام کا اسم گرامی تشہد میں آئے یا کسی اور موقع پر اس سے پہلے لفظ "سَیِّدُنَا" زائد کرنا مستحب ہے۔

شیخ محمد الفاسی رحمۃ اللہ علیہ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں فرماتے ہیں:

جَوَازُ اِتْیَانٍ بِلَفْظِ "السَّیِّدِ وَالْمَوْلٰی" وَنَحْوِھِمَا مِمَّا یَقْتَضِیُ التَّشْرِیْفَ وَ التَّوْقِیْرَ وَالتَّعْظِیْمَ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَاِیْثَارُ ذٰلِکَ عَلٰی تَرْکِہٖ وَ یُقَالُ فِی الصَّلٰوۃِ وَغَیْرِھَا اِلَّا حَیْثُ تُعْبَدُ بِلَفْظٍ مَّارُوِیَ فَیُقْتَصَرُ عَلٰی مَا تُعْبَدُ بِہٖ۔

صحیح یہ ہے کہ دُرود شریف ہو یا ویسے حضور علیہ السلام کا اسم گرامی آجائے اس سے

پہلے لفظ "سَیِّدُنَا وَمَوْلَانَا" کا اضافہ کرنا یا کوئی اور لفظ لانا جو آپ کی عزت و توقیر و تعظیم پر دلالت کرے بالکل جائز ہے بلکہ اس کو ترجیح ہے۔ ہاں عبادات (جیسے تلاوت اور روایات) میں اسم پاک جس طرح ثابت اسی طرح رہے گا اور اس میں کمی پیشی نہیں کی جائے گی۔

امام البرزلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وَلَا خِلَافَ اَنَّ کُلَّ مَا یَقْتَضِیْ التَّشْرِیْفَ وَالتَّوْقِیْرَ وَالتَّعْظِیْمَ فِیْ حَقِّہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ کے اسم گرامی سے پہلے ہر ایسا لفظ لایا جاسکتا ہے جس میں بزرگی و تعظیم کا معنی پایا جاتا ہے۔

علّامہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے الفاظ کی تعداد سو سے بھی زائد بتائی ہے۔

مفتاحُ الفلاح کے مصنف نے فرمایا:

وَاِیَّاکَ اَنْ تَتْرُکَ لَفْظَ السِّیَادَۃِ فَفِیْہِ سِرٌّ یَّظْھَرُ لِمَنْ لَازَمَ ھٰذِہِ الْعِبَارَۃَ... الخ

خبردار! جو "سیّد" کا لفظ ترک کرو۔ کیوں کہ اس میں وہ اسرار و رموز ہیں وہ صرف اسی پر کھلتے ہیں جو ہمیشہ اس پر عمل پیرا ہو۔

الشیخ الخطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اور جس پر میرا عمل ہے وہ یہ ہے کہ دُرود شریف ہو یا کوئی اور موقعہ **حضور نبی پاک** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مُبارَک کے ساتھ "سَیِّدُنَا" کہتا ہوں۔

فرمایا: جس پر ساری اُمّت کا عمل ہے وہ یہ ہے جن جن مقامات پر قرآن و حدیث میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہاں ہونا چاہیے جہاں نہیں ہوا وہاں نہیں ہونا چاہیے تاکہ جہاں

تک ہو سکے الفاظ میں تبدیلی نہ ہو اور ہم کمی بیشی کے ارتکاب سے بچے رہیں تاکہ آپ کا طریقہ تعلیم محفوظ رہے۔ یہی بات سیّدی احمد زروق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔

رہی بات زبان سے بولنے کی تو بہتر یہی ہے کہ نقل سے ثابت ہو یا نہ ہو آپ کا اسم گرامی لفظ "سَیِّدُنَا" سے خالی نہیں ہونا چاہیے۔

صاحب "کُنُوْزِ الْاَسْرَارِ" الشیخ الخطاب کا مندرجہ بالا قول نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ: ہمارے شیخ العیاشی رحمۃ اللہ علیہ سے دُرود شریف میں لفظ "سَیِّدُنَا" استعمال کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اَلسِّيَادَةُ عِبَادَةٌ قَالَ قُلْتُ وَهُوَ بَيِّنٌ لِاَنَّ الْمُصَلِّيْ اِنَّمَا يَقْصُدُ بِصَلَاتِهٖ تَعْظِيْمَهٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلَا مَعْنٰى حِيْنَئِذٍ لِتَرْكِ التَّسْيِيْدِ اِذْ هُوَ عَيْنُ التَّعْظِيْمِ۔

یہ تو عبادت ہے۔میں کہتا ہوں یہی تو واضح حقیقت ہے کیوں کہ دُرود شریف پڑھنے والے کی نیت بھی تو آپ کی تعظیم و تکریم ہی کی ہوتی ہے جب حقیقت یہ ہے تو لفظ "سَیِّدُنَا" ترک کرنے کا کوئی مطلب نہیں کیوں کہ یہ تو عین تعظیم ہے۔

سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین، ص: ۱۱

## ہمارے بزرگوں کا طریقہ شریفہ

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ مُبارَک یہ تھا کہ اَسمائے نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ "سَیِّدُنَا" کا لفظ استعمال فرماتے اور اسمائے باری تعالٰی کے ساتھ "جل جلالہ" پڑھتے۔

الحاج سائیں محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا دلائل الخیرات شریف پڑھتے ہوئے جہاں جہاں اللہ تعالٰی کا نام آئے ساتھ "جَلَّ جَلَالُهٗ" کا اضافہ کریں۔ آفتاب مشائخ، ج: ۱، ص: ۴۹۱

میرے شیخ حضور سیّدی و مرشدی خواجہ عالم حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی

زبان مبارک سے کبھی بھی میں (راقم الحروف) نے آپ ﷺ کا صرف نام مُبارَک نہیں سنا۔ سوائے کلمہ شریف میں اور دُرود شریف میں۔ ہمیشہ کسی نہ کسی لقب کے ساتھ تذکرہ فرماتے۔

----------

دُرود شریف کے بارے میں آپ کا نظریہ تھا کہ جو دُرود شریف جس بزرگ کی طرف منسوب ہے جس طرح ان کا معمول تھا یا جس طرح ان سے منقول ہے اُسی طرح پڑھا جائے اس میں کمی زیادتی نہ کی جائے۔

ایک دفعہ دُرود خضری شریف کے بارے میں ارشاد فرمایا: مشائخ کرام سے "صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ" کے الفاظ منقول ہیں اس میں کسی قسم کی کمی زیادتی مناسب نہیں۔ نور خانقاہ ہدایت، ص:۱۰۷

صرف آپ ﷺ کا نام مُبارَک نہ پکارتے، کبھی فرماتے:

حدیث پاک میں اس طرح ہے یا ہم نے تو اسی طرح سنا ہے۔

ایک مرتبہ دوران گفتگو ان القاب کے ساتھ فرمایا: "سرکار دوعالم ﷺ"

----------

حضور خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ (کسی چیز میں رطب ویابس کو پسند نہ فرماتے) کثرت القاب آپ کو پسند نہیں تھے حقیقت آپ کی طبیعت مُبارَکہ کا جزو تھی۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا: آج کل رواج ہے کہ نام سے پہلے بہت القابات لگائے جائے ہیں اصلی نام دب جاتا ہے۔ حالاں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صرف نام مبارک ہی تذکرہ میں آتے ہیں کوئی لاحقہ سابقہ نہیں، وہ ہستیاں تو سب کچھ تھیں۔

ایک مقام پر فرمایا:

القاب بولنے والوں کو علم نہیں کہ القابات پر پورا اُترنے کے تقاضے ہوتے ہیں۔

(یعنی جو لقب بولا جائے اگر اس کے مطابق اُس کا وہ منصب نہیں تو یہ خلافِ حقیقت ہے)

## حضرت حاجی پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضور شہبازِ طریقت سیّدی ووالدی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ مُبارَکہ بھی یہی تھا۔ آپ نے بھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صرف نام مبارک نہیں پکارا، بلکہ صرف نام مبارک بہت کم استعمال فرماتے۔ مختلف القاب اور وہ الفاظ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت، عظمت، تعظیم اور مَحبّت پر دلالت کرتے ہیں استعمال فرماتے۔ اکثر اوقات حدیث مُبارَکہ یا حدیث طیّبہ کا ترجمہ و تفسیر بیان فرماتے ہوئے یہ الفاظ استعمال فرماتے:

"**حضور نبی کریم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔"

- مدینہ شریف اور اس کے ساتھ نسبت رکھنے والی ہر چیز کا بہت ادب فرماتے۔
- دورانِ سفر ایک دِن ایک دست گرفتہ سنگی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گاڑی چلا رہا تھا۔ اسے ایک کھجور عنایت فرمائی اور فرمایا: یہ مدینہ شریف کی کھجور ہے اور خود بھی ایک تناول فرمائی۔ سنگی نے کھجور کھانے کے بعد اس کی گٹھلی گاڑی سے باہر پھینک دی۔ اس کی اس حرکت پر آپ کی طبیعت مُبارَکہ متغیر ہو گئی۔ فرمایا: گاڑی روکو۔ سنگی نے دیکھا طبیعت مُبارَکہ میں غصہ اور جلال تھا۔ اس نے گاڑی روکی اور سوچنے لگا: پتا نہیں کیا غلطی ہوئی ہے۔ آپ نے غصہ سے اسے فرمایا: میں نے بھی کھجور کھائی ہے اس کی گٹھلی میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ گٹھلی اسے دکھائی اور فرمایا: میں نے کھجور دیتے وقت بتایا بھی تھا کہ یہ مدینے شریف کی کھجور ہے۔ آپ نے وہ سفر منقطع فرمالیا۔

• بعض سنگیوں کو فرمایا کرتے:

مدینہ شریف کی کھجور کے ساتھ اُس کی گٹھلی بھی کھالو اگر نہ ہو سکے تو اس کو پیس کر کھالو۔

مدینہ شریف کے قیام کے دوران انگور استعمال فرمائے تو فرمایا:

"دھونے کی ضرورت نہیں ان پر مدینہ طیبہ کی مٹی پڑی ہے۔ پھر اسی طرح استعمال فرمائے۔"

-----------

• آپ ہمیشہ دُرودِ پاک کے وِرد میں "سَیِّدُنَا" کا لفظ لازمی استعمال فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا:

"نماز کے بعد دُعا کے اندر دُرود پاک میں "سیّدنا و مولانا" دو لفظوں کا اضافہ کیا کرو۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز اس انداز سے ادا فرماتے کہ جو شخص آپ کے قریب ہوتا وہ آپ کے الفاظ کو سنتا اور سمجھتا بھی تھا۔ آپ کی نماز پڑھنے کا انداز بے مثل تھا۔ طویل ہوتی اور نہ ہی قصیر، درمیانہ اور متوسط انداز تھا۔

---------

ایک دفعہ حضور خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ادائیگی نماز کے پر سکون اور پر وقار انداز کو دیکھ کر ارشاد فرمایا:

"آپ کی نماز سے کوئی شخص غلطی نہیں نکال سکتا۔"

---------

فرض نماز کی تکبیر تحریمہ سے پہلے یہ آیت مُبارکہ تلاوت فرماتے:

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْن

• بعض سنگیوں کو فرمایا کرتے:

مدینہ شریف کی کھجور کے ساتھ اُس کی گٹھلی بھی کھالو اگر نہ ہو سکے تو اس کو پیس کر کھالو۔

مدینہ شریف کے قیام کے دوران انگور استعمال فرمائے تو فرمایا:

"دھونے کی ضرورت نہیں ان پر مدینہ طیبہ کی مٹی پڑی ہے۔ پھر اسی طرح استعمال فرمائے۔"

-----------

• آپ ہمیشہ دُرودِ پاک کے وِرد میں "سَیِّدُنَا" کا لفظ لازمی استعمال فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا:

"نماز کے بعد دُعا کے اندر دُرود پاک میں "سیّدنا و مولانا" دو لفظوں کا اضافہ کیا کرو۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز اس انداز سے ادا فرماتے کہ جو شخص آپ کے قریب ہوتا وہ آپ کے الفاظ کو سنتا اور سمجھتا بھی تھا۔ آپ کی نماز پڑھنے کا انداز بے مثل تھا۔ طویل ہوتی اور نہ ہی قصیر، درمیانہ اور متوسط انداز تھا۔

---------

ایک دفعہ حضور خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ادائیگی نماز کے پر سکون اور پر وقار انداز کو دیکھ کر ارشاد فرمایا:

"آپ کی نماز سے کوئی شخص غلطی نہیں نکال سکتا۔"

---------

فرض نماز کی تکبیر تحریمہ سے پہلے یہ آیت مُبارکہ تلاوت فرماتے:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْن

ایک روایت کے مطابق حالت تشہد میں دُرود شریف سنا گیا جس میں آپ یوں پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

## دہلی والے حضرت صاحب کا اندازِ ادب

حضرت آغا عمر حفظہ اللّٰہ اپنے والد ماجد حضرت شاہ ابو سعد سالم فاروقی مُجدّدی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے ادب کا انداز یہ تھا کہ آپ نے سوائے کلمہ طیّبہ اور کلمہ شہادت کے اسم مبارک نہ لیا مگر کوئی مبارک وصف بیان کرکے ذکر شریف فرماتے، اسی طرح اَماکن مقدسہ کا ذکر نہایت ادب سے کرتے۔ از تحریر عمر آغا صاحب حفظہ اللہ، ص:۳۱

## لفظ "سَیِّدٌ" کن شخصیات پر بولا جا سکتا ہے؟

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لفظ "سَیِّدٌ" کا اطلاق ہر اس شخص پر کیا جا سکتا ہے جو اپنی قوم سے فائق اور قدر و منزلت کے اعتبار سے بلند تر ہو۔ رئیس اور اہل فضل کو "سَیِّدٌ" کہتے ہیں۔ اس کا اطلاق حلیم الطبع پر بھی کیا جا سکتا ہے جس کا غصہ اسے بھڑکا نہ سکے۔ اسی طرح کریم مالک اور خاوند کو بھی "سَیِّدٌ" کہا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل سے ہو اسے "سَیِّد" کے لفظ سے پکارا جاتا ہے، جب کہ اہل عرب کے ہاں ان کے لیے شریف اور

حبیب کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اہل فضل و خیر پر "سَیِّدٌ" کے اطلاق کے مُتعلّق کثیر احادیث موجود ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آئے تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے فرمایا:

اپنے "سَیِّدِ" کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ بعض روایات میں "سَیِّدٌ" یا خیر کا لفظ ہے اور بعض میں بلاتردید "سَیِّدٌ" کا لفظ ہے۔ بخاری شریف، ۳۰۴۳، ۳۸۰۴، ۶۲۶۲

ممانعت کی روایت وہ ہے جو سنن ابوداود میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

منافق کو سَیِّد مت کہو، کیوں کہ اگر وہ (تمہارے کہنے کی وجہ سے) سَیِّد (سردار) ہو گیا تو تم نے اپنے رب تعالیٰ کو ناراض کر لیا۔

ابوداود شریف، ۴۹۷۷، مسند احمد، ج: ۵، ص: ۳۴۶، ۳۴۷

شیخ الاسلام امام یحیٰی نووی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی: ۶۷۶ھ فرماتے ہیں:

میرے نقطہ نظر سے ان احادیث میں تطبیق اس طرح ہو گی جسے "سَیِّدٌ" کہا جا رہا ہے وہ علم، صلاح اور تقوی وغیرہ کے باعث اہل فضل و خیر سے ہے تو اس پر لفظ "سَیِّدٌ" کا اطلاق کرتے ہوئے فلاں "سَیِّدٌ" ہے اور "یَاسَیِّدِیْ" کہنے میں حرج نہیں ہے اور اگر وہ فاسق ہے یا دین میں تہمت زدہ ہو تو اس کو "سَیِّدٌ" کہنا مکروہ ہے۔

کتاب الاذکار، للنووی، ص: ۴۹۶

احادیث مُبارَکہ میں لفظ "سَیِّدٌ" کا استعمال کثرت سے ہے جس میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لیے لفظ "سَیِّدٌ" استعمال فرمایا جو کہ حقیقت پر دلالت کرتا ہے

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کے لیے یہ لفظ استعمال فرمایا۔ بعض مقامات پر سرکار دوعالم ﷺ نے اپنے صحابہ کے لیے بھی کمال شفقت اور مہربانی سے "سَیِّدٌ" کا لفظ استعمال فرمایا۔

حضور نبی پاک ﷺ کا ارشادِ مُبارک ہے:

اَنَاسَیِّدُ النَّاسِ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ۔

قیامت کے دِن میں تمام انسانوں کا سردار ہوں۔ متفق علیہ

حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہیں اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے، کبھی آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تو کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ ابۡنِیۡ ھٰذَا سَیِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰہَ اَنۡ یُّصۡلِحَ بِہٖ بَیۡنَ فِئَتَیۡنِ عَظِیۡمَتَیۡنِ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔ بخاری شریف، رقم الحدیث:۲۷۰۴

یہ میرا بیٹا سردار ہے امید ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

## وضاحت

امام تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے شرف و فضیلت کے لیے صرف اتنی بات ہی کافی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سَیِّد ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرادے گا۔

فئتین کو عظیمتین سے موصوف کیا گیا چوں کہ مسلمان دو جماعتوں میں بٹ گئے تھے ایک جماعت آپ کے ساتھ تھی اور دوسری حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی۔اس وقت اس منصب کے سب سے زیادہ حق دار بھی آپ ہی تھے۔چناں چہ آپ کے زہد و تقویٰ، (رفعت وبلندی اور مراتب عالیہ) اور اپنے نانا حضور نبی پاک ﷺ کی اُمّت پر شفقت نے ترکِ ملک و دُنیا اور رغبت فی ما عند اللہ پر مجبور کر دِیا اور فرمایا خدا کی قسم مجھ کو یہ گوارا نہیں کہ اس معاملہ میں اُمّت محمدیہ میں سے کسی کے خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرے (خون ریزی سے بچنے کے لیے خلافت سے دست برداری کا فیصلہ فرمایا۔) بعض ساتھیوں پر یہ فیصلہ اس حد تک شاق گذرا کہ انہوں نے آپ کو یوں مخاطب کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا عَارَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

تم پر سلام ہو اے مؤمنوں کی عار۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ)

آپ نے نہایت تحمل و بردباری کے ساتھ جواب دِیا:

اَلْعَارُ خَیْرٌ مِّنَ النَّارِ۔ عار، نار سے بہتر ہے۔

## مشاجراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں تمام سلف صالحین اور بزرگان دین نے ہمیشہ اپنی زبانیں بند رکھیں۔

اسلاف فرماتے ہیں:

تِلْکَ دِمَآءٌ طَهَّرَ اللّٰهُ عَنْهَا اَیْدِیْنَا فَلَا نُلَوِّثُ بِهٖ اَلْسِنَتَنَا۔

جب اللہ تعالیٰ نے ان کے خون کو ہمارے ہاتھوں سے دور رکھا تو پھر ہم اپنی زبانوں

کو ان پر تنقید و تبصرہ اور نکتہ چینی سے کیوں ملوث کریں۔

مرقاۃ المفاتیح، علامہ شیخ القاری علی بن سلطان محمد القاری، ۱۰۱۴ من الہجرۃ، کتاب المناقب

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **سرکار دو عالم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ ترمذی شریف: رقم ۳۷۶۸

## استقبال کے لیے کھڑا ہونا اور ہاتھوں کو بوسہ دینے کا جواز

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم ازواج **النبی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تشریف لائیں ان کی چال کی وضع اور ہیئت **حضور نبی پاک** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالکل ملتی تھی ذرا بھی مختلف نہ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آتے دیکھا تو فرمایا:

مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ۔

آپ نے ان کو اپنے پاس بٹھا لیا اور چپکے چپکے سے باتیں کیں، اتنے میں **حضور** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نور نظر زور زور سے رونے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دیکھا کہ بہت رنجیدہ ہو گئی ہیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے سرگوشی کرنے لگے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کھِل کھِلا کر ہنس دیں۔ جب **رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تو میں نے پوچھا کہ: چپکے چپکے سے کیا باتیں ہوئی ہیں؟ تو جواباً آپ نے فرمایا: یہ **رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز ہے میں راز ظاہر کرنے والی نہیں ہوں۔ پھر جب آپ کا وصال مُبارَک ہوا تو ایک دِن پھر میں نے آپ سے پوچھا: تم پر میرا جو حق ہے اس کا واسطہ اور قسم دے کر کہتی ہوں کہ اس سرگوشی کے بارے میں بتا دو جو **حضور** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے کی تھی۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بولیں: ہاں اب میں بتاتی ہوں۔ پہلی بار مجھ سے جب سرگوشی کی تو اس وقت فرمایا کہ: میری موت کا وقت قریب آگیا ہے۔ پس میں تمہیں وصیت کرتا ہوں: فَاتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ۔

تقویٰ اختیار کرنا اور صبر کرنا، بلاشبہ میں تمہارے لیے بالخصوص بہترین پیش رو ہوں۔ اس پر میں رونے لگی تھی اور جب آپ ﷺ نے مجھے بہت زیادہ بے چین اور بے صبر پایا تو دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی اور اس وقت یوں فرمایا:

یَا فَاطِمَۃُ ! اَلَا تَرْضِیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃَ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اَوْ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ

اے فاطمہ! کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم جنت میں تمام عورتوں یا خاص مؤمن عورتوں کی سردار ہو؟

فَضَحِکْتُ پس میں ہنسنے لگی بخاری شریف، رقم: ۶۲۸۵۔ مسلم شریف: رقم: ۲۴۵۰

سیّدہ طاہرہ طیبہ مُحدّثہ اُمُّ المؤمنین عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

میں نے عمل، عادت اور چال چلن میں، ایک روایت میں کلام اور گفتگو میں سیّدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو حضور نبی کریم ﷺ کے مشابہ نہیں دیکھا۔ چنانچہ جب آپ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں:

قَامَ اِلَیْھَا فَاَخَذَ بِیَدِھَا فَقَبَّلَھَا وَاَجْلَسَھَا فِیْ مَجْلِسِہٖ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ اِلَیْھَا قَامَتْ اِلَیْہِ فَاَخَذَتْ بِیَدِہٖ فَقَبَّلَتْہُ وَاَجْلَسَتْہُ فِیْ مَجْلِسِھَا۔

ترمذی شریف، رقم: ۳۸۷۲، ابوداود شریف، رقم: ۵۲۱۷

آپ ﷺ ان کے لیے کھڑے ہو جاتے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے اور بوسہ دیتے، اپنے بیٹھنے کی جگہ میں ان کو بٹھاتے۔ اسی طرح جب سرکار دوعالم ﷺ حضرت

سیّدۃ النساء رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے آپ کھڑی ہو جاتیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑ لیتیں بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں **حضور نبی کریم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ پیغام دے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا:

اَنْتَ سَیِّدٌ فِی الدُّنْیَا سَیِّدٌ فِی الْاٰخِرَۃِ. مَنْ اَحَبَّکَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَحَبِیْبُکَ حَبِیْبِیْ وَحَبِیْبِیْ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَعَدُوُّکَ عَدُوِّیْ وَعَدُوِّیْ عَدُوُّ اللّٰہِ اَلْوَیْلُ لِمَنْ اَبْغَضَکَ۔

تو دنیا میں سردار ہے، آخرت میں سردار ہے۔ جس نے تجھ سے محبّت رکھی، اس نے مجھ سے محبّت کی۔ تیرا دوست میرا دوست۔ میرا دوست اللہ کا دوست۔ جو تیرا دشمن میرا دشمن، میرا دشمن اللہ کا دشمن۔ ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو تجھ سے بغض رکھے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نقل کیا ہے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب سے۔ مرقاۃ شریف، کتاب المناقب

## معزز و سردار کے لیے قیام کرنے کا حکم

## فخر و تکبر کی وجہ سے قیام پسند کرنا جائز نہیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

جب بنو قریظہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم (ثالث) مان لیا تو جناب **رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ آپ کی قیام گاہ کے قریب ٹھہرے ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ دراز گوش پر سوار ہو کر حاضر ہوئے

جب مَسجد کے قریب پہنچے تو **سرکار دوعالم** ﷺ نے انصار کو فرمایا:

قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِ کُمْ۔

اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ بخاری شریف، رقم: ۴۱۲۱، صحیح مُسلِم: رقم: ۱۷۶۸

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے قیام حسن سلوک اور اکرام کے جذبے کے پیش نظر تھا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **حضور نبی پاک** ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

جس کو یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے سامنے مورتیوں کی طرح کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔ اخرجہ الترمذی، رقم: ۲۷۵۵، ابوداود شریف، رقم: ۵۲۲۹

یعنی جو شخص اس بات سے خوش ہو کہ لوگ اس کے سامنے باادب کھڑے رہیں وہ جان لے کہ اس نے اپنے آپ کو دوزخ میں داخل ہونے کا مستوجب بنالیا۔

یہ وعید اس شخص کے لیے ہے جو بطریق تکبر اپنے سامنے لوگوں کو کھڑا رہنے کو پسند کرتا ہے جیسا کہ الفاظ حدیث اس کا قرینہ ہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص اس طرح کی طلب اور خواہش نہ رکھتا ہو بلکہ لوگ خود اپنی خواہش سے اس کی خدمت یا طلب ثواب کی خاطر یا بطور تواضع وانکساری اس کے سامنے کھڑے رہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں خطابی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ:

ھُوَ اَنْ یَّاْمُرَھُمْ بِذَالِکَ وَیَلْزَمَہٗ اِیَّاھُمْ عَلٰی مَذْھَبِ الْکِبَرِ وَالْفَخْرِ۔

جو بطورِ تکبر یا فخر لوگوں کو حکم دے کہ وہ اس کے سامنے کھڑے ہوں یا وہ لوگوں

کے لیے لازم قرار دے۔

وَفِیْ حَدِیْثِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ دَلَالَۃٌ عَلٰی اَنَّ قِیَامَ الْمَرْءِ بَیْنَ یَدِی الرَّئِیْسِ الْفَاضِلِ وَالْوَالِی الْعَادِلِ وَقِیَامِ الْمُتَعَلِّمِ لِلْمُعَلِّمِ مُسْتَحَبٌّ غَیْرُ مَکْرُوْہٍ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو حدیث گذری ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ صاحب فضیلت سردار اور عادل والی کے سامنے کسی شخص کا باادب کھڑے رہنا اور شاگرد کا اپنے استاد کے سامنے کھڑے رہنا مستحب ہے اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

علّامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ھٰذَا الْقِیَامُ یَکُوْنُ عَلٰی وَجْہِ الْبِرِّ وَالْاِکْرَامِ کَمَا کَانَ قِیَامُ اَنْصَارٍ لِّسَعْدٍ وَّقِیَامُ طَلْحَۃَ لِکَعْبِ بْنِ مَالِکٍ۔

مذکورہ لوگوں کا کھڑے رہنادراصل بھلائی حاصل کرنے تکریم وتوقیر کے لیے ہے جیسا کہ انصار حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے کھڑے ہوئے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے کھڑے ہو گئے تھے۔

وَلَایَنْبَغِیْ لِلَّذِیْ یُقَامُ لَہٗ اَنْ یُّرِیْدُ ذٰلِکَ مِنْ صَاحِبِہٖ حَتّٰی اِنْ لَّمْ یَفْعَلْ حَقَدَ عَلَیْہِ اَوْ شَکٰی اَوْ عَاتَبَ۔ مرقاۃ المفاتیح، ج:۸، ص:۵۱۱، کتاب الاداب

کسی شخص کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے سامنے لوگوں کے کھڑا ہو جانے کی طلب رکھے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص کھڑا نہ ہو تو وہ اس سے کینہ رکھے یا اس کا شکوہ کرے یا اس سے ناراض ہو جائے۔

صِدّیقہ کائنات ام المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ پہنچے تو **سرکار دو عالم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر

تشریف فرما تھے، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو:

فَقَامَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهٗ وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُهٗ عُرْيَانًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ فَاعْتَنَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ۔ ترمذی شریف، رقم:۲۷۳۲

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برہنہ بدن (یعنی آپ نے قمیص نہیں پہنی ہوئی تھی) اپنے کپڑے کو کھینچتے ہوئے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لیے باہر تشریف لائے، اللہ کی قسم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے پہلے اور اس سے بعد برہنہ بدن نہیں دیکھا (کہ آپ کے جسم مُبارَک پر تہبند کے علاوہ کپڑا نہ ہو) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو گلے لگالیا اور ان کو بوسہ دِیا۔

## خلاصہ کلام

سلف صالحین کا طریقہ انیقہ مُبارَک یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذِکر مُبارَک پڑھنے، لکھنے اور سننے کے انداز میں انتہائی ادب، تعظیم اور احترام کے تقاضوں کو پورا کرتے۔ جب ذِکرِ مُبارَک کیا جاتا تو آپ پر درود وسلام پڑھتے، جب تحریر لکھی جاتی تو اس میں اختصار سے کام لینے کی بجائے آپ پر مکمل دُرود شریف "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، یا علیہ السلام' یا عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ "لکھتے۔

-------

ہمارے سلف نے صرف آپ کا نام مُبارَک ذِکر کرنے سے حتی الامکان گریز کیا ہے کیوں کہ اس میں ایک طرح کی بے ادبی ہے۔

ویسے بھی ہمارے ہاں اپنے سے بڑوں کا صرف نام ذکر کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ چہ جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مُبارَک بغیر کسی وصف کے ذکر کیا جائے۔ بعض حضرات

کو دیکھا گیا ہے کہ اسم شریف کو بغیر کسی وصف عظیم کے ذِکر کرتے ہیں نعت خوانی میں یا خطابت کے جوش میں یا کسی اور انداز میں۔ یہ سخت بے ادبی ہے اس سے گریز کرنا بے حد لازمی ہے۔

بعض اماکن پر دیکھا گیا ہے کہ جہاں دعوتِ عام دینی ہو وہاں جس کو مدعو کیا گیا ہو اس کے نام کے لاحقے اور سابقے میں اتنے القابات کا ذکر کیا جاتا ہے کہ اصل نام کی پہچان مشکل ہو جاتی ہے اور پھر یہ نام سے پہلے اور بعد جو لاحقہ اور سابقہ لگایا گیا ہے اس کے تقاضے کیا ہیں اس کے حقوق کیا ہیں اس کا بھی علم نہیں ہوتا، ذکر کر دِیا جاتا ہے یہ انتہائی غلو اور حقیقت سے بعید ہے جس پر غور و فکر کرنا ضروری ہے۔

عصر حاضر میں اشتہارات پر اسم شریف اور اس پر تصویر روضہ شریف چھاپی جاتی ہے پھر بازاروں، دیواروں اور بعض ایسے نامناسب مقامات پر چسپاں ہوتی ہے جس کو دیکھ کر دِل پر زخم پڑتے ہیں اور دِلی دکھ ہوتا ہے آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں۔ کیا کیا جائے کس کو سنایا جائے کون سنے گا حقیقتِ حالِ دِل۔ کیا یہ بے ادبی نہیں ہے؟ وہ ٹکڑے جو دھو کر پینے کے لائق تھے ریزہ ریزہ ہو کر دیواروں سے نیچے گر کر آلودہ ہو رہے ہیں۔ عہدِ رفتہ کی طرف لوٹ آؤ سنو، سمجھو اور غور و فکر کرو۔

## شہبازِ طریقت عارف باللہ حضرت حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ کا اس حوالے سے موقف

- آپ فرماتے تھے کہ:

ہم حرمت رسول ﷺ کے تقاضوں کو کیسے پورا کریں گے جب کہ اشتہارات جن پر آپ کا نام نامی اسم گرامی لکھا ہوتا ہے یا روضہ شریف کی تصویر مبارک ہے اُس کو دیواروں پر چپکا دیتے ہیں اور بعد میں وہ اتر کر نیچے گرتا ہے اور بے ادبی ہوتی ہے۔ اگر

ضروری ہو تو ان اشتہارات کو استعمال کیا جائے جو دیواروں پر لٹکائے جاتے ہیں اور پروگرام ختم ہونے کے بعد ذمہ داری کے ساتھ اُن کو اتار کر محفوظ کیا جائے۔

--------

- حضور نبی پاک علیہ السلام کا ذکر مبارک کرتے ہوئے جتنے بھی اوصاف مقدسہ اور وصفِ عظیم ذِکر کیے جائیں وہ کم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کون ان اوصاف کے لائق ہے۔ قرآن مجید میں چار مقامات پر آپ کا نام مبارک ذکر ہے باقی تمام مقامات پر آپ کے اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر شریف کرتے وقت ادب و تعظیم و عظمت کے ساتھ اوصاف شریفہ کا ذکر کیا جائے اوران اوصاف کے ساتھ ہی ذکر کرنا ہمارے بزرگوں کا طریقہ مُبارکہ ہے۔ خطاب ہو یا کتابت، تدریس ہو یا پھر کوئی اور طریقہ۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابراہیم التجیبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ:

وَاجِبٌ عَلٰی كُلِّ مُؤْمِنٍ ذَكَرَهٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ ذُكِرَ عِنْدَهٗ اَنْ يَّخْضَعَ وَيَخْشَعَ وَ يَتَوَقَّرَ وَيَسْكُنَ مِنْ حَرَكَتِهٖ وَيَأْخُذَ مِنْ هَيْبَتِهٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاِجْلَالِهٖ بِمَا كَانَ يَأْخُذُ بِهٖ نَفْسَهٗ لَوْكَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَتَاَدَّبُ بِمَا اَدَّبَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٖ هٰذِهٖ كَانَتْ سِيْرَةَ سَلَفِنَا الصَّالِحِ وَاَئِمَّةِ الْمَاضِيْنَ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذِکر خود کرنے یا ذِکر مُبارک کسی اور شخص سے سننے کے وقت ہر مومن پر واجب ہے کہ وہ:

- خشوع و خضوع کا اظہار کرے۔
- اپنی حرکات سے رک جائے۔

• اور آپ ﷺ کی ہیبت اور اجلال کو مدِ نظر رکھے جیسے کہ آپ ﷺ سامنے تشریف فرما ہوں اور اس طرح ادب کرے جس طرح **اللہ تعالیٰ** نے ہمیں ادب سکھایا ہے۔

ہمارے سلف صالحین کا ہمیشہ سے یہی طریقہ رہا ہے۔

وَكَانَ مَالِكٌ رضی اللہ عنہ اِذَا ذُكِرَ **النبی** ﷺ يَتَغَيَّرُ لَوْنُهٗ۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب **حضور نبی پاک** ﷺ کا ذکر مُبارک ہوتا تو آپ کا رنگ بدل جاتا۔

حضرت عامر بن عبد **اللہ** بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب آپ ﷺ کا ذِکر مُبارک ہوتا تو: يَبْكِيْ حَتّٰى لَا يَبْقٰى فِيْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ۔

اتنا روتے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو ختم ہو جاتے۔

حضرت ایوب السختیانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب احادیثِ مُبارکہ بیان کی جاتیں تو آپ اتنا روتے کہ ہمیں ان پر رحم آنے لگ جاتا۔

امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

فَاِذَا تَأَمَّلْتَ هٰذَا عَرَفْتَ مَا يَجِبُ عَلَيْكَ مِنَ الْخُشُوْعِ وَالْخُضُوْعِ وَالْوَقَارِ وَ التَّأَدُّبِ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلَى الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمِ عِنْدَ ذِكْرِهٖ اَوْ سِمَاعِ اسْمِهِ الْكَرِيْمِ ﷺ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا القول البدیع، ص:۲۴۴،۲۴۵

جب تو نے غور و فکر کر لیا اور سب کچھ سمجھ لیا تو تجھ پر آپ ﷺ کے نام مُبارک کو سننے اور آپ ﷺ کا ذکر کرتے وقت خشوع و خضوع بجالانا، عزت وادب کا خیال کرنا اور دُرود و سلام پر مُواظبت کرنا واجب ہے۔

صَلَّى **اللّٰهُ** عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا۔

## "اُمیّ" کی تحقیق

"اُمِّیٌّ" یائے مُشدّد کے ساتھ نسبت کا صیغہ ہے۔ "اُمِّیٌّ" یا سے مراد وہ شخص ہے جو نہ لکھتا ہو نہ لکھی ہوئی چیز پڑھ سکتا ہو گویا کتابت اور قراءت کی نسبت سے وہ نومولود ہے۔ "اُمٌّ" کی طرف نسبت کی گئی ہے کیوں کہ وہ ماں کی طرح ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ "اُمُّ الْقُرٰی" کی طرف منسوب ہے۔

بعض فرماتے ہیں کہ یہ اس "اُمّت" کی طرف نسبت ہے، جن میں سے اکثر نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا یعنی "عرب"

بعض نے فرمایا یہ اس "اُمّت" کی طرف نسبت ہے جس کے معاملے کا بہت زیادہ اہتمام کیا گیا۔

بعض نے فرمایا یہ "اُمُّ الْکِتَابِ" کی طرف منسوب ہے یا تو اس اعتبار سے کہ وہ آپ پر نازل کی گئی یا اس لیے کہ آپ ﷺ کی اس کے ذریعے تصدیق کی گئی اور تصدیق کی طرف دعوت دی گئی۔

کچھ کا قول ہے: اس "اُمّت" کی طرف منسوب ہے، جو اشیاء کو جاننے سے پہلے اپنے گمان پر قائم تھی۔

ہر صورت میں حضور نبی علیہ السلام کا نہ لکھنا ایک معجزہ ہے۔ کیوں "اُمّی" ہونے کے باوجود تمام علوم کلی سے نوازا گیا۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ۔

اور آپ نہ پڑھتے تھے اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ ہی اسے لکھتے تھے اپنے دائیں ہاتھ سے ورنہ باطل پرست ضرور شک کرتے۔ العنکبوت:۴۸

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ الاعراف، ۱۵۷

(یہ وہ ہیں) جو پیروی کرتے ہیں رسول کی جو نبی اُمّی ہے جس (کے ذِکر) کو وہ پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات میں اور انجیل میں وہ نبی حکم دیتا ہے انہیں نیکی کا اور روکتا ہے انہیں برائی سے اور حلال کرتا ہے ان کے لیے پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے ان سے ان کا بوجھ اور (کاٹتا ہے) وہ زنجیریں جو جکڑے ہوئے تھیں انہیں۔ پس جو لوگ ایمان لائے اس (نبی امی) پر اور تعظیم کی آپ کی اور امداد کی آپ ﷺ کی اور پیروی کی اس نور کی جو اتارا گیا آپ کے ساتھ وہی (خوش نصیب) کامیاب وکامران ہیں۔ القول البدیع فی الصلوۃ علی النبی الشفیع: ص ۱۴۵، ۱۴۶

آپ ﷺ کا امی ہونا آپ ﷺ کے حق میں معجزہ ہے اگرچہ دیگر افراد کے لیے اس طرح نہیں ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کیوں کہ آپ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے کیوں کہ اس کا تعلق علوم اور معارف کے لحاظ سے ہے۔ علاوہ بریں اللہ رب العزت نے بہت سے علوم ومعارف سے آپ ﷺ کو سرفراز فرمایا اور وہ شخصیت جس نے نہ پڑھا ہو، نہ تحریر کا ڈھنگ کسی سے سیکھا ہو، نہ اسباق کا کسی سے تکرار کیا ہو اور نہ ہی یہ چیزیں کسی سے حاصل کی ہوں۔ اس ذات سے ایسی چیزوں کا پایا جانا تعجب کی بات ہے۔ عبرت کا انتہائی اعلیٰ مقام

انسانوں کے لیے معجزہ ہے اور اس میں کسی قسم کی کمی موجود نہیں، کیوں کہ معروف انداز میں پڑھنے لکھنے کا مقصود علوم ومعارف وغیرہ مذکور امور نہیں ہیں، یہ تو آلات ووسائل ہیں، جو مقصود تک پہنچانے والے ہیں، خود یہ فی نفسہ مطلوب ومقصود نہیں، جب مقصود اور نتیجہ حاصل ہو تو آلات اور وسائل کی ضرورت نہیں ہے۔

وضاحت

(یعنی آپ ﷺ کے پڑھنے اور لکھنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ نوع انسان میں سے کسی کے پاس سے نہ آپ نے کچھ سیکھا نہ پڑھا اور نہ ہی پہلی آسمانی کتابوں کے آثار میں سے کسی سے استفادہ کیا۔ اس لیے بندوں کی نسبت سے آپ اُمّی ہیں، لیکن اگر اسی اُمّی کی نسبت کسی اور انسان کی طرف کی جائے تو وہ ان پڑھ اور جاہل کہلائے گا الاماشاء اللہ۔ اگر علم لدنی کسی کو حاصل ہو جائے تو یہ اس سے مستثنٰی ہے)

وضاحت

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جس نے نبی علیہ السلام کے لیے اُمّی ہونے کی صفت یا اس کی مانند صفات جیسے کہ یتیم ہونا اور جو تکالیف آپ ﷺ کی ذات بابرکات کو پہنچیں، منسوب کیں اگر اس سے اس کا مقصود آپ ﷺ کی تعظیم اور نبوت پر دلالت وغیرہ امور ہیں تو یہ مستحسن ہے اور جس کا ارادہ یہ نہ ہو اور اس عمل سے بُرا ارادہ ہو تو ایسے شخص کو ماقبل لوگوں سے لاحق کر دِیا جائے گا، یعنی ان لوگوں کے ساتھ جو آپ ﷺ کی ذات پاک کو برا بھلا کہتے ہیں، لہٰذا ایسے شخص کو اس کے حال کے مطابق قتل کیا جائے گا یا اس کو سزا دی جائے گی۔" سُبل الہدیٰ والرشاد، فی سیرۃ خیر العباد، ج:۱، باب ششم، اسماءُ النبی ﷺ امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ، متوفٰی: ۹۴۲ من الہجرۃ۔

## الکرام کی تحقیق

اَلْکِرَامُ "کَرِیْمٌ" کی جمع ہے۔ "کَرِیْمٌ" کا معنی ہے:

- جس میں شرافت کی تمام اقسام جمع ہوں
- اور وہ تمام اوصافِ کمال کا جامع ہو۔

یہ ایسی صفت ہے جس کی بناء پر سخاوت وغیرہ امور آسانی سے صادر ہوں۔

- شریف اصل والا۔
- وہ شخص جسے حکم الٰہی سے دوسروں پر فضیلت دی گئی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے سرکار دوعالم ﷺ کی "آل" کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ ان کی نسبت حضور نبی پاک علیہ السلام کی طرف ہے اور آپ ﷺ کے نَسب سے مُتعلّق ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ شرف اور اعزاز حاصل ہے کہ انہیں اپنے نبی ﷺ کی صحبت حاصل ہے، دین متین کی امداد اور اعلاء کلمۃ اللہ، اُمّت کو احکام رسانی، آپ ﷺ کی اطاعت کا التزام اور اس سلسلے میں انتہائی کوشش اور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کی سعادت عطا فرمائی گئی ہے۔

حضرت ابوعبداللہ سیّد محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ المولود ۸۰۷ھ، ۱۴۰۴ء اور المتوفٰی: ۸۷۰ھ، ۱۴۶۵ء نے اپنی کتاب "دلائل الخیرات وشوارق الانوار کے مقدمہ میں یہ دُرودِ پاک نقل فرمایا ہے:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَّبِیِّہِ الَّذِی اسْتَنْقَذَنَا بِہٖ مِنْ عِبَادَۃِ الْاَوْثَانِ وَالْاَصْنَامِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ النُّجَبَآءِ الْبَرَرَۃِ الْکِرَامِ۔

صلوۃ وسلام ہو اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم ﷺ پر جن کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے

ہمیں بت پرستی سے بچایا اور آپ ﷺ کے نجیب متقی اور کریم اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر۔

مطالع المسرات، ص:۶۳، ۶۲

## کَرِیْمٌ:

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا کہ اس کے معانی میں یہ اقوال ہیں:

- سخاوت کرنے والا، عطا کرنے والا۔
- اقسام خیر وشرف کا جامع۔
- جس نے اپنے آپ کو معزز کر لیا، یعنی مخالفات میں کسی کے ساتھ آلودگی سے اپنے آپ کو پاک کر لیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۔۔۔الاية

یہ معزز رسول (ﷺ کی زبان سے سنائی دینے والا اللہ) کا کلام ہے۔

یہ اسم مُبارَک باری تعالیٰ جل جلالہ کے ناموں میں بھی شامل ہے، جس کے معنی درج ذیل ہیں:

- احسان فرمانے والا۔
- معاف فرمانے والا۔
- برتروبالا
- خیر کثیر

یہ سب معانی حضور نبی کریم ﷺ کے حق میں بھی درست ہیں۔

سبل الہدی والرشاد، فی سیرۃ خیر العباد: ج ۱ باب ششم، فی اسماء النبی ﷺ

**اَلنُّجَبَاءُ: نَجِیْبٌ** کی جمع ہے: کریم اور بلند اخلاق۔

اَلْبَرَرَۃُ: بَارٌّ کی جمع بِرٌّ سے، بِرٌّ ایک ایسا اسم ہے، جو بھلائی اطاعت سچائی سب کو محیط ہے، نیک کام کرنے والا برائیوں سے اجتناب کرتا ہے۔

اَلْاَوْثَانُ وَالْاَصْنَامُ: بت۔ "وثن" وہ مجسمہ ہے جو پتھر گچ یا لکڑی وغیرہ اَجسام عارضی کو تراش کر بنایا گیا ہو۔

"صَنَمٌ" سونے اور چاندی اور تانبے کا مجسمہ ہے۔

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات، ص ۶۵، ۶۳

اَلْخَیْرَاتُ: ہر فضیلت والی چیز اور وہ اَوصافِ حسنہ، جو جمال سے بڑھ کر ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْخَیْرَاتُ۔ یہ لوگ ہیں کہ ان کے لیے بھلائیاں ہیں۔

دُرود پاک سے حاصل ہونے والے تمام ثمرات، برکات انتہائی حسین و جمیل ہیں اور وہ ہیں: اَنوار، اَسرار مقامات، اَحوال، علوم و معارف، اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب ﷺ کا قرب اور ان کے علاوہ دُنیا اور آخرت کی بھلائیاں۔

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات، ص ۷۲

خَیْرٌ: یہ آپ ﷺ کے اسمائے مُبارَکہ سے ہے، جس کا معنی: فضل اور نفع ہے۔ اس نام مبارک سے سرکار دوعالم ﷺ کو موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے وجود پاک کے طفیل سب کو خیر کثیر حاصل ہوا۔

- یا اس کا معنی ہے: فَاضِلٌ: فضیلت والا۔
- یا اس کا معنی ہے: ذُوالْخَیْرِ: یعنی فضل واحسان کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اس اُمّت میں سب سے برتر وافضل۔

اِذْنُ خَيْرٌ لَّكُمْ ۔ وہ فضیلت والے اور اچھے سننے والے ۔

- سَیِّدُنَا خَیْرُ الْاَنْبِیَاءِ ﷺ: انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل
- سَیِّدُنَا خَیْرُ النَّاسِ ﷺ: تمام لوگوں سے افضل
- سَیِّدُنَا خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ﷺ: مخلوق میں سے افضل
- سَیِّدُنَا خَیْرُ خَلْقِ اللّٰہِ ﷺ: اللہ کی مخلوق میں سے افضل
- سَیِّدُنَا خَیْرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ ﷺ:

سبل الہدی والرشاد، فی سیرۃ خیر العباد، ج:۱، باب ششم، فی اسماء النبی ﷺ

## "آل" کی وضاحت

اٰل: "ا ء ل" ۔ لفظ "آل" کے مُتعلّق علمائے کرام کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک اس کی اصل "اَھْلٌ" ہے "ہا کو ہمزہ" سے بدل دیا گیا پھر اس کا پڑھنا آسان ہو گیا۔

بعض فرماتے ہیں: اس کی اصل "ا۔ و۔ ل" ہے جو "اٰلَ یَئُوْلُ" سے مشتق ہے، جس کا معنی ہے "لوٹنا" ہر وہ ذات جو کسی کی طرف رجوع کرتی ہے، منسوب ہوتی ہے اور اسے تقویت دیتی ہے، وہ اس کی "آل" کہلاتی ہے۔

یہ لفظ ہمیشہ "اہل شرف، عظیم "لوگوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے:

حاملین قرآن کو "اٰلُ اللّٰہِ" کہا جاتا ہے۔

اسی طرح "آلِ محمد، آلِ مومنین، آلِ قاضی اور آلِ صالحین" کہا جاتا ہے۔

"اٰل حجام اور اٰل خیاط" نہیں بولا جاتا، بخلاف "اَھْلٌ" کے "اَھْلٌ" ہر ایک کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

اکثر علماء کے نزدیک "اٰل" کا لفظ غیر عاقل اور ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا۔

آلِ محمد ﷺ سے کون سے لوگ مراد ہیں، اس کے متعلّق علماء کا اختلاف ہے:

- اِس سے مراد وہ نفوس قدسیہ ہیں، جن پر صدقہ واجبہ حرام ہے۔

اسی پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نص قائم کی ہے، جمہور علماء کرام نے بھی اسی قول کو پسند فرمایا ہے۔

حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اِنَّآ اٰلُ مُحَمَّدٍ لَّا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ۔

ہم "آلِ محمد" ﷺ کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔

یہ بھی ارشاد فرمایا:

اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

یہ صدقہ فرضیہ لوگوں کی میل کچیل ہے "محمد (ﷺ) اور آل محمد" کے لیے حلال نہیں ہے۔ ﷺ

- حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث تشہد میں آل محمد سے مراد آپ ﷺ کی اہل بیت ہیں۔

## دُرودِ پاک پڑھتے اور لکھتے وقت "آل" پاک کا ذکر کرنا لازمی ہے

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب میں فرماتے ہیں:

دُرود شریف کے ذکر میں آپ ﷺ کی آل کا ذکر عموماً شاید بغرض اختصار چھوڑ دِیا جاتا ہے۔ ورنہ لکھتے وقت اس کا اضافہ کرنا بہتر اور مستحب ہے جیسا کہ بعض نسخوں میں نظر آتا ہے۔

"ذخیرۃ الخیر" کے مصنف فرماتے ہیں:

صرف حضور علیہ السلام پر دُرودِ پاک کی فضیلت وہ نہیں جو آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی "آل" دونوں پر پڑھنے کی ہے، کیوں آپ ﷺ کی "آل پاک" پر دُرود پڑھنا مستقل سُنّت ہے اور حضور نبی پاک ﷺ کا فرمان صحیح حدیثوں میں اس کی ترغیب میں وارد ہوا ہے اور ائمہ کرام نے اس پر تصریح فرمائی ہے۔

علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "مِفْتَاحُ الْحِصْنِ" میں فرماتے ہیں کہ:

صرف حضور نبی پاک ﷺ پر دُرود پاک پڑھنا میری معلومات کے مطابق کسی مرفوع حدیث میں نہیں آیا، سوائے سنن نسائی کے کہ اس میں دُعائے قنوت کے آخر میں جو دُرود شریف آیا ہے وہاں "آل" کا لفظ مذکور نہیں۔ باقی جہاں کہیں بھی حضور ﷺ پر دُرود شریف آیا ہے ساتھ ہی بواسطہ عطف آل (رضی اللہ عنہم) کا ذکر بھی موجود ہے۔

جو شخص عبادت میں سُنّت کو بجالاتا ہے، وہ ترک کرنے والوں سے نہیں ہو سکتا۔

صحیحین کے اندر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| يَا اٰلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ | فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِي الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ |
| يَكْفِيْكُمْ مِّنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ اِنَّكُمْ | مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَاصَلٰوةَ لَهٗ |

- اے رسول اللہ ﷺ کی آل! تمہاری محبّت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرض قرار دی ہے۔
- تمہاری عظمتِ شان کو یہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

اس سے ظاہر ہوا کہ جو شخص آپ کی آل پاک پر دُرودِ پاک نہیں پڑھتا وہ ایک بڑی فضیلت اور عظیم الشان سُنّت کو ترک کر رہا ہوتا ہے۔

## دُرودِ پاک میں آل کے ساتھ صحابہ کرام کا ذکر کرنا مستحسن ہے

- علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دلائل الخیرات کے شارحین اور دوسرے علمائے کرام نے یہ بات ذکر فرمائی ہے کہ آل پر قیاس کرتے ہوئے آپ کے اصحاب پر بھی صلوۃ پڑھنا مستحسن ہے۔

- صاوی علی الجلالین کے حوالے سے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھنے کا بہترین طریقہ وہ ہے جس میں آپ کے آل اور اصحاب دونوں کا ذکر ہو۔ سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص:۱۳۵،۱۳۶

## حِکایت

امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الخطیب نے واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ ایک علوی کی زیارت اور سلام عرض کرنے کے لیے بلخیاری میں حاضر ہوئے تو علوی نے حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم اہل بیت کے مُتعلّق کیا کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا:

وحی کے پانی سے گوندھی ہوئی مٹی کے بارے میں کیا کہوں؟ جس میں نبوت کا درخت لگایا گیا، رسالت کے پانی سے سیراب کیا گیا ہو۔ ایسے بابرکت درخت سے ہدایت کی خوشبو کے سوا کیا مہکے گا۔ القول البدیع، ص:۱۵۲

## دیگر انبیائے کرام علیہم السلام پر دُرودِ پاک پڑھنا

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: **حضور نبی پاک** علیہ السلام جب انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی **نبی مکرم** کا ذکر فرماتے تو یوں فرماتے:

رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْنَا وَعَلٰى هُوْدٍ وَّعَلٰى صَالِحٍ وَّعَلٰى مُوْسٰى وَذَكَرَ غَيْرَهُمْ۔

**اللہ تعالیٰ** کی رحمت ہو ہم پر، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت موسیٰ علیہم السلام پر۔ اور ان کے علاوہ کا بھی ذکر فرماتے۔

معجم الصحابۃ، القاضی ابی الحسین عبد الباقی بن قانع مرزومہ البغدادی رحمۃ اللہ علیہ، المتوفی: ۳۵۱ھ

### ذُرِّیَّة

ذال کے ضمہ اور کسرہ سے دو لغتیں ہیں، لیکن پہلی افصح اور اشہر ہے۔ صحاح میں ہے کہ اس سے مراد ہے:

- جن وانس کی اولاد۔
- مشارق میں مطلقاً نسل مراد ہے۔
- کبھی کبھی اس کا اطلاق عورتوں اور بچوں پر بھی ہوتا ہے۔

منذری نے لکھا کہ: انسان کی نسل مذکر و مؤنث دونوں کو یہ لفظ شامل ہے۔

ذَرَأَ اللّٰهُ الْخَلْقَ سے مشتق ہے، جس کا معنی ہے:

خَلَقَهُمْ: **اللہ** نے اُن کو پیدا فرمایا۔

لیکن اہل عرب نے اس کے ہمزہ کو ترک کر دیا ہے۔

علماء نے اس کا اصل:

اَلذَّرُّ: لکھا ہے جس کا معنی چھوٹی چیونٹی ہے۔ کیوں کہ **اللہ تعالیٰ** نے ابتداءً انہی

چیونٹیوں کی شکل میں پیدا فرمایا تھا۔

یہ بات ثابت ہو گئی کہ ذریت سے مراد اولاد اور اولاد کی اولاد ہے۔

کیا اس میں لڑکیوں کی اولاد بھی شامل ہوتی ہے کہ نہیں؟

حضرت امام شافعی، امام مالک، امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کی ایک روایت کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کا حضور علیہ السلام کی ذریت میں داخل ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے، جن کے لیے صلوۃ عن اللہ مطلوب ہے۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت یہ ہے کہ:

لڑکیوں کی اولاد ذریت میں داخل نہیں، مگر اصل عظیم اور والد کریم، جن کے مرتبہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا، کے شرف کی وجہ سے اولادِ حضرت فاطمہ علیہا السلام کا استثناء فرماتے ہیں۔ القول البدیع، ۸۸، ۸۷

## زَوْجٌ:

زوج کی جمع ازواج ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔

## بَارِكْ کی وضاحت

- اَلْبَرَكَةُ: بڑھاؤ، زیادتی، نیک بختی۔
- تَبَرَّكَ بِهٖ: کسی سے برکت حاصل کرنا۔
- بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَفِيْكَ وَعَلَيْكَ وَبَارَكَكَ: اللہ تجھ کو مبارک کرے۔
- بَارِكْ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ وَاٰلِهِمْ۔ اے اللہ! تو نے انبیاء کرام اور ان کی آل کو جو شرافت اور بزرگی عطا فرمائی ہے اس کو ہمیشہ برقرار رکھ۔ المنجد: ب، ر، ک

وَحَقِيْقَتُهَا الثُّبُوْتُ وَاللُّزُوْمُ وَالْاِسْتِقْرَارُ۔

برکت کی حقیقت ثبوت، لزوم اور استقرار ہے۔

(یعنی لفظِ برکت میں ثبوت لزوم اور استقرار کا معنی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نعمت کو ثابت رکھے، لازم رکھے اور تادیر رہے)

برکت کے حصول، نعمت کی زیادتی اور کثرت کے لیے اس طریقہ سے دُعائیہ جملے بولے جاتے ہیں: بَارَکَہُ اللّٰہُ، بَارَکَ فِیْهِ، وَبَارَکَ عَلَیْهِ، وَبَارَکَ لَهٗ۔

قرآن مجید میں ہے:

- اَنْ بُوْرِکَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا۔ النمل:۸

برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کے جلوہ گاہ میں ہے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) اور جو اس کے آس پاس ہیں (یعنی فرشتے)

- وَبَارَکْنَا عَلَیْهِ وَعَلٰۤی اِسْحٰقَ۔ الصافات:۱۱۳

اور ہم نے ان (حضرت ابراہیم علیہ السلام) اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کو برکت عطا کی۔

- وَبَارَکْنَا فِیْهَا اور ہم نے اس میں برکت رکھی۔ الانبیاء، ۷۱

حدیث پاک میں ہے: وَبَارِکْ لِیْ فِیْ مَاۤ اَعْطَیْتَ۔

(یااللہ!) تو جو کچھ مجھے عطا فرمائے اس میں برکت عطا فرما۔

ابو داود شریف، رقم: ۱۴۲۵، مسند احمد، ج:۱ ص: ۲۰۰،۱۹۹ بروایت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ فِیْ اَهْلِکَ وَمَالِکَ۔

اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے گھر والوں اور مال میں برکت عطا فرمائے۔

بخاری شریف، رقم: ۵۰۷۲، حضرت انس رضی اللہ عنہ - جلاء الافہام فی فضل الصلوٰۃ والسلام، ص: ۳۶۳، ۳۶۴

• حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرشتوں نے کہا:

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ۔ ہود:۷۳

اے گھر والو! تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاۃ اور برکت ہو۔

------

وَالْمُبَارَكُ الَّذِیْ قَدْ بَارَكَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ كَمَا قَالَ الْمَسِيْحُ علیہ السلام

مُبارَک وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے برکت عطا فرمائی ہو جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

وَجَعَلَنِیْ مُبَارَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ۔ مریم:۳۱

اور اللہ تعالیٰ نے مجھے باعث برکت بنایا میں جہاں بھی ہوں۔

ارشاد فرمایا:

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ اَنْزَلْنَاهُ۔ الانبیاء:۵۰

یہ مُبارَک ذکر ہے جو ہم نے نازل کیا (یعنی اس میں برکت ہے)

كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ۔ ص:۲۹

یہ کتاب جسے ہم نے تمہاری طرف نازل کیا برکت والی ہے۔

علّامہ ابن قیم فرماتے ہیں:

وَهُوَ اَحَقُّ اَنْ يُّسَمّٰى مُبَارَكًا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ لِكَثْرَةِ خَيْرِهٖ وَمَنَافِعِهٖ وَوُجُوْدِ الْبَرَكَةِ فِيْهِ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ حق حاصل ہے کہ آپ کا اسم "مُبارَک" رکھا جائے، کیوں کہ آپ کی طرف سے ملنے والی بھلائی اور منافع بہت زیادہ ہیں۔ اسی طرح آپ کی ذات گرامی میں برکت ہے۔ جلاء الافہام، ص:۳۶۴

## اللہ تعالیٰ کا بندہ بھی مُبارک ہوتا ہے

فَالْمُبَارَكُ كَثِيْرُ الْخَيْرِ فِيْ نَفْسِهِ الَّذِيْ يَحْصُلُهُ لِغَيْرِهٖ تَعْلِيْمًا وَّاِقْدَارًا وَنُصْحًا وَّاِرَادَةً وَّاجْتِهَادًا وَّلِهٰذَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مُبَارَكًا لِّاَنَّ اللّٰهَ بَارَكَ فِيْهِ وَجَعَلَهٗ كَذٰلِكَ وَاللّٰهُ تَعَالٰى مُتَبَارِكٌ لِّاَنَّ الْبَرَكَةَ كُلَّهَا مِنْهُ. فَعَبْدُهُ الْمُبَارَكُ وَهُوَ الْمُتَبَارِكُ۔

مُبارک وہ ہوتا ہے جس کی ذات میں بہت زیادہ بھلائی ہو جسے وہ دوسروں کی تعلیم خیر خواہی اور اجتہاد کے لیے حاصل کرتا ہے۔ اسی لیے وہ بندہ مُبارک ہوتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ برکت والا ہے تمام کی تمام برکت اُسی کی طرف سے ہوتی ہے پس اس کا بندہ مُبارک اور وہ مُتبارِک ہوتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

- تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔ الفرقان:۱

وہ ذات برکت والی ہے جس نے اپنے بندے پر فرقان اُتارا تا کہ جہان والوں کے لیے ڈر سنانے والا ہو۔

- تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سب جہانوں کی بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ الملک:۱، جلاء الافہام،۲۳۱

"بَارَكَ" سے مراد خیر و کرامت میں نمو اور زیادتی ہے۔

"اَلتَّبْرِيْكُ" میں دوام، زیادت اور سعادت تینوں امور جمع ہیں۔

## "بارک" کا معنٰی دُرودِ پاک میں

وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْمَطْلُوْبَ اَنْ یُّعْطُوْا مِنَ الْخَیْرِ اَوْفَاہُ وَاَنْ یَّثْبُتَ ذٰلِکَ وَیَسْتَمِرَّ

حاصل کلام یہ ہے کہ برکت سے مراد خیر کی وافر مقدار عطا کرنا پھر اس میں ثبات واِستمرار کا ہونا مطلوب ہوتا ہے۔

جب اس لفظ کو دُرود پاک میں استعمال کرتے ہیں:

"اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ" کہتے ہیں تو اس کا معنٰی یہ ہو گا کہ اے اللہ! حضور نبی پاک علیہ السلام کے ذکر، دعوت، شریعت، (صفات مقدسہ) کو دَوام عطا فرما اور آپ کے متبعین اور اَحباب میں اِضافہ فرما، آپ کی یمن و سعادت کے طفیل آپ کی اُمّت کے حق میں آپ کی شفاعت قبول فرما، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اَپنی مخصوص جنّت میں جگہ عطا فرما، اَپنی رضا کا مقام عطا فرما، آپ کی اُمّت کو شہرت عطا فرما۔

لَمْ یُصَرِّحْ اَحَدٌ بِوُجُوْبِ قَوْلِہٖ: "وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ"

علّامہ ابن حزم کے سوا کسی نے بھی "وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ" کے وجوب کی تصریح نہیں فرمائی۔

ابن حزم کے قول سے "وَبَارِکْ" کے وجوب کا مفہوم ملتا ہے۔ فرماتے ہیں:

عَلَی الْمَرْءِ اَنْ یُّبَارِکَ عَلَیْہِ وَلَوْ مَرَّۃً فِی الْعُمْرِ۔ القول البدیع، ص:۹۹،۹۸

"حضور نبی پاک علیہ السلام پر برکت کا بھیجنا لازمی ہے، اگرچہ عمر میں ایک ہی مرتبہ ہو۔"

رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ۔ ہود:۷۳

"اے گھر والو تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاۃ اور برکت ہو۔"

بَرَکَاتٌ: یہ جمع ہے۔ برکت کے معنٰی اور مفہوم میں شَیْئًا فَشَیْئًا۔ آہستہ آہستہ

تدریجی طور پر خیر وسعادت کی کثرت اور دوام کا معنی پایا جاتا ہے۔ گویا وہ دائمی خیر ہے، جس کے افراد نوبت بہ نوبت ظہور میں آتے رہتے ہیں، جس طرح کہ تشہد میں ہے

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔

تفسیری افادات ونکات از مولانا عبدالغفور حسن، ص:۲۶۷،

بحوالہ: بدائع، حافظ شمس الدین ابن القیم، ج: ۲، ص: ۱۸۳، ۱۸۲،

قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَکٰتٍ عَلَیْکَ وَعَلٰٓی اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَکَ۔

ہود: ۴۸

"اے نوح علیہ السلام! کشتی سے اُتریے امن وسلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے برکتوں کے ساتھ جو آپ پر ہیں اور ان گروہوں پر جو آپ کے ہمراہ ہیں۔"

- اے نوح! کشتی سے اُتریے ہماری طرف سے ہر قسم کی امن وسلامتی کے مژدہ کے ساتھ۔
- یا یہ معنی ہے کہ ہماری طرف سے سلامتی ہو اور برکت ہو آپ پر۔

**برکت:** اُس خیر کو کہتے ہیں جو بڑھنے والی ہو۔

یہاں برکات سے مراد اللہ تعالیٰ کے قرب کے مراتب اُس کی بے پایاں رحمت اور اُس کا عظیم فضل ہے۔

تفسیر مظہری مترجم، ج:۵، ص:۱۲۱

- تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ۔ الْمُلْکُ: ۱

"برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سب جہانوں کی بادشاہی۔"

**تَبَارَکَ:** برکت سے مشتق ہے جس کا معنی زیادہ ہونا۔ کمال اور عدم نقصان اس کو لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں مبادی مراد نہیں ہوتے بلکہ غایات مراد ہوتی

ہیں۔ (یعنی تبارک کا معنی یہ نہ ہو گا کہ پہلے کچھ کمی تھی بعد میں اضافہ ہوا بلکہ معنی یہ ہو گا کہ وہ ہمیشہ سے عظمت و شان والا ہے) یہ بھی اُن صیغوں میں سے ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی بیان کی جاتی ہے اس سے مخلوقات کی صفات سے پاک ہونا لازم آتا ہے کیوں کہ مخلوقات کی صفات نقصان سے خالی نہیں ہوتیں۔

بِیَدِہِ الْمُلْکِ: کا معنی ہر چیز پر اُس کی بادشاہت اور تمام اُمور میں اُس کا تصرف ہے۔

تفسیر مظہری، مترجم: الملک، آیت: ۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی شادی کی خبر دی تو آپ نے اس دُعا سے نوازا:

- بَارَکَ اللّٰہُ لک: اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت پیدا فرمائے۔

بخاری شریف: ۲۰۴۹۔ مسلم شریف: ۱۴۲۷

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ اَقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی شادی کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

- بَارَکَ اللّٰہُ عَلَیْکَ: اللہ تعالیٰ تم پر برکت نازل فرمائے۔

بخاری شریف: ۵۳۶۷۔ مسلم شریف: ۵۶۔۷۱۵

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکاح کرنے والے کو ان الفاظ مبارک سے دُعا دیتے:

- بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ — اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت پیدا فرمائے
- وَ بَارَکَ عَلَیْکَ — اللہ تعالیٰ تجھ پر برکت نازل فرمائے
- وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ — اور تم دونوں میں بھلائی جمع فرمائے

کتاب الاذکار للنووی: ص ۴۱۵

## میزبان کے لیے دُعا

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والد صاحب کے پاس تشریف لائے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کھانا دودھ بھرا مشکیزہ اور کھجوریں پیش کیں پھر پانی پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوش فرمایا اور دائیں جانب موجود آدمی کو وہ برتن پکڑا دیا۔ میرے والد گرامی نے عرض کی حضور ہمارے لیے دُعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

- اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْ مَارَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ۔

"پرورِدگارِ عالم جو تو نے ان کو رزق عطا فرمایا اس میں برکت عطا فرما، ان کی مغفرت فرما، ان پر رحم فرما۔" مسلم شریف: ۲۰۴۳

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے ان الفاظ مُبارکہ کے ساتھ دعا فرمائی۔

- اَکْثِرْ مَالَہٗ وَبَارِکْ لَہٗ: یااللہ! انس کو بہت مال دے اور اس میں برکت عطا فرما
- فَیُبَرِّکُ عَلَیْھِمْ: ان کے لیے برکت کی دُعا کی۔
- بَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا: یااللہ ہمارے مدینہ میں برکت دے۔
- وَبٰرَکْنَا عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اِسْحٰقَ: اور ہم نے برکتیں نازل فرمائیں اس پر اور اسحٰق پر

یعنی دین ودُنیا کی خیرات وبرکات کا ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فیضان فرمایا۔

بعض علماء فرماتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد پر برکتیں نازل کیں اور اسحٰق پر بھی برکتیں نازل کیں۔

حضرت پر خاص برکت یہ تھی کہ آپ کی نسل سے ہزار نبی تشریف لائے ان میں سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے اور آخری حضرت عیسیٰ علیہ السلام تفسیر مظہری مترجم، سورہ الصافات، آیت: ۱۱۳

- وَجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ:

"اور اُسی نے مجھے بابرکت کیا جہاں کہیں بھی میں ہوں۔"

برکت: بمعنی عطا میں زیادتی اور اضافہ کرنا ہے۔

اہل عرب کہتے ہیں:

- اَللّٰهُمَّ بَارِکْ فِيْ اِعْطَائِکَ: اے اللہ اپنی عطا اور بخشش میں اضافہ فرما

یا برکت بمعنی عظمت و کرم ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں کی برکت کی وجہ سے ہے۔

بعض فرماتے ہیں:

"مُبَارَکًا" کا معنی "نَفَّاعًا" ہے، بہت زیادہ نفع دینے والا۔

بعض علماء کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے پیروکاروں کے لیے باعث برکت بنایا ہے۔ جہاں بھی ہوں: خواہ زمین میں ہوں، خواہ آسمان میں، خواہ کسی طرف بھی متوجہ ہوں۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ:

آپ آسمان والوں کے بھی نفع رساں ہیں کیوں کہ فرشتے بھی آپ سے مُسْتَفِیض ہوتے ہیں۔ تفسیر مظہری، مریم:۳۱

- وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ:

"اور یہ بابرکت ذکر ہم نے (تمہارے لیے) ہی نازل کیا۔"

- كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔

"یہ کتاب ہے جو ہم نے اُتاری آپ کی طرف جو بڑی بابرکت ہے تاکہ وہ تدبر

کریں اس کی آیتوں میں اور عقل والے غور و فکر کریں۔"

"تَبَارَکَ" بروزن "تَفَاعَلَ" برکت سے ہے اور یہ اللہ پاک کی ثنا ہے، اس سے وہ وصف ظاہر ہوتا ہے، جو اسی کی جانب راجح ہوتا ہے۔

لفظِ "تَعَالٰی" بھی "عُلُوٌّ" سے بروزن "تَفَاعَلَ" ہے، لہٰذا یہ دونوں لفظ "تَبَارَکَ وَتَعَالٰی" ایک ساتھ لکھے جاتے ہیں اور بولے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے:

"تَبَارَکَ وَتَعَالٰی"

قنوتِ نازلہ میں یوں الفاظ ہیں:

تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ

وَهُوَ سُبْحَانَهٗ اَحَقُّ بِذَالِکَ وَاَوْلٰی مِنْ کُلِّ اَحَدٍ فَاِنَّ الْخَیْرَ کُلَّهٗ بِیَدِهٖ وَکُلُّ الْخَیْرِ مِنْهُ وَصِفَاتُهٗ کُلُّهَا صِفَاتُ کَمَالٍ وَّاَفْعَالُهٗ کُلُّهَا حِکْمَةٌ وَّرَحْمَةٌ وَمَصْلِحَةٌ وَّخَیْرَاتٌ لَّا شُرُوْرَ فِیْهَا۔

بے شک اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ ان الفاظ کا پورا مستحق ہے، کیوں کہ تمام خیر اسی کے ہاتھ میں ہے اور تمام خیر اسی کی جانب سے ہے اور اسی کی جملہ صفات کمال ہیں۔ اس کے تمام افعال حکمت، رحمت، مصلحت اور خیرات ہیں، جن میں کسی قسم کا کوئی شر نہیں

------

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ ☆☆ وَاِنَّمَا یَقَعُ الشَّرُّ فِیْ مَفْعُوْلَاتِهٖ وَمَخْلُوْقَاتِهٖ لَا فِیْ فِعْلِهٖ سُبْحَانَهٗ۔

بے شک شر تو اس کے مفعولات اور مخلوقات میں واقع ہوتا ہے نہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فعل میں۔

☆☆ شیخ الاسلام امام یحیی ابن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور نبی اکرم ﷺ کے فرمان "وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ" کے مُتعلّق صحابہ کرام، تابعین، محدّثین، متکلمین، فقہائے کرام اور بعد والے مسلم علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب یہ ہے کہ ساری کائنات کی بھلائی اور شر، نفع ونقصان سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور تقدیر سے ہے۔ لہٰذا اس حدیث مُبارَکہ کی تاویل کرنا ہوگی۔ علمائے کرام نے اس سلسلے میں مختلف تاویلات کی ہیں:

- حضرت نضر ابن شمیل رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد والے ائمہ فرماتے ہیں:

ان الفاظ کا معنی ہے اور شر کے ذریعے تیرا قرب حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

یہ مشہور جواب ہے۔

- شر تیری بارگاہ قدسیہ تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا، وہاں تو پاکیزہ کلمات پہنچتے ہیں۔
- احتراماً شر کی نسبت تیری پاک ذات کی طرف نہیں کی جائے گی۔ لہٰذا یوں نہ کہا جائے گا: اے شر کے خالق۔ حالاں کہ حقیقت میں شر کا پیدا کرنے والا وہی ہے، جیسے خنزیروں کو پیدا کرنے کے باوجود احتراماً "یَاخَالِقَ الْخَنَازِیْرِ" نہیں کہا جائے گا۔
- تیری پاک ذات کی حکمت کا لحاظ کریں تو کوئی چیز شر نہیں ہے کیوں کہ تیری ذات کسی چیز کو بے کار پیدا نہیں فرماتی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (کتاب الاذکار، للنوویہ: ۱۳۲)

جب بندہ اور چیزوں کو مُبارَک کہا جاتا ہے کیوں کہ اس میں بھی اسباب خیر کے اتصال سے کثرتِ خیر اور نفع پائی جاتی ہے اور دیگر اشخاص بھی اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، تو اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کی شان شایان یہ ہے کہ وہ "مُتَبَارِک" ہو۔

"تَبَارَکَ وَتَعَالٰی" کی جگہ "تَعَاظَمَ اور تَعَالٰی" بھی بولتے ہیں۔ یہ ثناء اللہ پاک کی عظمت، خیر کی مُداومت و کثرت، نیز اُسی ذات کی صفاتِ کمال کی جامعیّت پر دلیل ہے۔ پس جو نفع عالم میں ہے یا ہوگا وہ اللہ پاک کی نفع بخشی اور احسان فرمائی ہے۔

یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال اور علو شان پر دلیل ہے، اس لیے اس کا ذکر غالباً بیانِ جلال اور عظمت وکبریائی کے آغاز میں ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

- اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ۔

• یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الاعراف، ۵۴

تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان وزمین چھ دِن میں بنائے پھر عرش پر مستوی ہوا وہی رات کو دِن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے لگا آتا ہے دوڑتا اور سورج اور چاند ستارے کام میں لگے ہیں اس کے حکم پر۔ سن لو اسی کا کام ہے بنانا اور حکم فرمانا۔ بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک وپروردگار۔

دوسری جگہ فرمایا:

• تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا۔

نہایت متبرک ہے وہ جس نے اپنے بندہ پر قرآن اُتارا تاکہ اہل عالم کو ڈرائے۔

الفرقان: ۱

مزید فرمایا:

• تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا۔

بڑی برکت والا ہے جس نے آسمان میں برج بنائے اس میں چراغ رکھا اور روشن چاند بنادِیا۔ الفرقان: ۶۱

ارشاد ہے:

وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ الزخرف، ۸۵

بڑی برکت والا ہے وہ جس کی آسمان اور زمین میں بادشاہی ہے اور ان دونوں کے درمیان کی، اسی کے پاس قیامت کا علم ہے اور اسی کی طرف تم نے لوٹ کر جانا ہے۔

• فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔

پس بہت برکت بخشنے والا ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ المؤمنون:۱۴

دیکھو اللہ تعالیٰ نے "تَبَارَکَ" کا ذکر ان مقامات پر کیا ہے جہاں اپنی ذات پاک کی ثناء جلال اور عظمت کا ذکر ہے، نیز وہ افعال جن میں اُس کی ربوبیت، الٰہیت اور حکمت اور دیگر صفات و کمالات پر دلالت کرتے ہیں، مثلاً:

- اِنْزَالُ الْفُرْقَانِ: قرآن مجید کا اُتارنا
- وَخَلْقُ الْعَالَمِيْنَ: تمام جہانوں کی تخلیق
- وَجَعْلُهُ الْبُرُوْجَ فِي السَّمَاءِ: آسمان میں بروج کا ہونا
- وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ: سورج اور چاند کی پیدائش،
- وَانْفِرَادُهٗ بِالْمُلْكِ: اپنی بادشاہی میں منفرد
- وَكَمَالُ الْقُدْرَةِ: اور قدرت میں کمال کا ہونا۔

اسی لیے حضرت ابوصالح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "تَبَارَکَ" بمعنی "تَعَالٰی" روایت کیا ہے اور حضرت ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

- "تَبَارَکَ" بمعنی "اِرْتَفَعَ" اور "مُبَارِكٌ" بمعنی "مُرْتَفِعٌ" آیا ہے۔
- اور ابن الانباری کا قول ہے کہ: "تَبَارَکَ" بمعنی "تَقَدَّسَ" ہے۔
- حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

  "تَبَارَکَ": تَجِيْءُ الْبَرَكَةُ مِنْ قِبَلِهٖ۔

  تبارک وہ ہے جس کی طرف سے برکت پہنچے۔
- ضحاک کا قول ہے:

  "تَبَارَکَ" بمعنی "تَعَاظَمَ" ہے۔

• حضرت حسین بن فضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تَبَارَکَ فِیْ ذَاتِہٖ وَبَارَکَ فِیْ مَنْ شَاءَ مِنْ خَلْقِہٖ۔

"تَبَارَکَ "کا معنی "اپنی ذات میں وہ برکت والا" ہے اور

"بَارَکَ "کا معنی ہے "وہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے برکت دے"

یہ سب سے بہتر قول ہے۔

تَبَارَکَ: صفتِ ذات بھی ہے اور صفتِ فعل بھی۔ جس طرح کہ حضرت حسین بن فضل کا قول ہے۔

اس پر دلالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کو اپنے نامِ مبارک کی طرف مسند کیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

• تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ۔

بڑی برکت والا ہے تیرے رب جلال اور اکرام والے کا نام۔ الرحمن، آیت:۷۸

ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَعْنَاہُ عَظُمَ وَکَثُرَتْ بَرَکَاتُہٗ وَلَا یُوْصَفُ بِھٰذِہِ اللَّفْظَۃِ اِلَّا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی وَلَا تَتَصَرَّفُ ھٰذِہِ اللَّفْظَۃُ فِیْ لُغَۃِ الْعَرَبِ لَا یُسْتَعْمَلُ مِنْھَا مُضَارِعٌ وَّلَا اَمْرٌ۔ قَالَ: وَعِلَّۃُ ذٰلِکَ اَنَّ تَبَارَکَ لَمَّا لَمْ یُوْصَفْ بِہٖ غَیْرُ اللّٰہِ لَمْ یَقْتَضِ مُسْتَقْبِلًا اِذَ اللّٰہُ قَدْ تَبَارَکَ فِی الْاَزَلِ قَالَ وَقَدْ غَلَطَ اَبُوْ عَلِی الْقَالِی فَقِیْلَ لَہٗ کَیْفَ الْمُسْتَقْبِلُ مِنْ تَبَارَکَ فَقَالَ: یَتَبَارَکُ فَوُقِفَ عَلٰی اَنَّ الْعَرَبَ لَمْ تَقُلْہُ۔

"تَبَارَکَ "کا معنی یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی برکات عظیم اور کثیر "ہیں اور اس لفظ کے ساتھ غیر اللہ کی توصیف نہیں ہو سکتی۔ لغت عرب میں اس کے اور صیغے نہیں ہیں

اس کا مضارع اور امر بھی مستعمل نہیں۔ کیوں کہ یہ لفظ تبارک غیر اللہ کے لیے مستعمل نہیں تو اس کا تقاضا ہے کہ اُس کا مستقبل (مضارع) کا صیغہ نہ ہو۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ تو اَزل سے ہی "تَبَارَکَ" (اس صفت سے متصف) ہے۔ ابو علی نے غلطی سے "تَبَارَکَ" کا مضارع "یَتَبَارَکُ" کا قول کیا ہے، پس ان کو بتایا گیا کہ اہل عرب نے اس کا مضارع استعمال نہیں کیا۔

وَالْمَقْصُوْدُ الْکَلَامُ عَلٰی قَوْلِہٖ:

"وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ۔"

فَھٰذَا الدُّعَاءُ یَتَضَمَّنُ اِعْطَاءَہٗ مِنَ الْخَیْرِ مَا اَعْطَاہُ "لِاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ" وَ اِدَامَتَہٗ وَثُبُوْتَہٗ لَہٗ وَمُضَاعَفَتَہٗ لَہٗ وَزِیَادَتَہٗ ھٰذِہٖ حَقِیْقَۃُ الْبَرَکَۃِ۔

ہمارا مقصود تو اس جگہ:

"وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ۔"

کے معنی سے ہے۔ یہ دعا حضور ﷺ کو وہ بھلائیاں عطاء کرنے ان کے دوام و ثبوت کئی گنا اور زیادہ ہونے کی آرزو کو شامل ہے، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو عطاء ہوئیں۔ برکت کے مفہوم کی یہی حقیقت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کے حق میں فرمایا:

وَبَشَّرْنٰہُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ وَبٰرَکْنَا عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اِسْحٰقَ۔

ہم نے ان کو اسحٰق کی بشارت دی جو صالحین میں سے اور نبی ہیں اور ہم نے ابراہیم

اور اسحق کو برکت دی۔ الصافات، ۱۱۳، ۱۱۲

قابل غور یہ ہے کہ جس طرح قرآن مجید میں "وَبٰرَکْنَا عَلَیْهِ وَعَلٰٓی اِسْحٰقَ۔" فرمایا ہے اسی طرح تورات میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد کو برکت وخیر دیئے جانے کا اظہار فرمایا ہے۔ تمام برکتوں کا نتیجہ اور سب سے اجل واعظم وجودِ باجود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

پس اس کی اطلاع بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے دلائی، تاکہ اس برکتِ عظیم اور خیرِ کثیر سے جو بنی اسماعیل کے اندر ظاہر ہو گی سب آگاہ ہو جائیں۔

اور ہم مسلمانوں کے لیے قرآن مجید میں برکتِ اسحق کا ذکر فرمایا تاکہ جو نبوت اور علم وکتاب ان کی اولاد کو لوگوں کی ہدایت وایمان کے لیے بکثرت عطا ہوئی ہے اس کی آگاہی ہمیں ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ مسلمان اس مبارک خاندان کے حقوق کے ناشناس بن جائیں اور انبیاء بنی اسرائیل کو دوسری شاخ سے سمجھ کر کہنے لگیں کہ ہمارا ان سے کچھ تعلق نہیں۔

بَلْ یَجِبُ عَلَیْنَا اِحْتِرَامُهُمْ وَتَوْقِیْرُهُمْ وَالْاِیْمَانُ بِهِمْ وَمَحَبَّتُهُمْ وَ مَوَالَاتُهُمْ وَالثَّنَاءُ عَلَیْهِمْ۔

بلکہ مسلمانوں پر ان کی توقیر واحترام ضروری ہے اور ان کی محبّت وتعظیم رکھنا ان پر ایمان لانا اور ان کی ثناء کرنا لازمی ہے۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

جلاء الافہام: ص: ۳۶۹، ۳۶۳۔ دار ابن الجوزی، قرأہ وضبط نصہ وعلق علیہ وخرج احادیثہ مشہور بن حسن ال سلمان

## مُبارَک دینے کا طریقہ اور جواباً خیر مُبارَک کہنا مستحب ہے

جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اُس کو مبارک کہنا اچھا ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں ان الفاظ سے مُبارَک دینی چاہیے، جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو سکھائے تھے۔ فرمایا: یوں مُبارَک دِیا کرو:

بَارَکَ اللّٰہُ لکَ فِی الْمَوْھُوْبِ لکَ وَشَکَرْتَ الْوَاھِبَ وَبَلَغَ اَشُدَّہٗ وَرُزِقْتَ بِرَّہٗ

اللہ تعالیٰ تیری اولاد میں برکت پیدا فرمائے۔ تو عطا کرنے والے کا شکر گزار ہو جائے اور تیرا بچہ جوانی کو پہنچے تجھے اس کی فرمانبر داری دیکھنا نصیب ہو۔

مُبارَک دینے والے کو ان کلمات سے جواب دینا مستحب ہے:

- بَارَکَ اللّٰہُ لکَ — اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت پیدا فرمائے۔
- وَبَارَکَ اِلَیْکَ — اللہ تجھ پر برکت نازل فرمائے۔
- وَجَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا — اللہ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔
- وَرَزَقَکَ اللّٰہُ مِثْلَہٗ — اور تجھے بھی اس کی مثل عطا فرمائے۔
- اَوْجَزَاکَ اللّٰہُ ثَوَابَکَ — یا اللہ تعالیٰ تجھے اجر عظیم عطا فرمائے۔

کتاب الاذکار، للنووی، ص: ۴۲۰

## ذَرِیعَۃُ النَّجَاتِ لِمَنْ تَبَرَّکَ بِاٰثَارِ سَیِّدِ الْکَائِنَاتِ ﷺ

حضور نبی پاک ﷺ کے ادب و احترام میں سے یہ بھی ہے کہ جو چیز بھی آپ کی طرف منسوب ہو اس کی عزت و عظمت کی جائے۔ مقاماتِ معظمہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور مکاناتِ منسوبہ اور ہر وہ چیز جس کو آپ ﷺ نے کبھی چھوا ہو یا جو آپ کے ساتھ مشہور ہو گئی ہو ان سب کی تعظیم و توقیر کرنا لازمی ہے۔ الشفا شریف: ج ۲ ص ۶۲

ہر مؤمن کے دِل میں **سرکار دوعالم** ﷺ کی مَحبّت درجہ کمال تک یا عشق کے مرتبہ تک پہنچنا ایمان کی تکمیل کے لیے واجب ہے۔ جس کے دِل میں یہ مَحبّت جبلی اور پیدائشی ہو اس کی سعادت کا کیا پوچھنا، وہ سعید دارین ہے۔ جس مسلمان کے دِل میں اس کیفیت کی کمی ہو اس کو بڑھانا اور حدِ کمال تک پہنچانا چاہیے۔

آپ ﷺ کی مَحبّت کا غلبہ اور اس کے کمال کی نشانی یہ ہے کہ آپ کے اقوال وافعال سے مَحبّت ہو۔ آپ کے سبب سے آپ کی آل اور عترت اطہار رضی اللہ عنہم، ازواج مطہرات، اصحاب واحباب رضی اللہ عنہم کی مَحبّت والفت ہو اور آپ ﷺ کے آثار شریفہ، یعنی جتنی چیزیں آپ ﷺ کی یادگار باقی ہیں آپ ﷺ سے مَحبّت کے سبب ان سب کا احترام لازمی ہے۔

ذریعۃ النجات لمن تبرک باثار سید الکائنات، مولانا شاہ محمد بدر الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۱۴، ۱۳

---

ارشادِ ربانی ہے:

ثُمَّ اَنْزَلَ **اللّٰهُ** سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى **رَسُوْلِهٖ** وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔

پھر **اللہ تعالیٰ** نے اپنے رسول اور مومنین پر اطمینان اور سکون نازل فرمایا۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ البقرۃ، ۲۴۸

اور کہا انہیں ان کے نبی نے کہ اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق آئے گا اس میں تسلی کا سامان ہو گا تمہارے رب کی طرف سے اور بچی ہوئی

چیزیں ہوں گی جنہیں چھوڑ گئی ہے اولاد موسیٰ اور اولاد ہارون۔ اُس کو فرشتے اُٹھا کر لائیں گے۔ بے شک اس میں اہلِ ایمان کے لیے بڑی نشانی ہے۔

## وضاحت

سَكِيْنَةٌ : فَعِيْلَةٌ کے وزن پر ہے، اس کا معنی "سکون، وقار اور طمانیت" ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تابوت ان کے دِلوں کے سکون کا سبب تھا۔ وہ جہاں بھی ہوئے انہیں اس کے پاس سکون واطمینان ملا۔ جب تابوت جنگ میں ان کے ساتھ ہوتا تو وہ اس جنگ سے قطعاًنہ بھاگتے۔

ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ:

صحیح بات یہ ہے کہ تابوت میں انبیاء علیہم السلام کے باقی رہ جانے والے تبرکات اور ان کی علامات اور نشانیاں تھیں۔ لوگ ان کے ذریعے سے سکون حاصل کرتے، انس رکھتے، قوت اور طاقت حاصل کرتے۔

بَقِيَّةٌ: کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

- حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا اور تختیوں کے ٹکڑے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہی بیان فرمایا ہے۔

- ایک قول کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا آپ کا لباس اور حضرت ہارون علیہ السلام کے کپڑے اور دو تختیاں تھیں۔
- سونے کی تشتری میں دو قفیز من (وہ کھانا جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا)
- عصا اور نعلین مبارک تھے۔

تفسیر قرطبی، ج:۱، ص:۳۰۸

## انبیاء کرام علیہم السلام کے تبرکات سے استفادہ اور حصول برکت

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ اور حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی استعمال کی ہوئی چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے کس قدر برکت رکھی ہے۔ ان تبرکات، عصا، کپڑے اور نعلین کے وسیلہ سے بنی اسرائیل نے نصرت اور فتح کی دُعائیں کیں اور فتح یاب ہوئے اور قومِ عمالقہ نے ان تبرکات کی بے حرمتی کی کہ وہ بواسیر جیسی مہلک بیماری میں مبتلا ہوگئے۔

اس کی تائید سورۂ یوسف میں بھی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر رکھی گئی تو بینائی واپس لوٹ آئی۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا۔

فرمایا: میری یہ قمیص لے جاؤ اور میرے والد محترم کے چہرے پر ڈال دو تو ان کی بینائی واپس لوٹ آئے گی۔ تبیان القرآن، ج:۱، ص:۴۸۸

## سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکاتِ مبارکہ سے استفادہ اور برکت کا حصول

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے غلام حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا اور کہا کہ:

هٰذِهٖ جُبَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاَخْرَجَتْ اِلَیَّ جُبَّةً طَيَالِسَةً كِسْرَوَانِيَةً لَّهَا لَبِنَةُ دِيْبَاجٍ وَفَرْجَيْهَا مَكْفُوْفَيْنِ بِالدِّيْبَاجِ فَقَالَتْ هٰذِهٖ كَانَتْ عِنْدَ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہ حَتّٰى قُبِضَتْ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَكَانَ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يُسْتَشْفٰى بِهَا۔

یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ مبارک ہے انہوں نے ایک طیالسی کسروانی جبہ نکالا جس کی آستینوں اور گریبانوں پر ریشم کے نقش ونگار بنے ہوئے تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "یہ جبہ حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کے وصال مُبارَک تک ان کے پاس تھا اور جب ان کی وفات ہوئی تو پھر میں نے اس پر قبضہ کرلیا۔ نبی کریم ﷺ اس جبہ کو پہنتے تھے، ہم اس جبہ کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلاتے ہیں اور اس جبہ سے ان کے لیے شفا طلب کرتے ہیں۔" صحیح مُسلم: ج:۲، ص:۱۹۲

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

"یہ حدیثِ مُبارَکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آثارِ صالحین اور ان کے لباس سے برکت حاصل کرنا مستحب ہے۔" شرح صحیح صحیح مُسلم: ص ۱۹۱

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور نبی کریم ﷺ کے چند موئے مُبارَک تھے جب وہ ٹوپی کسی جہاد میں گر پڑی تو اس کے لینے کے لیے تیزی سے دوڑے جب اس جہاد میں بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تو لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا تو فرمایا:

میں نے صرف ٹوپی حاصل کرنے کے لیے اتنی تگ ودو نہیں کی ہے بلکہ اس ٹوپی میں حضور نبی کریم ﷺ کے موئے (بال) مُبارَک تھے مجھے خوف ہوا کہ کہیں اگر مشرکین کے ہاتھ میں پڑھ گئی تو اس کی برکت سے میں محروم ہو جاؤں گا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضور نبی پاک ﷺ کے منبر شریف کے اس مقام پر جہاں آپ ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے، وہاں ہاتھ رکھتے پھر اپنے چہرے پر ملتے تھے۔ دلائل النبوۃ، للبیہقی، ج:٦، ص:۲۴۹، شفا شریف، ج، ص:٦۳

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مُبارَک تھے۔ کبھی کبھی کسی کی خاطر زیارت کرنے کو باہر لاتے تھے۔ حضرت عیسیٰ بن طہمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَخْرَجَ اِلَیْنَا اَنَسٌ رضی اللہ عنہ نَعْلَیْنِ جَرْدَاوَیْنِ لَھُمَا قِبَالَانِ۔

بخاری شریف، کتاب فضل الجہاد والسیر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَدْخُلُ عَلٰی اُمِّ سُلَیْمٍ فَتَبْسُطُ لَہٗ نِطْعًافَیَقِیْلُ عَلَیْہِ

فَتَاْخُذُ مِنْ عِرْقِہٖ فَتَجْعَلُہٗ فِیْ طِیْبِھَا وَتَبْسُطُ لَہُ الْخُمْرَۃَ فَیُصَلِّیْ عَلَیْھَا۔

حضرت اُمِّ سُلَیم رضی اللہ عنہا کے مکان میں جب رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جاتے تو آپ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے چمڑے کا فرش بچھا دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر قیلولہ فرماتے آپ کے جسم مُبارک سے جو عرق شریف آتا تو وہ اپنی خوشبو کے برتن میں ڈالتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کھجور کی چٹائی بچھا دیتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر نماز پڑھتے۔ آپ عرق مُبارک شیشی میں اکٹھا کر رہی تھیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاگ کر فرمایا:

یَااُمَّ سُلَیْمٍ مَّاھٰذَا الَّذِیْ تَصْنَعِیْنَ؟

اے ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟

انہوں نے عرض کی:

ھٰذَا عِرْقُکَ نَجْعَلُہٗ فِیْ طِیْبِنَا وَھُوَ مِنَ الطِّیْبِ۔ نَرْجُوْ بَرَکَۃً لِّصِبْیَانِنَا۔

یہ آپ کا پسینہ مُبارَک ہے اس کو لے کر اپنی خوشبو میں ڈالتی ہوں سب خوشبوؤں سے بڑھ کر یہ خوشبو ہے، اپنے بچوں کے لیے اس سے برکت کی امیدوار ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اَصَبْتِ: تم نے درست کہا۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج:۳، ص:۲۲۱

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

هٰذِهٖ شَعْرَةٌ مِّنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَضَعْهَا تَحْتَ لِسَانِيْ قَالَ فَوَضَعْتُهَا تَحْتَ لِسَانِهٖ فَدُفِنَ وَهِيَ تَحْتَ لِسَانِهٖ۔

یہ حضور نبی کریم ﷺ کے موئے شریفہ میں سے ایک ہے اس کو (میرے مرنے کے بعد) میری زبان کے نیچے رکھ دینا (موافق وصیت) میں نے آپ کی زبان مُبارک کے نیچے رکھ دیا اس کے بعد دفن کیے گئے اس حال میں کہ وہ موئے مُبارک آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک کے نیچے تھے۔ اصابہ فی تمیز الصحابہ، ابن حجر عسقلانی، ج:۱، ص:۷۲

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آپ ﷺ کا ایک عصا مُبارک بھی تھا۔

فَلَمَّا مَاتَ اَمَرَ اَنْ تُدْفَنَ مَعَهٗ فَدُفِنَتْ بَيْنَ جَنْبِهٖ وَقَمِيْصِهٖ۔

جب آپ کا وصال ہوا تو وصیت کے مطابق آپ کی قبر شریف میں وہ عصا مُبارک آپ کے پہلو اور قمیص کے درمیان قبر کے اندر رکھ دیا۔ أسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو ارشاد فرمایا:

جب میرا وصال ہو جائے تو سرکار دوعالم ﷺ کی قمیص مُبارک کو میرے کفن میں اس طرح دینا کہ وہ قمیص میرے بدن سے ملی رہے اور آپ کے مُوئے شریف اور ناخن مُبارک کو میرے منہ اور آنکھ میں اور سجدہ کی جگہوں پر میرے جسم پر رکھ دینا۔

اِنْ نَّفَعَ شَيْءٌ فَذَالِكَ وَاِلَّا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

اگر کوئی چیز نفع دے سکتی ہے تو یہی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ بے شک غفور رحیم ہے۔

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، حضرت علامہ ابن عبد البر، ج:۱، ص: ۲۶۲
ذریعۃ النجات لمن تبرک باثار سید الکائنات، مولانا شاہ محمد بدر الدین قادری پھلواڑی رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۴۶،۴۵

## خانقاہ سُلطانیہ گلشن عظیم جہلم اور خانقاہ فتحیہ گلہار شریف کوٹلی آزاد کشمیر میں مشائخ سلسلہ کے تبرکاتِ مُبارکہ کی تفصیل

یہ تبرکات سلسلہ شریفہ کے مختلف بزرگوں کے ہیں، ان کی تعداد ۲۰ کے قریب ہے۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تقریباً بارہ برس تھی اور اس وقت آپ طفلِ مکتب تھے۔ آپ اور حضرت مائی صاحبہ کلاں رَحمۃُ اللہِ عَلَیہَا نے ان تبرکات کی حفاظت فرمائی جو یہ ہیں۔ جَزَاھُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الدَّارَیْنِ۔

- فرغل مبارک حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ

یہ آپ کا آخری پہناوا تھا، اس کا رنگ سفید ہے۔

- تہبند حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ
- ململ کی موٹی چادر۔

یہ بھی حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی آخری پوشش ہے، اس کا رنگ مونگیا ہے۔

- کلاہِ خلافت از باولی شریف۔

باولی شریف سے حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو بطورِ خلافت عطا ہوئی۔

- موئے مُبارک حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ ڈھنگروٹ شریف

- موئے مُبارَک حضرت خواجہ محمد بخش لہندے والے پیر رحمۃ اللہ علیہ باولی شریف
- موئے مُبارَک حضرت خواجہ زلفاں والے رحمۃ اللہ علیہ چورہ شریف
- کلاہِ مُبارَک حضرت خواجہ محمد خان عالم رحمۃ اللہ علیہ باولی شریف
- رومال مُبارَک حضرت خواجہ محمد خانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ باولی شریف رنگ نیلا
- جائے نماز، عطیہ از باولی شریف
- فرغل مُبارَک حضرت مُلّاجی رحمۃ اللہ علیہ چورہ شریف
- جائے نماز دری، سائیں عبد الحلیم خلیفہ مجاز حضرت قبلہ عالم رَحمۃُ اللّٰہِ عَلَیہِمَا
- ٹوپی دو عدد، ہاتھ کی بنی ہوئی، ایک تیل آلودہ۔
- موئے مُبارَک حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ برنگ حنا۔
- دستار خلافت حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ از حضرت خواجہ محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ ڈھنگروٹ شریف
- فرغل مُبارَک حضرت کاکاجی رحمۃ اللہ علیہ باولی شریف سے حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو عطا ہوا
- رومال مُبارَک حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ۔ جو آخری لمحات میں زیر استعمال رہا۔
- ہاتھی دانت کی ڈبیہ میں کلاہ مبارک حضرت خواجہ محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ
- موٹی تسبیح حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے کپڑوں کا جوڑا۔ آفتاب مشائخ، ص:۴۱۸

## تبرکات کے سلسلہ میں ہمارے بزرگوں کے معمولات

حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ باولی شریف والے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متبرک کپڑا شریف کا ایک ٹکڑا بطورِ تبرک وصال کرنے والے شخص کے ساتھ رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی آستانہ عالیہ باولی شریف کے کچھ تبرکات رکھے گئے۔

تذکرہ سلطانیہ، ڈاکٹر معین نظامی صاحب، ص: ۱۰۴

خانقاہ شریفہ میں اب بھی معمول ہے کہ وصال کرنے والے شخص کے ساتھ کعبہ شریف کے غلاف کے دھاگے یا حضور خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا عطا کردہ کوئی کپڑا، کرتہ مُبارک یا رومال بطورِ تبرک رکھا جاتا ہے۔

## اَلْحَمِیْد، اَلْمَجِیْد کی وضاحت

"اَلْحَمِیْد "بروزن "فَعِیْلٌ" "معنی" محمود" ہے۔ "حمد" سے مشتق ہے۔ یہ "محمود" سے زیادہ بلیغ ہے۔ اس سے مراد وہ ذات ہوتی ہے جو تمام صفاتِ حمد کی مالک ہو۔ بعض فرماتے ہیں کہ: یہ "حامد" کے معنی میں ہے یعنی وہ اپنے بندوں کے افعال کی تعریف فرماتا ہے۔

"اَلْمَجِیْد "مَجْدٌ" سے مشتق ہے، دُعا کے آخر میں ان دو عظیم اسمائے مُبارَکہ کا ذکر کرنا اس سے مقصود اللہ تعالیٰ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عزت، ثنا اور قرب کا طلب کرنا ہے اور مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ بے شک تو گوناگوں نعمتیں عطا فرمانے کی وجہ سے حمد و ثنا کا مستحق ہے اور اپنے تمام بندوں پر زیادہ احسان کرنے کی وجہ سے کریم ہے۔

القول البدیع، ص: ۱۰۳

## اَلْحَمِيْدُ، اَلْمَجِيْدُ

"اَلْحَمِيْد" "حمد" سے "فَعِيْلٌ" کے وزن پر ہے اور اس کا معنی "محمود" ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اکثر اسماء مُبارَکہ جو "فَعِيْلٌ" کے وزن پر ہوتے ہیں، وہ "فَاعِلٌ" کے معنی میں ہوتے ہیں، جس طرح "سَمِيْعٌ، بَصِيْرٌ، عَلِيْمٌ، قَدِيْرٌ، عَلِيٌّ، حَكِيْمٌ، حَلِيْمٌ" وغیرہ۔

اسی طرح "فُعُوْلٌ" کا وزن بھی "فَاعِلٌ" کا معنی دیتا ہے، جس طرح "غَفُوْرٌ، شَكُوْرٌ، صَبُوْرٌ" وغیرہ۔ "اَلْوُدُوْدُ" بروزن "فُعُوْلٌ" میں دو قول ہیں۔

- "فَاعِلٌ" کے معنی میں ہے، یعنی وہ اللہ جو اپنے انبیائے کرام، رسل عظام عَلَيْهِمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَسْلِيْمَاتُهٗ، اولیائے معظمین اور مومن بندوں سے محبّت کرتا ہے۔
- یہ "مَوْدُوْدٌ" کے معنی میں ہے، یعنی وہ محبوب جو اس بات کا مستحق ہے کہ اُس سے پوری پوری محبّت کی جائے اور وہ بندے کے نزدیک اس کے کانوں آنکھوں حتیٰ کہ تمام محبوب چیزوں سے زیادہ محبوب ہو۔

صفت "اَلْحَمِيْد" کا تعلق تو صرف "مَحْمُوْدٌ" کے معنی سے ہے مگر اس میں محمود کے معنی سے زیادہ مبالغہ ہے۔ کیوں کہ جب "مَفْعُوْلٌ" سے "فَعِيْلٌ" کی طرف عدول کیا جائے تو یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ صفت ایک خصلت، عادت اور خلق لازم بن گئی ہے۔ جس طرح کہ "فُلَانٌ ظَرِيْفٌ" یا "فُلَانٌ شَرِيْفٌ" "فُلَانٌ كَرِيْمٌ" ہے۔

اس لیے عام طور پر یہ اس فعل سے آتا ہے، جو "شَرُفَ" کے وزن پر ہو اور یہ اوزان فطری اور لازمی عادات کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جس طرح "بِرٌّ، صِغْرٌ، حَسَنٌ، لُطْفٌ" وغیرہ۔

## حبیب اور محبوب میں فرق

یہی وجہ ہے کہ لفظ "حَبِیْبٌ"، "محبوب" کے مقابلے میں زیادہ بلیغ ہے، کیوں کہ حبیب وہ ہوتا ہے، جس میں وہ صفات وافعال ہوں، جن کی وجہ سے اس سے مَحبّت کی جاتی ہے اور وہ ذاتی طور پر حبیب ہوتا ہے اور محبوب وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ محب کی مَحبّت کا تعلق ہوتا ہے۔ پس وہ کسی کے مَحبّت کرنے سے محبوب بنے گا، لیکن حبیب ذات وصفات کے اعتبار سے محبوب ہوتا ہے اس کے ساتھ غیر کی مَحبّت مُتعلّق ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح "حَمِیْدٌ" اور "مَحْمُوْدٌ" کے درمیان فرق ہے۔ پس "حَمِیْدٌ" وہ ہے جس کے لیے ایسی صفات اور اسبابِ حمد ہوں، جو اس کے "محمود" ہونے کا تقاضا کریں، اگرچہ دوسرا کوئی اس کی تعریف نہ کرے۔ پس وہ ذاتی طور پر "حمید" ہے اور "محمود" وہ ہے جس کے ساتھ تعریف کرنے والوں کی تعریف مُتعلّق ہو۔ اسی طرح "مَجِیْدٌ اور مَجْدٌ کَبِیْرٌ اور مُکَبَّرٌ، عَظِیْمٌ اور مُعَظَّمٌ" کا حکم ہے۔

"حمد" اور "مجد" کی طرف تمام کمال کا رجوع ہوتا ہے، کیوں کہ "حمد" "محمود" کی تعریف اور مَحبّت کو لازم ہے۔ کیوں کہ تم کسی سے مَحبّت کرو اور تعریف نہ کرو تو تم اس کے "حامد" نہیں ہوگے۔ اسی طرح کسی کی تعریف کسی غرض کی بنیاد پر کرو اور اس سے مَحبّت نہ کرو تو بھی اس کے "حامد" (تعریف کرنے والے) نہیں کہلاؤ گے حتی کہ اس کی تعریف اس صورت میں کرو کہ اس سے مَحبّت بھی کرو۔

اور یہ تعریف اور مَحبّت اُن اسباب کے تحت ہے، جو اس کا تقاضا کرتے ہیں اور وہ اسباب "محمود" میں پائی جانے والی صفاتِ کمال، صفاتِ جلال اور دوسروں پر احسان کرنا ہے۔ یہ اسباب مَحبّت ہیں اور جب یہ صفات کامل واکمل طور پر ہوں تو حمد اور مَحبّت نہایت

کامل اور عظیم ہو گی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے مطلق کمال ہے، جس میں کسی قسم کا نقص نہیں اور تمام احسان اسی کے لیے اور اسی کی طرف سے ہے۔ پس وہ "حمد" کا زیادہ لائق ہے اور ہر جہت سے کامل محبّت بھی اسی کا حق ہے، پس وہ اس بات کا اہل ہے کہ ذات، صفات، افعال، اسماء اور احسان اور جو کچھ اس سے حاصل ہوتا ہے، کی وجہ سے اس سے محبّت کی جائے۔

جہاں تک مجد کا تعلق ہے تو یہ عظمت، وسعت اور جلال پر مشتمل ہے اور "حمد"، صفات "اکرام" پر دلالت کرتی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ "جلال واکرام" والی ذات ہے اور بندہ جب "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتا ہے تو اس کا بھی یہی مطلب ہوتا ہے پس "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور اُس کی وحدانیت پر دلالت ہے اور الوہیت سے محبّت تامہ لازم آتی ہے اور اللہ اکبر اُس کی بزرگی اور عظمت پر دلالت کرتا ہے اور یہ اُس بزرگی عظمت اور بڑائی کو مستلزم ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان دونوں قسموں کو عام طور پر ملا کر بیان فرمایا:

- رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ ہود:۷۳

"اے اہل بیت! تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت وبرکت ہو، بے شک وہ تعریف والا بزرگی والا ہے۔"

اور ارشادِ خداوندی ہے:

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔ بنی اسرائیل:۱۱۱

"اور یوں کہو کہ سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے لیے اولاد کو اختیار نہ کیا، نہ

بادشاہی میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی حمایتی ہے اور اس کی بڑائی خوب بیان کرو۔"

اور ارشادِ خداوندی ہے:

- تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ۔ الرحمٰن:۷۸

"تیرے رب کا نام برکت والا ہے (وہ رب) جلال اور عزت والا ہے۔"

ارشاد خداوندی ہے:

- وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ۔ الرحمٰن:۲۷

"اور تیرے رب کی ذات باقی رہے گی جو جلال اور عزت والا ہے۔"

مسند اور صحیح ابی حاتم وغیرہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

- اَلِظُّوْا بِیَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

"یاذاالجلال والاکرام کا وظیفہ لازمی طور پر اختیار کرو۔"

پس جلال واکرام، حمد اور مجد (بزرگی) ہے۔ اس کی مثال قرآن مجید کے یہ الفاظ مُبارکہ ہیں:

- فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ کَرِیْمٌ۔ پس بے شک میرا رب بے نیاز، کرم والا ہے۔ النمل:۴۰

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

- فَاِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیْرًا۔ النساء:۱۴۹

"اور بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، قدرت والا ہے۔"

مزید ارشاد خداوندی ہے:

- وَاللّٰهُ قَدِیْرٌ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ الممتحنۃ:۷

"اور اللہ تعالیٰ قادر ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

- وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ـ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ـ البروج:۱۵،۱۴

اور وہ بہت بخشنے والا، محبّت کرنے والا، عرش کا مالک، بزرگی والا ہے۔

قرآن مجید میں اس قسم کی مثالیں بے شمار ہیں اور صحیح حدیث میں کرب و پریشانی کی دُعا کے بارے میں حدیث ہے (دُعا کے الفاظ یہ ہیں)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ـ

صحیح بخاری، ۶۳۴۵، مسلم: ۲۷۳۰، ترمذی: ۳۴۳۱،
سنن نسائی: ۷۶۷۴، بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عظمت والا، حلیم (بردبار) ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عرش عظیم کا رب ہے، آسمانوں کا رب ہے، زمین کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پاک پر درود کے بعد ان دو اسموں یعنی "اَلْحَمِيْد، اَلْمَجِيْد "کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے:

اے اہلِ بیت! تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت وبرکت ہو، بے شک وہ تعریف (اور) بزرگی والا ہے۔

## اَلْمَاجِدُ

"اَلْمَاجِد" اسمائے خداوندی سے ہے اور اسمائے نبی کریم ﷺ سے بھی۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مَاجِدٌ" اور "مَجِيْدٌ" کا معنی ہے وہ ہستی جو اپنی ذات کے اعتبار سے شریف، افعال کے اعتبار سے قابل تعریف اور جس کی عطا بہت زیادہ ہو۔ ان دونوں اسماء میں "جَلِيْلٌ، وَهَّابٌ اور كَرِيْمٌ" کے معانی داخل ہیں۔

"اَلْمَاجِدُ" "مَجْد" سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ یہ عربی محاورہ سے ماخوذ ہے:

مَجَدَتِ الْاِبِلُ: اونٹ ایسے باغ میں پہنچے جو خوش منظر اور سرسبز وشاداب ہو۔

"اَلْمَاجِد" میں جتنے معانی و صفات پائی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ نے وہ ساری کی ساری بدرجہ اتم حضور ﷺ کو عطا فرمائیں۔ اسی لیے یہ حضور علیہ السلام کا صفاتی نام مبارک بھی ہے۔

کیوں کہ آپ ﷺ

- صاحب شرافت،
- بزرگ،
- کثیر سخاوت اور احسان کرنے والے،
- فیّاض اور سب سے اچھے اخلاق والے ہیں۔

حضرت ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَمْحُ الْخَلِيْقَةِ مَاجِدٌ وَّكَلَامُهٗ
حَقٌّ وَّ فِيْهِ رَحْمَةٌ وَّ نَكَالُ

آپ ﷺ کی طبیعت مبارک فیاض ہے، کثیر احسان فرمانے والے ہیں، آپ کا کلام حق ہے جس میں رحمت بھی ہے اور عبرت بھی۔

سبل الھدی والرشاد باب ششم، اسماء النبی ﷺ، ص: ۴۵۷

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور نبی کریم ﷺ پر آپ کی تعریف و تکریم ہے۔ اور جب نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی تعریف اور تکریم ہے، نیز آپ کے ذکر کی بلندی، محبّت میں اضافہ اور آپ کو قریب کرنا ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے تو یہ "حمد" اور "مجد" پر مشتمل ہے گویا پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے کہ وہ آپ کی تعریف اور بزرگی میں اضافہ فرمائے کیوں کہ صلوٰۃ آپ کی تعریف اور بزرگی کی ایک قسم ہے اور یہ اس کی حقیقت ہے تو اس مطلوب میں ان دو اسموں کا ذکر کیا جو اس کے مناسب ہیں اور وہ "حَمِیْدٌ وَّمَجِیْدٌ" ہیں۔

جلاء الافہام: ص:۳۷۹، ۳۷۵

## اشعارِ مُبارکہ

حضرت شہاب بن ابی حجلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں:

| صَلُّوْا عَلَيْهِ كُلَّمَا صَلَّيْتُمْ | | لِتَرَوْا بِهٖ يَوْمَ النَّجَاةِ نَجَاحًا |
|---|---|---|

جب نماز پڑھو تو آپ پر دُرود بھیجو۔ قیامت کے روز تم اس کی برکت سے کامیابی دیکھو گے۔

| صَلُّوْا عَلَيْهِ كُلَّ لَيْلَةِ جُمُعَةٍ | | صَلُّوْا عَلَيْهِ عَشِيَّةً وَّصَبَاحًا |
|---|---|---|

آپ ﷺ پر ہر جمعہ کی رات دُرود بھیجو بلکہ ہر صبح و شام دُرود بھیجو۔

| صَلُّوْا عَلَيْهِ كُلَّمَا ذُكِرَ اسْمُهٗ | | فِيْ كُلِّ حِيْنٍ غُدْوَةً وَّرَوَاحًا |
|---|---|---|

جب آپ ﷺ کے اسم پاک کا ذکر ہو تو آپ پر صبح و شام درود پاک بھیجو

| فَعَلَى الصَّحِيحِ صَلَاتُكُمْ فَرْضٌ | | اِذَا ذُكِرَ اسْمُهٗ وَسَمِعْتُمُوْهُ صَرَاحًا |
|---|---|---|

صحیح یہ ہے کہ جب بھی آپ کے اسم مُبارَک کا ذکر ہو اور جب تم واضح طور پر سنو تو دُرود پڑھنا فرض ہے۔ القول البدیع، ص:۳۱

علاّمہ امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن فرح الفقیہ سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھتے تھے:

| هَجَوْتَ مُحَمَّدًا وَّاَجَبْتُ عَنْهُ ﷺ | | وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ |
|---|---|---|

تو نے (معاذ اللہ) حضور ﷺ کی ہجو کی اور میں نے آپ ﷺ کی طرف سے جواب دِیا جب کہ عمل خیر کی جزا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اس شعر میں آپ ﷺ کے اسم مُبارَک کے ساتھ "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کا اضافہ کرتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ اس طرح تو شعر کا وزن نہیں بنتا۔

انہوں نے فرمایا:

اَنَا لَا اَتْرُكُ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ۔

"میں نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنے کو ترک نہیں کر سکتا۔"

اس کے بعد ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ يُعْجِبُنِيْ مَاكَانَ يَفْعَلُهٗ نَفَعَ اللّٰهُ بِنِيَّتِهٖ فِيْ ذٰلِكَ۔

مجھے ان کا یہ عمل بہت پسند آیا اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیت پر جزا خیر عطا فرمائے گا (اور ان پر دُرود و سلام بھیجتا رہے گا۔) القول البدیع، ص:۳۱

حافظ ابوالیمن بن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نفح الطیب میں یہ اشعار نقل فرماتے ہیں:

| | | |
|---|---|---|
| اَلَآ اِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَى الرَّسُوْلِ | | شِفَاءٌ لِّلْقُلُوْبِ مِنَ الْغَلِيْلِ |

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا پیاسے دلوں کے لیے شفا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| فَصَلِّ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ صَلّٰى | | عَلَيْهِ وَلَا تَكُوْنَنَّ بِالْبَخِيْلِ |

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان پر درود بھیجتا ہے بخیل ہرگز نہ بنو

| | | |
|---|---|---|
| وَ صَلِّ عَلَيْهِ قَدْ صَلَّتْ عَلَيْهِ | | مَلَآئِكَةُ السَّمَآءِ بِجِبْرِيْلَ |

آپ پر درود بھیجو کہ تحقیق آسمان کے فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام سمیت

آپ پر دُرود بھیجتے ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| اَلَا اِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ نُوْرٌ | | لَدَى الظُّلُمَاتِ فِي الْيَوْمِ الْمَهُوْلِ |

سنو! ان پر دُرود بھیجنا ظلمتوں کے وقت ہولناک دِن (قیامت کی تاریکیوں) میں نور ہے

| | | |
|---|---|---|
| وَ تَثْقِيْلٌ لِّمِيْزَانٍ خَفِيْفَةٍ | | بِوَاحِدَةٍ عَلَيْكَ عَلَى الرَّسُوْلِ |

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک ایک بار بھیجنا ہلکے ترازو کو بھاری بنا دیتا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| فَاَكْثِرْ اَوْ اَقِلَّ فَاَنْتَ تُجْزٰى | | بِذَالِكَ مِنْ كَثِيْرٍ اَوْ قَلِيْلٍ |

کثرت سے درود بھیج یا کم بے شک کثیر یا قلیل کا تجھے بدلہ ملے گا۔

| | | |
|---|---|---|
| اِذَا اَمَلْتَ مَنْ مَّوْلَاكَ قُرْبًا | | فَجَدِّدْ ذِكْرَ خَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ |

جب تو اپنے مالک سے قرب کی امید رکھے تو بار بار ان کا ذکر کر جو انبیائے کرام علیہم السلام میں بہترین ہیں۔

سعادۃ الدارین، ۲۷۷

# کثرتِ دُرودِ پاک

## دُنیوی اُخروی قضائے حاجات کا ذریعہ

حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے عرض کی یارسول اللہ ! میں آپ پر کثرت سے دُرود پاک بھیجتا ہوں۔ میں کتنا وقت آپ پر دُرود بھیجنے کے لیے خاص کرلوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَاشِئْتَ: جس قدر تمہاری مرضی۔

میں نے عرض کی: اَلرُّبُعَ؟ چوتھائی وقت۔

آپ نے فرمایا: مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ۔

جس قدر تمہارا جی چاہے اگر زیادہ وقت مقرر کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

میں نے عرض کیا:

اَلنِّصْفَ؟ آدھا وقت۔

فرمایا: مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ۔

جس قدر تمہارا جی چاہے اگر زیادہ وقت مقرر کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

میں نے عرض کی:

اَلثُّلُثَیْنِ؟ دو تہائی وقت مقرر کرلوں۔

آپ نے فرمایا: مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ۔ جس قدر تمہارا جی چاہے اگر زیادہ وقت مقرر کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

پھر میں نے عرض کی کہ: اَجْعَلُ لَکَ صَلَاتِیْ کُلَّهَا

میں تمام وقت ہی آپ ﷺ پر دُرودپاک کے لیے مقرر کر دیتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اِذًا تَکْفِیْ هَمَّکَ وَیُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ۔

تب تمہارے غموں کو کفایت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ترمذی شریف، ج: ۴، رقم: ۲۴۵۷، مستدرک للحاکم، ج: ۲، ص: ۵۱۳، مسند احمد بن حنبل، ج: ۵، ص: ۱۳۶

شیخ القاری علی بن سلطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِس حدیثِ پاک میں حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کے سوال کا منشا یہ ہے کہ جن اَوقات میں میں اَپنے لیے دُعا مانگتا ہوں، میں چاہتا ہوں، اُس کے بدلے میں آپ ﷺ پر دُرودِ پاک کی تعداد بڑھا دوں۔ آپ ﷺ کی اِس بارے میں کیا رائے ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم جتنی مقدار بڑھانا چاہو، تمہیں اِختیار ہے، اِضافہ کر لو تو تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ انہوں نے اِضافہ کرتے کرتے بالآخر یہ عرض کیا کہ:

جتنا وقت دُعا کے لیے الگ کرتا ہوں، سارا وقت آپ ﷺ پر دُرودِ پاک ہی پڑھوں گا۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اگر تم نے ایسا کر لیا، تو تمہاری ساری پریشانیوں سے تمہاری کفایت کی جائے گی اور تمہارے گناہوں کو بخش دِیا جائے گا۔

حافظ تَورپُشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بار بار سوال کرنے اور دُرودِ پاک بڑھانے کا مقصد یہ

تھا کہ حضور نبی پاک ﷺ اُن کے لیے کوئی حد مقرر کر دیں، جس پر وہ عمل پیرا ہو سکیں۔ لیکن آپ ﷺ نے اُن کے لیے کوئی حد اور مقدار مقرر کرنا مناسب خیال نہ فرمایا، تاکہ ایک تو فضیلت اور فریضہ میں اِلتباس پیدا نہ ہو جائے۔ دوسرا یہ کہ اِس پر اضافہ بھی ممکن رہے اور اِس کا دروازہ بند نہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ اِس اِضافے کو ہمیشہ اُن ہی کی رائے پر موقوف فرماتے رہے تاکہ وہ رغبت اور شوق سے مقدار میں اِضافہ کرتے رہیں تاآنکہ اُنہوں نے خود ہی عرض کر دِیا کہ میں اَپنے لیے دُعا کرنے کی بجائے ہمہ وقت آپ ﷺ پر دُرودِ پاک ہی پڑھتا رہوں گا۔

آپ نے یہ جو فرمایا کہ تمہارے دِینی اور دُنیوی اَہم کاموں میں تمہاری کفایت کی جائے گی۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ:

حضور نبی پاک ﷺ پر دُرود شریف پڑھنا ہے، نیز تعظیم مُصطفٰی ﷺ بھی ہے، تو اِس کے بعد اَپنے ذاتی مسائل و مقاصد کو ترک کر کے حقوقِ مُصطفٰی ﷺ کی ادائیگی میں مشغول ہونا ہے اور اَپنے لیے دُعا کرنے پر حضور نبی پاک ﷺ کے لیے دُعا کرنے کو ترجیح دینا ہے۔ اِس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفایت کا ہونا ایک واضح بات ہے۔ مرقاۃ شریف شرح مشکوۃ، ج:۳، ص:۱۳، کتاب الصلوۃ۔

## کثرت دُرود شریف کی کم از کم مقدار

حدیث پاک میں گذرا ہے "اَکْثِرُوا" کہ کثرت سے مجھ پر دُرودِ پاک پڑھو حضرت ابوطالب المکی "قوت القلوب" میں فرماتے ہیں کثرت کی کم از کم مقدار تین سو مرتبہ ہے۔

امام شمس الدین السخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں ابھی تک اس کی سند پر آگاہ نہیں

ہوا۔ ہو سکتا ہے انہوں نے کسی نیک آدمی سے سنا ہو یا تجربہ سے یا اس کے علاوہ کسی خاص وجہ سے معلوم کیا ہو یا ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو طالب کا تعلق ان علماء سے ہو جو کثرت کی کم از کم مقدار تین سو مرتبہ تصور کرتے ہیں، جیسا کہ ان کا قول ہے کہ کم از کم مقدار میں جس سے تواتر ثابت ہوتا ہے وہ تین سو دس اور کچھ اوپر ہے۔ یہاں کسر کو چھوڑ دیا ہو اور تین سو کو باقی رکھا ہو۔ القول البدیع:۳۱۸

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کشف الغمۃ میں فرماتے ہیں بعض علماء رحمہم اللہ نے فرمایا کہ: حضور علیہ السلام پر صلوۃ وسلام کی کم از کم کثرت یہ ہے کہ سات سو مرتبہ ہر دِن کو اور سات سو مرتبہ ہر رات کو آپ پر دُرود بھیجے۔

کچھ دوسرے حضرات نے فرمایا کہ: کم از کم کثرت کی حد یہ ہے کہ تین سو پچاس مرتبہ ہر دِن اور تین سو پچاس ہر رات آپ پر دُرود شریف بھیجے۔

سعادۃ الدارین، فی الصلوۃ علی سید الکونین، ص: ۱۳۳

## جو پچاس مرتبہ دُرودِ پاک پڑھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے مصافحہ فرمائیں گے

علّامہ ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے ابو المطرف عبد الرحمن بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ يَوْمٍ خَمْسِيْنَ مَرَّةً صَافَحْتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ جو بندہ دِن میں پچاس مرتبہ مجھ پر دُرودِ پاک پڑھے گا میں قیامت کے دِن اُس سے مصافحہ کروں گا۔

حضرت ابو الفرج عبدوس رحمۃ اللہ علیہ نے ابو المطرف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی کیفیت کیا ہو گی؟ تو انہوں نے فرمایا: یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ خَمْسِيْنَ مَرَّةً۔

ان شاء اللہ تعالیٰ یہ پچاس مرتبہ پڑھنے کے قائم مقام ہو جائے گا۔ اگر بار بار یہ الفاظ دہرائے تو مزید بہتر ہے۔

القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع، علامہ عبد الرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ، ص، ۱۴۱،۱۴۰

## دن رات میں چالیس ہزار مرتبہ دُرود پڑھنے کا معمول

الشیخ الصالح العابد احمد الکعکی رحمۃ اللہ علیہ

عابد و زاہد تھے علم توحید میں کثرت سے غواصی فرماتے آپ کی زبان مبارک صاف نہیں تھی کہ کچھ سمجھ آئے۔

آپ کے کپڑوں میں سب سے پہلے گھٹنوں کی جگہ، سجدوں اور بیٹھے رہنے کی کثرت کی وجہ سے بوسیدہ ہوتی۔

دِن رات میں آپ کا وظیفہ تھا کہ چالیس ہزار مرتبہ حضور ﷺ پر دُرود شریف پڑھتے۔ طبقات امام شعرانی، ص: ۷۴۰

---

## دس ہزار مرتبہ دُرود شریف پڑھنے کا وظیفہ

شیخ نور الدین الشونی رحمۃ اللہ علیہ یومیہ دس ہزار مرتبہ دُرود شریف کا ورد فرماتے۔

---

شیخ احمد الزواوی رحمۃ اللہ علیہ یومیہ چالیس ہزار مرتبہ دُرود شریف پڑھتے تھے۔

- ابو القاسم التیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ترغیب میں روایت کرتے ہیں کہ:

حضرت علی ابن الحسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ پر کثرت سے دُرودِ پاک پڑھنا اہلِ سُنّت کی علامت ہے۔ القول البدیع، ص: ۹۸

## کثرت صلاۃ وسلام پڑھنا صالحین کے اخلاق ومعمولات سے ہے

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سلف صالحین کے اخلاق میں سے یہ ہے کہ وہ کسی مجلس میں اللہ کے ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود شریف پڑھنے سے غافل نہیں رہتے تھے۔

یہ وہ عظیم الشان عہد ہے جو حضور علیہ السلام کے متعلّق ہم سے لیا گیا کہ ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رات دِن کثرت سے دُرود وسلام بھیجیں اور ہم اپنے بھائیوں کے سامنے اس کا اجر وثواب بیان کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبّت کے اظہار کے پیش نظر ان کو کامل ترغیب دیں۔ اُن سے یہ بھی کہیں کہ روز وشب صبح وشام ایک ہزار سے دس ہزار تک درود وسلام بھیجیں۔ یہ سب سے افضل عمل ہے۔

لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ سعادۃ الدارین: ص ۲۶۵، ۲۶۴، ۲۶۳

## خواجہ عالم سیدی ومرشدی حضرت قاضی محمد صادق قدس سرہ کے معمولاتِ

### دُرود شریف

دُرود وسلام ہمارے آقا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے لیے ایسی بے بہا نعمت ہے جس کی عظمتوں کا اندازہ کوتاہ اندیش عقل کے لیے ممکن نہیں، عُلمائے اَعلام اور صوفیائے عظام کی کثیر تعداد نے اپنی اپنی تصانیف مُبارَکہ میں دُرودِ پاک کے ورد کے فوائد گنوائے ہیں۔

سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے جو ساری نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

حضور خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو دُرود شریف کے ساتھ عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ خود کثرت

کے ساتھ دُرود شریف کے وظائف پڑھتے اور احباب طریقت کو بھی تلقین فرمایا کرتے

## بچپن میں ہی دلائل الخیرات شریف کی تلاوت پر پابندی

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد اور مرشدِ برحق حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بہت کم عمر میں دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت دے دی تھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے جب صوفی عبدالکریم مظفر آبادی مرحوم کو طریقت کے اسباق تلقین فرمائے تو ان کے ساتھ بندہ کو بھی سورۃ یٰسین شریف، سورہ مزمل شریف اور دلائل الخیرات کی اجازت دے دی، اس وقت آپ کی عمر مُبارک بمشکل دس سال تھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کے عطا فرمودہ اوراد و وظائف مع دلائل الخیرات پر عمر بھر مداومت رکھی۔

## دلائل الخیرات شریف سے شغف

۲۷ اگست ۱۹۹۰ء/ ٦ صفر ۱۴۱۱ھ پیر کے دن کی بات ہے کہ جب آپ اپنے کتابی وظائف پڑھنے لگے تو آپ کو محسوس ہوا کہ نزول الماء کے باعث اب ان کی تلاوت بس کی بات نہیں، اس تاریخ سے ایک عرصہ قبل آپ کی ایک آنکھ کی بصارت نزول الماء کے باعث متاثر تھی اور آپ صرف ایک آنکھ سے وہ وظائف پڑھا کرتے تھے، طریقت کے معمولات میں انقطاع آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بس کی بات نہ تھی، ان معمولاتِ مُبارکہ سے آپ کو عشق کی حد تک لگاؤ تھا، اس معذوری کی حالت میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معمولات کی تکمیل کیلئے ایک اور راہ نکال لی، جس کی تفصیل جناب الحاج منیر حسین مُجدّدی صاحب نے اپنی ڈائری اور پھر اپنی تالیف "ذکر صادق" میں یوں بیان کی:

"۵ ستمبر ۱۹۹۰ء آج تین بجے بندہ قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر

ہوا تو دیکھا کہ استاد محمد حسن صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) دلائل الخیرات کی بدھ کی منزل پڑھ رہے ہیں اور قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساتھ ساتھ دہرا رہے ہیں، کیوں کہ چند دن سے نزول الماء کی وجہ سے نظر کام نہیں کر رہی معاملہ آپ ریشن کیلئے تیار ہے، اللہ جانے کیا مصلحت اور حکمت حائل ہے۔ یہ دیکھ کر سخت دکھ ہوا۔ " ذکر صادق، ص:۷۱،۷۲

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ عزیمت کا کوہِ گراں تھے، بڑے سے بڑے مشکل وقت میں بھی رخصت پر عمل آپ کی طبیعت کو قبول نہ ہوتا، یہی وجہ تھی کہ مشن ہسپتال ٹیکسلا میں ۲۹ نومبر ۱۹۹۰ء کو بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات ۲:۳۰ بجے آنکھ کے آپ ریشن کیلئے آپ آپ ریشن تھیٹر میں گئے، ادھر آپ کا آپ ریشن جاری تھا اور دُرود شریف تُنَجِّیْنَا کا ورد زبان پر جاری تھا۔

## احبابِ طریقت کو کثرت سے دُرود شریف کی تلقین

آپ اپنے احبابِ طریقت کو بھی کثرت سے دُرود شریف کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے دامن سے وابستہ حضرات کی ایک کثیر تعداد گیارہ سو مرتبہ درودِ خضری شریف کا روزانہ ورد کرتی ہے۔

## تقریبِ عرس پر ہدایات

قبلۂ عالم حضرت قاضی محمد سُلطانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس شریف ۹/ مئی کو آپ تمام حاضرین کو ہدایات جاری فرمایا کرتے تھے جو بالعموم استاذُ الاساتذہ حضرت مولانا محمد نذیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پڑھ کر سنایا کرتے تھے، آپ کی ایک ہدایت یہ ہوتی:

"جتنا عرصہ قیام کریں ذکر و فکر، قرآنِ مجید کی تلاوت، دُرود شریف کی کثرت کی کوشش کریں، قرآن مجید پڑھنے والے احاطہ دربار شریف میں آہستہ سے تلاوت کریں۔"

## عید میلاد النبی ﷺ کے موقعہ پر معمولات

۱۲/ربیع الاوّل عید میلاد النبی ﷺ کے روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق آپ کے زیر انتظام تمام مدارس میں سنگی جمع ہو کر باوضو سوا لاکھ بار دُرودِ پاک پڑھا کرتے تھے، جو اب بھی جاری ہے۔ نیز فرمایا: اس دِن کثرت سے دُرود شریف پڑھنا چاہیے جو احباب اس دن یہاں (خانقاہِ فتحیہ) حاضری کے لیے آئے ہیں وہ کم از کم ایک ہزار مرتبہ دُرود شریف مَسجِد میں بیٹھ کر ضرور پڑھیں، دلائل الخیرات شریف پڑھنے والے سنگی اس دِن پوری دلائل شریف پڑھیں اگر ہو سکے تو روضہ بھی رکھیں اور دُعا کریں اللہ تعالیٰ سُنّتِ مُبارَکہ پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ البلاغ المبین: ج۱ ص ۴۷

---

ایک مرتبہ عیدِ میلاد النبی کا دِن تھا گلہار شریف کوٹلی میں استاذ العلماء مفتی محمد علیم الدین مجدّدی حفظہ اللہ بھی حاضر خدمت تھے آپ کے ارشاد گرامی کے مطابق نماز فجر اور ختم خواجگان شریف کے درمیان آپ کے چند فرمودات حاضرین کو سنائے جن میں ایک یہ بھی تھا:

"اس روز (عید میلاد النبی ﷺ) حضرت قبلہ ءعالم قدس سرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق سنگی جمع ہو کر باوضو اور باادب بیٹھ کر سوا لاکھ مرتبہ دُرود شریف پڑھتے، دربارِ عالیہ میں اہتمام سے کھانا تیار کیا جاتا، اور تقسیم کیا جاتا، بعض احبابِ طریقت آپ کے ارشاد کے مطابق پوری دلائل الخیرات اس روز پڑھا کرتے صلوۃ التسبیح ادا کرتے اور قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے، اس روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کثرت سے ذکر و فکر کرنے کی تلقین فرماتے، دنیا کی فضول باتوں سے منع فرماتے، اظہارِ شکر کیلئے کئی احباب کو روزہ رکھنے کی

تلقین فرماتے، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج یہاں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ العزیز کے طریقہ شریفہ کے مطابق عید میلاد شریف کی تقریب ہوگی، مدارس میں دُرود شریف پڑھا جاتا ہے، قرآن خوانی ہوتی ہے اور اہتمام کے ساتھ کھانا تقسیم ہوتا ہے۔"

وہ امورِ خیر جو آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جاری تھے آج بھی ان پر عمل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

## پریشان حال لوگوں کو کثرت دُرود شریف کی تلقین

پوٹھہ بنگش سے حبیب الرحمن صاحب نے بذریعہ مکتوب عرض کیا دل گھبراتا ہے ایسا محسوس ہوتا کہ وقت آخر ہے سکون بالکل نہیں۔

جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا:

آپ زیادہ تر متوجہ الی اللہ رہیں اور دُرود شریف کی کثرت کریں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

تعویذ ارسال ہیں، عرقِ گاؤزبان میں نہار منہ اور عصر کے بعد دوبار استعمال کریں

مکاتیب الفردوس: ج ا مکتوب ۴۳

- جی۔ پی۔ او، لاہور سے جناب محمد امجد صاحب نے اپنی مشکل پیش کی اور دعا کی درخواست کی آپ نے جواب میں بذریعہ مکتوب ان کو ارشاد فرمایا:

"آپ پاک کپڑا بچھا کر وضو کر کے خود بھی اور بیوی بچے یا وہ بچے جو پڑھنے کا شعور رکھتے ہوں گرد بٹھائیں، خیال رکھیں کپڑے پر پاؤں نہ پڑے، ایک سو گیارہ شمارے سامنے رکھ لیں اگر معقول شمارے دستیاب نہ ہوں تو بادام رکھ لیں، دُرود شریف کا پتہ ارسال ہے یاد کر لیں گیارہ صد مرتبہ صحیح تلفظ اور تعداد کے ساتھ پڑھیں۔

• چھتروہ کے مولوی فضل حسین صاحب نے ازراہِ شکایت تحریر کیا:

"کیا وجہ ہے کہ آپ اذان سے پہلے یا بعد دُرود شریف پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی مَساجِد میں دُرود شریف نہیں پڑھا جاتا۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں یہ جواب ارسال فرمایا:

"اس میں شک نہیں کہ ہم اہلِ سنت ہیں اور فقہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو ہیں، ہماری مَساجِد میں اذان سے پہلے دُرود شریف کا رواج نہیں، حالاں کہ ہمارے سنگی وظائف میں دُرود شریف کثرت سے پڑھتے ہیں، اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارا تعمُّل سلفِ صالحین پر ہے، اس کی اصل وہاں نظر نہیں آتی ورنہ ہم سے یہ کوتاہی نہ ہوتی۔"

ہمارا ناقص خیال ہے کہ جب سے وہابیت اور اس کی ہم خیال جماعتوں کی سرزمینِ ہند میں نمود ہوئی اور ان کے مُتعلّق یہ تاثر بڑھا کہ وہ دُرود شریف سے اہلِ سنت و جماعت کی طرح عقیدت نہیں رکھتیں اہلِ سنت وجماعت کے بعض حضرات نے اپنی شناخت اور پہچان کیلئے اس کو رواج دیا، ہم اس طرزِ فکر و عمل کے معترض نہیں نہ نکتہ چینی کرتے ہیں، ہم ان کے اس عمل کو حُسنِ عقیدت پر محمول کرتے ہیں اور اسے وجہ اختلاف نہیں بناتے۔ ہم اپنے بزرگوں کے طریقے کے مطابق صبح کی نماز کے بعد دعا سے پہلے صلوۃ وسلام پڑھتے ہیں۔

آپ کا ارشاد ہے: "نماز کی پابندی کرو، قرآن مجید کی تلاوت کرو اور دُرود شریف کی کثرت کرو۔ کسی مصیبت کے وقت اللہ کے حضور دوگانہ ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حرکت میں لانے کے لیے ہمیشہ تواضع اور انکساری کے ساتھ اُس کی طرف متوجہ رہو اور کشائش تک صبر کا دامن تھامے رکھو۔"

# مقاماتِ دُرودِ پاک

## سفر پر روانگی اور واپسی پر دُرودِ پاک پڑھنا

حضرت عبد اللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

رَأَیْتُ عَبْدَ اللّٰہ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما یَقِفُ عَلٰی قَبْرِ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَیُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَیَدْعُوْ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ۔

الاعلام، بفضل الصلوۃ علی النبی والسلام، ۸۴- الامام الحافظ المحدث محمد بن عبد الرحمن بن علی النمیری رحمۃ اللہ علیہ، المتوفٰی: ۵۴۰، ۵۴۱

میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ قبر انور پر کھڑے تھے اور سلام پیش کر رہے تھے اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا کر رہے تھے۔

قاضی اسماعیل نے اس کو تخریج کیا ہے۔ اُن کے الفاظ یہ ہیں کہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی سفر سے واپس آتے تو مَسجِد میں داخل ہو کر یوں سلام عرض کرتے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ۔

پھر دو رکعات نماز ادا فرماتے۔

ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں کہ: جب سفر سے آتے تو مَسجِد میں دو رکعت نماز ادا کرتے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے:

فَیَضَعُ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی قَبْرِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَیَسْتَبْدِرُ الْقِبْلَۃَ۔

اپنا دایاں ہاتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر رکھتے دراں حال یہ کہ آپ کی

پیٹھ قبلہ کی طرف ہوتی۔ پھر سلام پیش کرتے، پھر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو سلام عرض کرتے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "الشعب" میں حضرت عبد اللہ بن منیب بن عبد اللہ بن ابی امامہ عن ابیہ کی حدیث سے تخریج کیا ہے، فرمایا:

میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ **حضور نبی کریم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر آئے، ٹھہرے، ہاتھوں کو یوں بلند کیا، میں گمان کرنے لگا کہ وہ نماز شروع کر رہے ہیں۔ **حضور نبی کریم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پیش کیا اور واپس چلے گئے۔

حضرت یزید بن ابی سعید المدنی مولی المہدی سے مروی ہے، فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو الوداع کہا تو آپ نے مجھے فرمایا:

میرا خیال ہے جب تو مدینے شریف حاضر ہو گا تو **حضور نبی کریم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرے تو میری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کرنا۔

حاتم بن وردان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ شام سے مدینہ طیبہ کی طرف ایک قاصد بھیجتے تا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُن کی طرف سے سلام عرض کرے۔ القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع: ص ۲۱۲

## تہجد کے وقت دُرود پاک پڑھنا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **اللہ تعالیٰ** دو آدمیوں پر اپنی رضا کا اِظہار فرماتا ہے:

- ایک وہ جو دُشمن سے ملے، گھوڑے پر سوار ہو، تمام پِسپا ہو جائیں وہ ثابت قدم رہے۔ قتل ہو گیا تو شہید، زندہ رہا تو **اللہ تعالیٰ** اُس پر اپنی رضا کا اظہار فرماتا ہے۔

• دوسرا شخص نصف شب کو اٹھتا ہے، لَایَعْلَمُ بِہٖ اَحَدٌ فَتَوَضَّاَوَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ حَمِدَ اللّٰهَ وَمَجَّدَهٗ وَصَلّٰی عَلَی ال نبی ﷺ وَاسْتَفْتَحَ الْقُرْاٰنَ فَذَالِکَ الَّذِیْ یَضْحَکُ اللّٰهُ اِلَیْہِ۔

اُس کو کوئی نہیں دیکھ رہا ہوتا، مکمل وضو کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد اور بزرگی بیان کرتا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ پر دُرود پڑھتا ہے، قرآنِ مجید کی تلاوت کرتا ہے، اُس پر اللہ تعالیٰ اپنی رضا کا اِظہار فرماتا ہے۔ القول البدیع، ص:۱۸۵

## نماز سے قبل

حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مقام خیف میں تھے اور ہمارے ساتھ حضرت عبد اللہ بن ابی عتبہ رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے اللہ کی حمد کی پھر حضور نبی پاک علیہ السلام پر دُرودِ پاک پڑھا پھر دُعا مانگی پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

قاضی اسماعیل نے ص:۹۰ میں اس کو ذکر فرمایا ہے، یہ حدیث موقوف ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ جلاء الافہام: ص ۶۲

## نماز کے بعد دُرود شریف پڑھنے کا حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول

دُرودِ پاک پڑھنے کے مقامات میں سے ایک مقام نماز کے بعد دُرود شریف پڑھنا ہے۔ ابو موسیٰ مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الغنی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے سند کے ساتھ ابو بکر محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ میں ابو بکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو حضرت ابو بکر کھڑے ہوگئے، معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دِیا۔ میں نے کہا: اے میرے حضور! آپ شبلی کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں حالاں کہ آپ اور تمام بغداد کے باشندے خیال کرتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے۔ انہوں

نے فرمایا:

"میں نے ان کے ساتھ وہ کیا جو نبی اکرم ﷺ کو کرتے دیکھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ شبلی سامنے آئے آپ کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ شبلی کے ساتھ ایسی عنایات فرماتے ہیں۔ فرمایا یہ نماز کے بعد:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ پڑھتے ہیں اور پھر مجھ پر دُرودِ پاک پڑھتے ہیں۔"

دوسری روایت میں یہ ہے کہ یہ ہر نماز کے آخر میں:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

اور تین دفعہ:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ (ﷺ) پڑھتے ہیں۔

حضرت ابو بکر بن عمر فرماتے ہیں کہ پھر میں شبلی کے پاس گیا اور پوچھا کہ نماز کے بعد آپ کیا ذکر کرتے ہیں تو انہوں نے ایسا ہی بیان کیا۔ جلاء الافہام، ص ۳۰۷،۳۰۶

---

## باولی شریف والے حضرت خواجہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ المعروف لہندے والے

### حضرت کا طریقہ مبارکہ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ المعروف لہندے والے حضرت صاحب ہر نماز کے بعد:

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۔ تلاوت فرماتے تھے۔

آفتاب مشائخ، ۱۸۸ مؤلف: مفتی محمد علیم الدین نقشبندی

### دُعا سے پہلے دُرود شریف

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دِن حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما تھے ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی پھر یہ دُعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ ۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: عَجَّلْتَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ ۔ اے نماز پڑھنے والے تونے جلدی کی ہے۔

اِذَا صَلَّیْتَ فَقَعَدْتَّ فَاحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُهُ ۔

اے نمازی جب تم نماز پڑھو پھر نماز کے آخر میں بیٹھو تو اللہ کی تعریف کرو جس تعریف کے وہ لائق ہے پھر مجھ پر دُرودِ پاک پڑھو پھر جو چاہو اللہ سے مانگو۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد ایک اور آدمی نے نماز پڑھی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اس کے بعد (حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر) دُرود بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

اَیُّھَا الْمُصَلِّیِ ادْعُ تُجَبْ۔ اے نماز پڑھنے والے دُعا کر قبول ہو گی۔

رواہ الترمذی، ج: ۵، ص: ۴۸۲، رقم: ۳۴۷۶

عَجَّلْتَ: حضور نبی پاک ﷺ نے اس لفظ کو اس لیے استعمال فرمایا کہ اس نے دُعا کی اس ترتیب کو ترک کر دِیا جو کہ آپ ﷺ کی سنّتِ مُبارَکہ ہے اور وہ ہے پہلے حمد باری تعالیٰ پھر دُرودِ پاک جو کہ انتہائی اہم وسیلہ ہے قبولیتِ دُعا کا پھر اپنی حاجت پیش کرے۔

اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ سائل کو وسائل استعمال کر کے مسئول عنہ کا قرب حاصل کرنا چاہیے اور اپنی حاجت پیش کرنے سے پہلے کسی سفارش کنندہ کا توسُّل اختیار کرنا چاہیے تا کہ اس کی ضرورت کی تکمیل اور حصول مقصد کی زیادہ سے زیادہ امید کی جا سکے۔ لیکن جو شخص ایسا نہ کرے سمجھ جانا چاہیے کہ اس نے جلد بازی سے کام لیا۔

مرقاۃ شریف، شرح مشکوۃ، ج: ۳، ص: ۱۳، کتاب الصلوۃ

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نماز پڑھ رہا تھا، حضور ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے جب نماز کے بعد میں بیٹھا اللہ کی ثناء کی پھر حضور ﷺ پر درود پڑھا اس کے بعد میں اپنے لئے دعا مانگنے لگا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَلْ تُعْطَ، سَلْ تُعْطَ: (اللہ سے جو کچھ) مانگو عطاء کیا جائے گا۔ مانگو عطاء کیا جائے گا۔

ترمذی جلد دوم صفحہ ۴۸۸ رقم ۵۹۳

**وضاحت:**

فَقَدْ اَجْمَعَ الْعُلَمَآءُ عَلَى اسْتِحْبَابِ اِبْتِدَآءِ الدُّعَآءِ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَ الثَّنَآءِ عَلَيْهِ ثُمَّ بِالصَّلَاةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَكَذٰلِكَ يَخْتِمُ بِهَا لَفْظًا۔

علمائے کرام کا اجماع ہے اس بات پر کہ دُعا کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور حضور نبی کریم ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھنا مستحب ہے۔ اسی طرح ختم بھی حمد وثنا اور دُرودِ پاک پر کرے۔

الاقلیسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب تو اپنے معبود برحق سے دُعا مانگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کر پھر حضور نبی کریم ﷺ پر درود بھیج اور دُرودِ پاک کو اپنی دُعا کے ابتداء، وسط اور اس کے آخر میں ضرور پڑھ، اس طرح تو مستجاب الدعوات بن جائے گا اور تیرے اور آپ ﷺ کے درمیان پردہ اُٹھ جائے گا۔ القول البدیع، ص: ۲۲۲، ۲۲۱

---

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَجْعَلُنِيْ كَقَدْحِ الرَّاكِبِ قِيْلَ: وَمَا قَدْحُ الرَّاكِبِ؟ قَالَ: اِنَّ الْمُسَافِرَ اِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهٖ صُبَّ فِيْ قَدْحِهٖ مَآءً فَاِنْ كَانَ لَهٗ اِلَيْهِ حَاجَةٌ تَوَضَّأَ مِنْهُ اَوْ شَرِبَهٗ وَاِلَّا اَهْرَقَهٗ۔

مجھے قدح راکب کی طرح نہ سمجھو۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ! قدح راکب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: مُسافر جب اپنی ضرورت سے فارغ ہوتا ہے تو اپنے پیالے میں پانی ڈالتا ہے، اگر اُس کی ضرورت پیش آتی ہے تو وضو کرتا ہے یا پی لیتا، اگر ضرورت پیش نہ آئے تو اُنڈیل دیتا ہے۔ تم میرا ذکر دُعا کی ابتداء، درمیان اور آخر میں کیا کرو۔

اس حدیثِ پاک کو عبد بن حمید اور البزاز نے اپنی اپنی مسند میں، عبد الرزاق نے اپنی جامع میں، ابن ابی عاصم نے "الصلوٰۃ" میں، التیمی نے "الترغیب" میں، الطبرانی نے، البیہقی نے "الشعب" میں ذکر فرمایا۔

اَلْقَدَحُ: قاف اور دال کے فتحہ کے ساتھ، اور حائے مہملہ سے۔ الہروی اور اُن کی اتباع میں ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ ذکر میں مجھے موٴخر نہ کرو۔ مسافر پیالے کو سواری کے آخر میں لٹکا دیتا ہے اور وہ اسے اس کے پیچھے کر دیتا ہے۔

القول البدیع: ص ۲۲۲

## دُعا کے ارکان، پر، اسباب اور اوقات

حضرت ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دُعا کے لیے چار چیزیں ہوتی ہیں:

اَرکان، پَر، اَسباب اور اَوقات۔

اگر اُس کے ارکان پائے جائیں تو وہ قوی ہو جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

حضور قلب، سوز و گداز، خشوع و خضوع اور دِل کو اللہ تعالیٰ سے مُعلّق کرنا، دُنیوی اسباب سے قطع تعلُّق کرنا ہے۔

- پَر: صدق و خلوص۔
- وقت: سحری کا وقت ہے۔
- اسباب: قبولیت کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرودِ پاک بھیجنا ہے۔

القول البدیع: ۲۲۴

## وعظ و نصیحت کرنے اور حدیث پاک پڑھتے وقت

تبلیغ کرنے والے علمائے کرام، خطباء اور واعظین، اَحادیثِ مُبارَکہ پڑھانے والے

یا پھر مختلف دُروس کا فریضہ انجام دینے والے ان سب کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کریں اس کے بعد حضور نبی پاک ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھیں اس کے بعد وعظ و نصیحت کا آغاز کریں۔

علّامہ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

یَنۡبَغِیۡ اَنۡ یُّحَافِظَ عَلَی الصَّلٰوۃِ وَالتَّسۡلِیۡمِ عِنۡدَ ذِکۡرِہٖ ﷺ وَاَنۡ لَّا یَسۡأَمَ مِنۡ تَکۡرِیۡرِ ذَالِکَ عِنۡدَ تَکۡرِیۡرِہٖ فَاِنَّ ذَالِکَ مِنۡ اَکۡبَرِ الۡفَوَائِدِ الَّتِیۡ یَتَعَجَّلُھَا طَلَبَۃُ الۡحَدِیۡثِ وَحَمَلَتُہٗ وَکَتَبَتُہٗ وَمَنۡ اَغۡفَلَ ذَالِکَ حَرَمَ حَظًّا عَظِیۡمًا۔

چاہیے کہ آپ ﷺ کے ذکر کے وقت درود وسلام پر محافظت کرے اور آپ ﷺ کے بار بار ذِکر کے وقت بھی بار بار دُرودِ پاک پڑھنے سے نہ اکتائے کیوں کہ یہ ان بڑے فوائد میں سے ہے جن کی طرف طلبہ حدیث اور حاملین حدیث اور کاتب حدیث جلدی کرتے ہیں جو اس سعادت سے غافل ہوا وہ اس عظیم سعادت سے محروم ہو گیا۔

وَھٰکَذَا الۡاَمۡرُ فِی الثَّنَاءِ عَلَی اللّٰہِ عِنۡدَ ذِکۡرِ اسۡمِہٖ عزوجل

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کا حکم ہے۔

---

## حدیث شریف پڑھتے وقت

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ "الاذکار" میں فرماتے ہیں:

یَسۡتَحِبُّ لِقَارِئِ الۡحَدِیۡثِ وَغَیۡرِہٖ مِمَّنۡ فِیۡ مَعۡنَاہُ اِذَا ذَکَرَ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ اَنۡ یَّرۡفَعَ صَوۡتَہٗ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیۡہِ وَالتَّسۡلِیۡمِ وَلَا یُبَالِغُ فِی الرَّفۡعِ مُبَالَغَۃً فَاحِشَۃً۔

حدیث پاک پڑھنے والے اور اسی قسم کی دوسری کتب پڑھنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ذکر کے وقت بلند آواز سے دُرودِ پاک پڑھے مگر آواز کی بلندی میں فاحش مبالغہ نہ ہو۔

---

## کثرتِ دُرود و سلام سے جنّت میں نعمتیں ملیں گی

حضرت ابوالقاسم التیمی نے الترغیب میں ابوالحسن الحیرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابوعروبہ الحیرانی رحمۃ اللہ علیہ کو جو بھی حدیث پاک سناتا اس کے ساتھ نبی پاک علیہ السلام پر درود بھیجتے اور احادیث پڑھنے والے کو بتاتے کہ حدیث پاک کا دُنیا میں فائدہ یہ ہے کہ کثرت سے دُرود شریف پڑھنے کا موقع میسر آتا ہے اور آخرت میں ان شاء اللہ جنت کی نعمتیں ملیں گی۔

حضرت وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ نے ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

لَوْلَا الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فِیْ کُلِّ حَدِیْثٍ مَّا حَدَّثْتُ اَحَدًا۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اُخْرٰی لَوْلَا اَنَّ الْحَدِیْثَ اَفْضَلُ عِنْدِیْ مِنَ التَّسْبِیْحِ مَاحَدَّثْتُ

اگر حضور نبی پاک ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھنا ہر حدیث میں نہ ہوتا تو میں کسی سے حدیث بیان ہی نہ کرتا۔ ایک اور روایت میں ہے اگر میرے نزدیک تسبیح سے حدیث پاک افضل نہ ہوتی تو میں حدیث بیان نہ کرتا۔

---

## مناظرہ شروع کرتے وقت

علامہ ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے "الصلوٰۃ" میں حضرت ابو محمد عبداللہ بن احمد بن عثمان الطلیطلی رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں لکھا کہ:

اِنَّهٗ كَانَ يَبْدَأُ فِي الْمُنَاظَرَةِ بِذِكْرِ اللّٰهِ ﷻ وَالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يُوْرِدُ الْحَدِيْثَ وَالْحَدِيْثَيْنِ وَالثَّلَاثَ وَالْمَوْعِظَ ثُمَّ يَبْدَأُ بِطَرْحِ الْمَسَائِلِ۔

کہ وہ مناظرہ کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حضور نبی پاک ﷺ پر دُرود پڑھنے سے کرتے پھر ایک دو تین احادیث بیان کرتے اور وعظ و نصیحت کرتے پھر مسائل میں شروع ہوتے۔ القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع، ۲۴۵، ۲۴۶

## اذان کے بعد اور اقامت سے پہلے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے ارشاد فرمایا: اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَايَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَايَنْبَغِيْ اِلاَّ لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ. فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ۔

جب تم مؤذّن کی اذان سنو تو وہ جو کہے تم بھی وہی کہو پھر مجھ پر دُرود پڑھو جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے پھر میرے لیے وسیلے کا سوال کرو وسیلہ جنت میں ایک درجے کا نام ہے جو بندگان الٰہی میں سے صرف ایک کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، پس جو کوئی میرے لیے وسیلے کا سوال کرتا ہے (میری) شفاعت اس کے لیے حلال ہو جاتی ہے۔ صحیح مُسلم: رقم: ۳۴۸

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو اس طرح کہے جس طرح موذن کہتا ہے، پھر کہے:

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الصَّادِقَۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ اَبْلِغْہُ الدَّرَجَۃَ الْوَسِیْلَۃَ فِی الْجَنَّۃِ "دَخَلَ فِیْ شَفَاعَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ۔ ابن ابی شیبہ، ج:۱، ۳۶

## تشہد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

اس حدیث شریف کو امام دار قطنی نے عبد الوہاب بن مجاہد کی حدیث سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے مجاہد نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابن ابی لیلیٰ یا ابو معمر نے بیان کیا اور کہا: مجھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تشہد سکھائی اور فرمایا: نبی کریم ﷺ نے مجھے (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو) یہ تشہد اس طرح سکھائی جس طرح آپ ہمیں قرآن مجید کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ وہ تشہد اس طرح ہے:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اَھْلِ بَیْتِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْنَا مَعَھُمْ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

جلاء الافہام، ص: ۹۷، سنن دار قطنی، ج: ۱، ص: ۳۵۴، صحیح بخاری، ۷۳۸۱، ۸۳۱، مسلم، ۴۰۲

تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اے نبی (ﷺ) آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت وبرکت ہو، ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یا اللہ! حضرت محمد (ﷺ) اور آپ کے اہل بیت پر رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے حضرت ابرہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل کو رحمت عطا فرمائی۔ بے شک تو تعریف والا بزرگی والا ہے اور اے اللہ ان کے ساتھ ہم پر بھی رحمت نازل فرما۔ اے اللہ حضرت سیّدنا محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر برکت نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔ یا اللہ! ان لوگوں کے ساتھ ہم پر بھی برکت نازل فرما اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور مومنوں کے دُرود حضرت محمد (ﷺ) پر ہوں جو کسی سے پڑھے ہوئے نبی نہیں ہیں۔ تم پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

(حضرت عبد الوہاب بن مجاہد) کہتے ہیں کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب سلام پڑھے اور "عَلٰی عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ" پر پہنچے تو اس نے تمام آسمان اور زمین والوں پر سلام بھیجا۔ جلاء الافہام: ص ۹۷

## تشہد میں پڑھا جانے والا دُرود شریف

وَقَرَأْتُ فِي الطَّبَقَاتِ لِتَاجِ السُّبْكِيِّ نَقْلًا عَنْ اَبِيْهِ اَحْسَنُ مَا يُصَلّٰى عَلَى النبی ﷺ بِهٰذِهِ الْكَيْفِيَّةِ يَعْنِيْ كَيْفِيَّةُ التَّشَهُّدِ وَمَنْ اَتٰى بِهَا فَقَدْ ﷺ بِهٰذِهِ الْكَيْفِيَّةِ يَعْنِيْ كَيْفِيَّةُ التَّشَهُّدِ وَمَنْ اَتٰى بِهَا فَقَدْ صَلّٰى عَلَى النبی ﷺ بِيَقِيْنٍ۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے "طبقات تاج الدین سبکی" میں پڑھا ہے کہ دُرودِ پاک کی سب سے بہترین صورت یہ ہے جو تشہد میں پڑھا جاتا ہے۔ جس نے وہ درود پڑھا اس نے یقیناً حضور نبی پاک ﷺ پر دُرود پڑھا اس میں جزا کا ذکر ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں افضل یہ ہے کہ تشہد میں یہ دُرودِ پاک پڑھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَآ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَآ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَآ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَآ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اسی دُرودِ پاک کو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح المہذب" میں امام شافعی اور آپ کے اصحاب سے نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ:

اِنَّہُ الْاَوْلٰی: (کہ یہ افضل ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

یَنْبَغِیْ اَنْ یَّجْمَعَ مَا فِی الْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَۃِ۔

جو دُرودِ پاک احادیث صحیحہ میں ثابت ہیں، ان کو جمع کر کے پڑھنا چاہیے۔

امام الاوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"تشہد پڑھنے والے کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ دُرودِ پاک پڑھے جو اکمل روایات سے ثابت ہے اور جو ثابت ہے کبھی وہ پڑھ لیا کرے اور کبھی دوسرا، مگر تمام درودوں کو ملا کر پڑھنا اس سے تشہد میں ایک نئے طریقے سے پڑھنا لازم آئے گا۔

حالاں کہ کسی ایک حدیث میں بھی ان تمام دُرودوں کا مجموعہ ثابت نہیں۔

امام ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح طور پر لکھا ہے کہ: تشہد کے الفاظ کا اختلاف قرآءت کے اختلاف کی مانند ہے۔

کسی امام نے بھی ایک حرف قرآن میں تمام مختلف الفاظ کو جمع کر کے تلاوت کرنے کو مستحب نہیں کہا اگرچہ بعض علماء نے تعلیم کے لیے مشق کرتے وقت ایسا کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

قَالَ شَيْخُنَا وَالَّذِیْ يَظْهَرُ اَنَّ اللَّفْظَ اِنْ كَانَ بِمَعْنَى اللَّفْظِ الْاٰخَرِ اَجْزَأَ سَوَآءً كَمَا فِیْ "اَزْوَاجُهٗ وَاُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔"

ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ ظاہر بات یہ ہے کہ اگر ایک لفظ دوسرے لفظ کا ہم معنی ہو تو جائز ہے، جیسے "اَزْوَاجُهٗ اور اُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ" میں ہے، مگر پھر بھی بہتر یہی ہے کہ ایک ہی درود پر اکتفا کرے۔

اگر ایک لفظ معنی کی زیادتی کے ساتھ مستقل ہے اور دوسرے میں وہ مفہوم نہیں ہے تو اس زیادتی والے لفظ کو پڑھنا اولیٰ ہے۔

وَقَالَ الطَّائِفَةُ مِنْهُمُ الطَّبَرِیُّ اِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْاِخْتِلَافِ الْمُبَاحِ فَاَیُّ لَفْظٍ ذَكَرَهُ الْمَرْءُ اَجْزَأَ وَالْاَفْضَلُ اَنْ يَّسْتَعْمِلَ اَكْمَلَهٗ وَاَبْلَغَهٗ۔

بعض عُلماء فرماتے ہیں جن میں علامہ طبری بھی ہیں: یہ اختلاف مُباح ہے۔ انسان جو لفظ بھی ذکر کر دے جائز ہے مگر وہ لفظ استعمال کرے جو اکمل اور ابلغ ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین کے نزدیک اصح یہ ہے کہ دُرودِ ابراہیمی واجب نہیں ہے بلکہ دونوں طرح کے الفاظ بھیجنے جائز ہیں۔ افضلیت میں اختلاف ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

" كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَآ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَآ اِبْرَاهِيْمَ "کے الفاظ پڑھنا واجب نہیں ہیں۔

شوافع رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں:

يَكْفِيْ اَنْ يَّقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ" پڑھنا کافی ہے۔

وَاخْتَلَفُوْا هَلْ يَكْفِي الْاِتْيَانُ بِمَا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ كَانَ يُصَلِّيْ بِلَفْظِ الْخَبَرِ فَيَقُوْلُ: صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَثَلًا وَالاصح اَجْزَاَوہ۔ القول البدیع: ص ۷۱

اس بات میں اختلاف ہے کہ ایسا صیغہ پڑھنا کفایت کرتا ہے جو اس مفہوم پر دلالت کرتا ہو جیسے نمازی لفظ خبر کے ساتھ دُرود پڑھ دے جیسے "صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ" کی جگہ "صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ" پڑھ دے اصح یہی ہے کہ جائز ہے کیوں دُعا خبر کے الفاظ کے ساتھ زیادہ مؤکّد ہوتی ہے۔ پس خبر کے الفاظ کے ساتھ پڑھنا بدرجہ اولیٰ جائز ہو گا۔ القول البدیع، ص: ۷۰،۷۱

## تلبیہ میں دُرود پاک کا ورد

الامام الحافظ ابو بکر بن الخطیب بغدادی اور دوسرے علمائے کرام نے آواز بلند کرنے پر نص قائم کی ہے اور ہمارے اصحاب اور دوسرے علمائے کرام نے بھی صراحۃً لکھا ہے کہ:

عَلٰى اَنَّهٗ يَسْتَحِبُّ اَنْ يَّرْفَعَ صَوْتَهٗ بِالصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي التَّلْبِيَةِ۔

تلبیہ میں حضور ﷺ پر دُرودِ پاک بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے۔

ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اور اہل مجلس تمام کی مغفرت فرمادی کیوں کہ وہ نبی ﷺ پر دُرودِپاک بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع، ۲۴۵

## تلبیہ کے بعد دُرود شریف پڑھنا

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں محمد بن مخلد نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے علی بن زکریا التمار نے بیان کیا۔ یعقوب بن حمید بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عبد اللہ الاموی فرماتے ہیں میں نے صالح بن محمد بن زائدہ سے سنا۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمارہ بن خزیمہ بن ثابت وہ اپنے والد سے بیان فرماتے ہیں (رضی اللہ عنہم) کہ:

اَنَّ النبی ﷺ کَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهٖ سَأَلَ اللّٰهَ تَعَالٰى مَغْفِرَتَهٗ وَرِضْوَانَهٗ وَاسْتَعَاذَ بِرَحْمَتِهٖ مِنَ النَّارِ۔ حضور نبی پاک ﷺ جب تلبیہ سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی مغفرت اور اس کی رضا کا سوال کرتے اور جہنم سے اُس کی رحمت میں پناہ کا سوال کرتے۔

دار قطنی: ج ۲ ص ۲۳۸

حضرت صالح فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قاسم بن محمد رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمَا سے سنا وہ فرماتے تھے:

كَانَ يُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ اِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهٖ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَى النبی ﷺ۔

بندے کے لیے مستحب یہ ہے کہ جب وہ تلبیہ سے فارغ ہو تو وہ حضور نبی کریم ﷺ پر دُرودِپاک بھیجے۔

جلاء الافہام، ص: ۴۶۹

## صفا اور مروہ پر

حضرت وہب بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سنا آپ نے فرمایا:

جب تم بیت اللہ شریف آؤ تو سات چکر لگاؤ، مقام ابرہیم پر دو رکعت نوافل پڑھو، پھر صفا پر ایسی جگہ کھڑے ہو جہاں بیت اللہ کو دیکھ سکو، پھر سات تکبیریں کہو اور ہر دو تکبیروں کے درمیان اللہ کی حمد و ثنا بیان کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھو اور پھر اپنے لیے اللہ سے دُعا مانگو اور مروہ پر بھی اسی طرح کرو۔

موقوف، علامہ اسماعیل القاضی نے:۸۱ میں اس کو ذکر فرمایا۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے القول البدیع ص:۱۹۹ میں اس کو ذکر کیا۔

اسنادہ قوی - جلاء الافہام: ص ۴۵۱، ۴۵۲

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تین بار صفا پر "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے پھر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" پڑھتے پھر دُرود شریف پڑھ کر دیر تک کھڑے رہتے اور دُعا مانگتے پھر مروہ پر بھی اسی طرح کرتے۔ جلاء الافہام: ص ۴۵۱، ۴۵۲

## دعوت اور بازار میں

ابن ابی حاتم نے اپنی سند سے حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو جس محفل دعوت میں یا جنازہ وغیرہ میں دیکھا تو اس طرح دیکھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرماتے اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھتے پھر دُعائیں مانگتے۔

اِنْ کَانَ یَخْرُجُ اِلَی السُّوْقِ فَیَأْتِیْ اَغْفَلَهَا مَکَانًا. فَیَجْلِسُ فَیَحْمَدُ اللّٰهَ وَیُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَیَدْعُوْ بِدَعْوَاتٍ۔

اگر بازار کی طرف تشریف لے جاتے تو سب سے غافل کرنے والے مکان میں جا کر بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے، حضور نبی پاک ﷺ پر دُرود شریف پڑھتے پھر دُعائیں مانگتے۔ ابن ابی حاتم وابن ابی شیبہ، ج:۶ص ۱۰۳

قال السخاوی فی "القول البدیع" ص: ۲۱۸ اسنادہ جید

جلاء الافہام، ص: ۴۷۲

## بھولی ہوئی چیز کے وقت

حضرت ابوموسیٰ المدینی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات ذکر کی انہوں نے اسے محمد بن عباد المروزی کے طریق سے روایت کیا وہ اپنی سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِذَا نَسِیْتُمْ شَیْئًا فَصَلُّوْا عَلَیَّ تَذْکُرُوْہُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

جب تم کوئی چیز بھول جاؤ تو مجھ پر دُرود شریف پڑھو ان شاء اللہ وہ تمہیں یاد آجائے گی۔

القول البدیع، ص: ۲۱۷، جلاء الافہام: ۵۰۱

حافظ فرماتے ہیں ہم نے اس کو اپنی کتاب "اَلْحِفْظُ وَالنِّسْیَانُ" میں دیگر طرق سے بھی نقل کیا ہے۔

## حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا معمول اور دُرود شریف

حضرت خواجۂ عالم قاضی محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی بات بھول جاتے تو بار بار دُرود شریف پڑھتے یہاں تک کہ وہ بات یاد آجاتی۔

---

## حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا معمول مبارک

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ جب کوئی بات بھول جاتی تو دُرودِ پاک پڑھا کرتے تھے، اسی طرح کسی کتاب سے کوئی حوالہ تلاش کرنا ہوتا اور اس کا صفحہ، باب اور فصل وغیرہ یاد نہ ہوتی تو دُرودِ پاک پڑھا کرتے تھے، اس کی برکت سے وہ بھولی ہوئی بات، یا مطلوبہ حوالہ عموماً مل جایا کرتا تھا، آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد سلطانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا معمول مباک بھی اسی طرح تھا۔

نور خانقاہ ہدایت، مؤلف: مفتی محمد علیم الدین مجددی حَفِظَہُ اللہُ، ص:۱۰۳تا۱۱۰

---

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ:

مستری محمد، حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ وہ بتاتے ہیں کہ آپ نے ہمیں اذان کے دوران "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" پر "جَلَّ جَلَالُہٗ" کہنا سکھایا، نماز سکھائی اور خاص طور پر سجدے کی حالت میں پیٹ اور رانوں کے درمیان خلا کی اصل صورت سمجھائی۔ حضور ﷺ کے اسم گرامی پر "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کہنا سکھایا۔

---

حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ہدایت کی کہ پگڑی باندھتے وقت ہر بل پر دُرود شریف پڑھا جائے اور کھولتے ہوئے بھی اسی طرح پیچ در پیچ کھولا جائے اور اُسے احترام سے رکھا جائے۔

---

فرمایا: ہر کام کی ابتداء " بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ " سے کرتے اور چیزوں کے لین دین میں ہمیشہ دائیں ہاتھ استعمال فرماتے، وضو کی ابتداء میں، دُعا کے اول وآخر تین تین مرتبہ دُرود شریف پڑھتے۔

تذکرہ سلطانیہ، ص: ۲۱۰...۲۱۸...۲۱۹

---

سنگیوں کو وظائف تفویض کرنے میں قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بعض ترجیحات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

آپ سب کو کتابی وظائف تعلیم نہ کرتے۔ البتہ دُرود مستغاث شریف اور شجرۂ طریقت تو سنگیوں کا معمول تھا۔ اکثر سنگیوں کو حضرت مُجدِّد علیہ الرحمۃ اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ختمات بتاتے اور ان پر پابندی کی تاکید فرماتے۔ اسی طرح دُرود تنجینا تین سو تیرہ بار، دُرود ہزارہ گیارہ تسبیح، دُرود خضری گیارہ تسبیح اور اسم ذات شریف پر بہت زیادہ زور دیتے اور فرماتے کہ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اس پر توجہ مرکوز ہونی چاہیے۔ یہ ایک ایسا وظیفہ ہے جس کے لیے وضو شرط نہیں ہے۔ اسم ذات تصفیۂ قلب کے لیے بہت موثر وظیفہ ہے۔

تذکرۂ سلطانیہ: ص ۲۲۷، ۲۲۸

## مجلس سے اُٹھتے وقت

حضرت عثمان بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت سفیان بن سعید الثوری رحمۃ اللہ علیہ کو بے شمار مرتبہ دیکھا کہ وہ جب مجلس سے اُٹھنے کا ارادہ فرماتے تو وہ یوں پڑھتے:

صَلَّى اللّٰهُ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ عَلٰى (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ۔

القول البدیع، ص: ۲۴۳

## خطبات میں

خطبات میں مثلاً جمعہ کا خطبہ، عیدین، استسقاء، کسوفین وغیرہ کے خطبات میں دُرود شریف پڑھنا چاہیے۔ خطبہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، دُرود و سلام اور وعظ و نصیحت پر مشتمل ہوتا ہے۔

حضرت جو عون بن ابی جحیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے والد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے معاون و مددگار تھے۔ منبر کے نیچے کھڑے تھے اُنہوں نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مُتعلّق بتایا کہ آپ منبر پر چڑھے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجا اور فرمایا: حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس اُمّت کے بہترین شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے بھلائی اور خیر رکھ دیتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نماز (عید) کے بعد خطبہ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھنے سے فارغ ہونے کے بعد یہ دُعا مانگتے تھے:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ اَسْمَاعِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَقُلُوْبِنَا وَذُرِّيَّتِنَا۔

اے اللہ ہمارے نزدیک ایمان کو محبوب بنا دے اور اُس کو ہمارے دِلوں میں مزیّن کر دے، کفر فسوق اور نافرمانی سے ہماری نفرت ہو جائے وہی لوگ ہدایت والے ہیں اے اللہ ہماری قوتِ سماعت، ہماری ازواج ہمارے دِلوں اور ہماری اولاد میں برکت ڈال دے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے مختصر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی پھر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود پاک بھیجا پھر لوگوں کو نصیحت فرمائی نیکی کا حکم دِیا بُرائی سے منع کیا۔

حضرت موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ جب خطبہ دیتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دُعا کرتے۔ (یعنی دُرود و سلام بھیجتے)

امام شمس الدین السخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

یہ روایات دلالت کرتی ہیں کہ خطبوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجنا صَحابہ کرام کے وقت سے مشہور و معروف امر ہے۔

خُلفائے راشدین میں سے اور اُن کے بعد والے کسی سے بھی ایسا خطبہ منقول نہیں کہ اُنہوں نے پہلے حمد و صلاۃ نہ پڑھی ہو۔ اور سلفِ صالحین اُس خطبہ کو "البتیراء" کہتے تھے، جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ پڑھنے سے خالی ہوتا۔ القول البدیع، ص:۲۰۲، ۲۰۳

## طاعون کے وقوع کے وقت

حضرت ابن ابی حجلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن خطیب یبرود سے نقل کیا ہے کہ:

ایک نیک شخص نے اُسے خبر دی کہ حضور نبی پاک علیہ السلام پر کثرت سے دُرود بھیجنا طاعون کو دور کرتا ہے۔

حضرت ابن حجلہ نے اس روایت کو قبول کیا اور وہ ہر وقت یہ دُرود شریف پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَعْصِمُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ۔

پھر آپ نے اس مسئلہ پر چند وُجوہ سے استدلال فرمایا۔

- حدیث پاک میں دُرودِ پاک کثرت سے پڑھنا ہر ارادہ اور مہم کے لیے کافی ہے۔
- دُرودِ پاک اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور طاعون اگرچہ مومنین کے حق میں شہادت ہے لیکن اصل میں عذاب ہے۔ رحمت اور عذاب دو ضدیں جمع نہیں ہو سکتیں۔
- حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دِن ہولناکیوں سے سب سے زیادہ نجات پانے والا وہ ہو گا جو مجھ پر کثرت سے دُرودِ پاک پڑھے گا۔ تو طاعون جو دُنیا کی مصیبت ہے اس کو بدرجہ اولیٰ دور کرے گا۔
- حضور نبی پاک ﷺ کا ارشاد مُبارک ہے کہ طاعون مدینہ طیبہ میں داخل نہ ہو گا اور نہ ہی دجال۔ اس کا سبب آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ القول البدیع: ص ۲۲۱

## پاؤں کے سُن ہو جانے کے وقت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلْاَدَبُ الْمُفْرَدُ" میں حضرت عبدالرحمن بن سعد رضی اللہ عنہ کے طریق سے نقل فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں مُبارک سُن ہو گیا، تو ایک آدمی نے کہا: اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ۔ فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ ﷺ!

اپنے محبوب ترین آدمی کا ذکر کرو تو اُنہوں نے کہا: یا محمد ﷺ۔

فَکَاَنَّمَا نَشَدَ مِنْ عِقَالٍ۔ تو پاؤں ایسا ہو گیا جیسے رسی سے چھوٹ گیا ہے۔

القول البدیع، ص: ۲۲۵

## "اَلصَّلوٰۃُ اور اَلسَّلَامُ" دونوں صیغوں کو جمع کرنا

حضور سیّد العٰلمین ﷺ کی بارگاہ میں جب بھی ہدیہ صلوۃ وسلام پیش کیا جائے تو صلوۃ وسلام دونوں کو جمع کرے، کسی ایک پر اکتفا کرتے ہوئے صرف "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ یا علیہ السلام "نہ کہے۔ حدیث مُبارکہ اور دیگر علوم دینیہ پڑھنے والے کے لیے مستحب ہے کہ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر آئے تو آپ ﷺ کی بارگاہ میں دُرود و سلام کے نذرانے پیش کرے، خیال رہے کہ آواز زائد از ضرورت بلند نہ کرے۔

امام حافظ ابو بکر خطیب بغدادی اور دیگر علمائے کرام نے باآواز بلند پڑھنے پر نص بیان کی ہے اور میں نے اسے "علوم الحدیث "میں نقل کر دِیا ہے۔

ہمارے عُلمائے کرام اور دیگر اہل علم نے سنن ترمذی، سنن ابوداود اور سنن نسائی کے حوالے سے ذکر فرمایا ہے کہ تلبیہ میں پڑھتے ہوئے آواز بلند کرنا مستحب ہے۔

کتاب الاذکار، للنووی، ص: ۲۲۶

## اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ !ہمیں آپ کی جناب میں سلام عرض کرنے کا طریقہ معلوم ہے، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ قَدْ عَرَفْنَاہُ۔

سلام سے مراد وہ سلام ہے جو صحابہ کو حضور ﷺ نے تشہد میں پڑھنے کے لیے تعلیم دِیا تھا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

یہ قول امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ علّامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مُتعلّق ایک اور احتمال ذکر فرمایا ہے کہ سلام سے مراد "اَلسَّلَامُ" ہے جس سے انسان نماز سے فارغ ہوتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں پہلا قول اظہر ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں کی ایک جماعت کا اس بات پر جزم ہے کہ نمازی کے لیے مستحب ہے کہ نماز سے فارغ ہوتے وقت "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ، کے بعد "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ " کہے۔ القول البدیع فی الصلوۃ علی الشفیع:۱۲۴

## سلام کا معنی

عُلَمائے کرام فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک ہے۔جب اس کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہوگی تو اس کا معنی ہو گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مُبارکہ ثمرات و برکات سے خالی نہ رہے اور مصائب و آفات سے سلاُمت رہے، کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم مُبارَک کاموں میں خیر وبرکت جمع کرنے، خلل وفساد کے عوارض کو دور کرنے کی توقع اور امید سے ذکر کیا جاتا ہے۔

یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کا فیصلہ سلامتی کا ہو۔

سلام بمعنی "اَلسَّلَامَةُ " ہے جیسے مقام اور مقامہ، سلام اور سلامہ۔

جب یوں کہا جاتا ہے:

اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلَی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔

تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے اے اللہ! ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت، اُمّت اور ذِکر کو ہر نقص اور عیب سے سلامت رکھ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت میں وقت گذرنے کے ساتھ مزید اضافہ فرما آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کو مزید بڑھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذِکر کو مزید بلند سے بلند تر فرما۔اس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا:

کوئی ایسا امر لاحق نہ ہو جو کسی وجہ سے کمزوری یا کمی کا باعث ہو۔ القول البدیع:ص ۱۲۷

## سلام عرض کرنے کے مُتعلّق وضاحت

عُلَمائے کرام فرماتے ہیں کہ:

سلام ہر مومن زندہ مردہ، غائب حاضر کے لیے جائز ہے یہ اہل اسلام کی دُعا ہے خلاف صلوۃ کے۔ صلوۃ، نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل اطہار کے حقوق میں سے ہے۔اسی لیے نمازی کہتا ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیۡنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیۡنَ۔ القول البدیع، ص:۱۰۷

## قبر انور سے سلام اور اذان کی آواز

حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حج کیا پھر میں مدینہ شریف آیا قبر انور پر سلام پیش کیا تو میں نے حجرہ شریف کے اندر سے "وَعَلَیۡکُمُ السَّلَامُ" کی آواز سنی۔

الدارمی کی مسند میں ہے کہ ایام حرہ میں (جن ایام میں یزید کی فوجیں مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوئیں) تین دِن تک مَسجِد نبوی شریف میں اذان واقامت نہ ہوئی حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مَسجِد میں ٹھہرا ہوا تھا نماز کا وقت معلوم نہ تھا، مگر نبی پاک ﷺ کی قبر انور سے اذان اور اقامت کی آواز سنتا تھا۔ القول البدیع، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳

حضرت ابو صادق رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک اعرابی آیا جب کہ رسول اللہ ﷺ کی تدفین مُبارک کو تین دِن گذر چکے تھے، اس اعرابی نے اپنے آپ کو قبر انور پر ڈال دِیا اور قبر انور کی مٹی اپنے سر پر ڈالنے لگا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ! ہم نے آپ کا قول سنا آپ نے اللہ تعالیٰ سے کلام یاد کیا تو ہم نے آپ سے کلام یاد کیا اور جو آپ پر نازل کیا اس میں ہے:

وَلَوۡ اَنَّھُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَھُمۡ جَآءُوۡکَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰہَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَھُمُ

الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں وہ آپ کی بارگاہ میں آئیں پس مغفرت طلب کریں اللہ تعالیٰ سے۔ نیز ان کے لیے رسول اللہ ﷺ بھی مغفرت طلب کریں تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم فرمانے والا پائیں گے۔

میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تاکہ آپ میرے لیے استغفار کریں تو قبر انور سے آواز آئی تجھے بخش دیا گیا ہے۔

بہجۃ المجالس لابن عبد البر: ج ۳ ص ۲۷۵، المجموع للنووی: ج ۸ ص ۲۱۷ بحوالہ قرطبی: پ ۵ النساء آیت: ۶۴

## حضور نبی کریم ﷺ کی قبر انور کی زیارت کے آداب

امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"حضور نبی کریم ﷺ کی قبر انور کی زیارت کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ جب اُس کی نظر مدینہ طیّبہ کے حرم، کھجوروں، مکانوں پر پڑے تو کثرت سے دُرود وسلام پڑھے۔ مدینہ طیبہ کے میدانوں کی تعظیم، منازل اور گھاس والی زمین کی تعظیم ذہن میں رکھے، کیوں کہ یہ وہ جگہیں ہیں جو وحی اور نزولِ قرآن سے آباد ہوئیں۔ حضرت جبریل امین کا یہاں کثرت سے آنا جانا تھا۔ اس زمین پر سیّدُ البشر ﷺ تشریف فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا دین اور حضور نبی کریم ﷺ کی سُنّت جتنی پھیلی، یہاں سے پھیلی۔ یہ وہ جگہیں ہیں جہاں فضیلتوں اور خیرات کی مشاہد براہین و معجزات کے معاہد ہیں۔ یہ عظمتیں اِس لیے ذہن میں رکھے تاکہ اُس کا دِل نبی کریم ﷺ کی ہیبت، تعظیم اور محبّت سے لبریز ہو جائے۔ گویا وہ یہ خیال کرے کہ آپ ﷺ سامنے دیکھ رہے ہیں اور یقین رکھے کہ آپ ﷺ اُس کا سلام سُن رہے ہیں اور تکالیف میں

آپ ﷺ اُس کے مدد گار ہیں۔ لوگوں سے جھگڑنے اور غیر مناسب کاموں اور ناشائستہ کلام سے اجتناب کرے"

بعض متاخرین نے لکھا ہے کہ:

یَسْتَحِبُّ لِمَنْ مَرَّ بِمَنْزِلٍ نَزَلَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَوْ مَوْضِعٍ جَلَسَ فِيْهِ اَنْ يُّصَلِّيَ وَيُسَلِّمَ عَلَى النبی ﷺ وَاسْتَأْنَسَ لِذٰلِكَ۔

مُسافرِ مدینہ کو چاہیے جب کسی ایسی جگہ سے جہاں آپ ﷺ کا نزول ہوا، یا آپ کسی جگہ پر تشریف فرما ہوئے تو آپ ﷺ پر دُرود و سلام پیش کرے اور اُن جگہوں سے پیار کا اظہار کرے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مولیٰ اسماء رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کو تخریج کیا ہے کہ وہ حضرت اسماء کو سنتے تھے کہ وہ جب حجون سے گذریں تو کہا:

صَلَّى اللهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ لَقَدْ نَزَّلْنَا مَعَهٗ هٰهُنَا وَنَحْنُ خِفَافُ الْحَقَآئِبِ۔

اللہ تعالیٰ دُرود بھیجے اپنے رسول ﷺ پر ہم یہاں اُترے تھے آپ کے ساتھ اور ہمارے پاس ہلکے پھلکے تھیلے تھے۔

مَسجدِ نبوی شریف میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھے۔ خشوع اور خضوع اور اِجلال کا مقام ہے، اِس لیے نگاہیں جھکا رکھے پھر سلام عرض کرے۔ سلام اور دُعا کے بعد اَپنے لیے تمام مؤمن مردوں اور عورتوں کے لیے دُعا مانگے۔ القول البدیع، ص:۲۱۳

امام ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مُتوَفّٰی: ۹۲۳ھ فرماتے ہیں کہ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

حدیث پاک یا جب آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے تو آپ پر دُرود پاک پڑھتے

وقت آواز کو قدرے بلند کرے، بہت زیادہ بلند نہ کرے۔

آگے چل کر فرماتے ہیں:

وَلَا رَیْبَ اَنَّ حُرْمَتَهٗ ﷺ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَتَوْقِیْرَهٗ وَتَعْظِیْمَهٗ لَازِمٌ کَمَا کَانَ فِیْ حَیَاتِهٖ وَذٰلِکَ عِنْدَ ذِکْرِهٖ وَذِکْرِ حَدِیْثِهٖ وَسِمَاعِ اسْمِهٖ وَسِیْرَتِهٖ ﷺ۔

بے شک آپ ﷺ کا احترام، عزت اور تعظیم آپ کی زندگی مبارک اور آپ کے وصال کے بعد (ہر حال میں) لازم ہے۔ اور یہ (تعظیم و توقیر) آپ کا ذکر مبارک اور احادیث مبارک کے تذکرہ کے وقت، آپ کے اسم مبارک اور سیرت مبارکہ سنتے وقت لازم ہے۔ مسالک الحنفاء الی مشارع الصلوۃ علی المصطفیٰ، ص: ۵۱۷

## غیر انبیاء پر صلوۃ پڑھنے کا حکم

مُحدِّثین اور فقہاء کی اصطلاح میں لفظ صلوۃ انبیائے کرام کے ساتھ خاص ہے۔ غیر انبیاء پر تبعاً جائز ہے مستقلاً نہیں۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں غیر انبیاء پر لفظِ صلوۃ بولنے کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ قول حضرت امام مالک اور سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کا ہے اور یہی قول متکلمین اور فقہاء کا ہے۔

غیر انبیاء پر لفظِ صلوۃ معروف نہیں ہے، یہ خلفائے عباسیہ میں بدعت شروع ہوئی تھی۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لفظ صلوۃ غیر انبیاء پر تبعا جائز ہے مستقلا جائز نہیں۔ عُلَماء کی ایک جماعت کا یہی نظریہ ہے اور ان کا استدلال یہ ہے جب صلوۃ اصطلاح شرح میں انبیاء کی تعظیم کے لیے خصوصاً نبی کریم ﷺ کی تعظیم کے لیے وضع کیا گیا ہے تو پھر غیر انبیاء پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا۔ النور:۶۳

نہ بنالو رسول کو پکارنا آپس میں جیسے تم پکارتے ہو ایک دوسرے کو۔

اسی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: "نبی پاک علیہ السلام کی ذات کے سوا کسی دوسرے پر صلوۃ بھیجنے کو مناسب نہیں سمجھتا۔"

اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے عثمان بن حکیم کے طریق سے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے اس کی سند صحیح ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس منع کے قول کو محمول کیا جائے گا کہ بطور تعظیم کسی غیر کے لیے صلوۃ نہ پڑھے بطور دُعا کسی کے لیے لفظ صلوۃ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

علّامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: مختار یہ ہے کہ انبیائے کرام، ملائکہ، ازواجِ مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اولاد، اہل طاعت پر اجمالاً درود بھیجنا چاہیے، لیکن انبیائے کرام عَلَیۡهِمۡ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَتَسۡلِیۡمَاتُهٗ کے علاوہ کسی مخصوص شخص پر دُرود اس طرح سے پڑھنا کہ اس کا شعار بن جائے مکروہ ہے۔ خُصوصاً جب کہ اس شخص کی مثل یا اس سے افضل شخص پر دُرود نہ بھیجا جاتا ہو، جیسا کہ اہل تشیع رافضی ائمہ اہل بیت کے لیے دُرود پڑھتے ہیں، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی تحقیق رقم فرمائی ہے۔ تفسیر مظہری: ج ۴ ص ۳۳۵

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ القصاص کے لوگوں نے اپنے خلفاء اور امراء پر صلوۃ پڑھنا شروع کر دی تھی تو آپ نے فرمایا:

جب میرا یہ خط پہنچے تو انہیں فوراً حکم دو کہ صلوۃ صرف انبیاء کرام کے ساتھ خاص

کرو عام مسلمانوں کے لیے دُعا کرو باقی سب کچھ ترک کر دو۔

عُلمائے کرام فرماتے ہیں استقلالاً صلوۃ مکروہ ہے مگر تبعاً مکروہ نہیں ہے، یہی قول امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ:

تبعاً مطلقاً جائز ہے استقلالاً جائز نہیں۔ یہی قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت کا ہے۔

قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" نہیں کہا جائے گا۔ اگرچہ معنًی صحیح بھی ہے اور

صَلَّی اللہ عَلَی النَّبِیِّ وَعَلٰی صِدِّیقِہٖ اَوْ خَلِیْفَتِہٖ وَنَحْوَ ذَالِکَ کہا جاسکتا ہے۔ اسی کے قریب یہ مفہوم ہے کہ غیر خدا کے لیے عزوجل نہیں کہا جائے گا اگرچہ معنی صحیح ہے۔ کیوں کہ یہ ثنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے شعار بن چکا ہے کوئی غیر اس میں شریک نہیں ہے۔

القول البدیع، ص: ۱۰۴

یعنی جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ، ﷺ مخصوص ہو گئے ہیں اور کوئی شخص نبی محمد ﷺ یا نبی سبحانہ وتعالیٰ نہیں بولتا کہ خالق کا درجہ مخلوق کو نہیں دِیا جاتا۔ اسی طرح یہ مناسب ہی نہیں اور کسی کے شان شایان نہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ غیر کو دِیا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" نہیں کہا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔ النور: ۶۳

اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوروں کی طرح نہیں پکارنا چاہیے، صلوۃ میں بھی اور کا حصہ نہیں ہونا چاہیے۔

اُمت کے لیے مشروع یہ ہے کہ نماز میں نبی پاک ﷺ پر صلوۃ پڑھے اور صالحین کے لیے سلام بھیجے۔

صلوۃ نبی پاک ﷺ کا ایسا حق ہے جس میں دوسرا شریک نہیں۔ جلاء الافہام اردو ۳۳۳

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں: لَا تَصۡلُحُ الصَّلٰوۃُ عَلٰی اَحَدٍ اِلَّا عَلَی النبی ﷺ وَلٰکِنۡ لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ وَ الۡمُسۡلِمَاتِ الۡاِسۡتِغۡفَارُ۔

نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی کے لیے صلوٰۃ (لکھنا اور پڑھنا) مناسب نہیں جب کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے استغفار ہے۔ القول البدیع: ص ۶۵

## خلاصہ بحث از موکف

اس ساری بحث سے معلوم ہوا کہ وہ شعار جو عُلَماء مُحدّثین اور فقہاء نے جن شخصیات کے ساتھ خاص فرمائے ہیں ان کو اسی طرح استعمال کرنا بہتر اور زیادہ مناسب ہے، جیسے کہ:"صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ "یہ مستقلاً حضور ﷺ کے لیے ہے۔ آپ ﷺ کی عظمت، احترام اور تعظیم کا تقاضا یہ ہے کہ جو جو الفاظ آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہیں، ان کو اُسی طریقہ سے استعمال کیا جائے، تاکہ اور کوئی ان الفاظ میں شامل نہ ہو۔ اگر تبعاً کسی کو شامل کیا جائے تو حرج نہیں، جیسا کہ اوپر بحث گزر چکی ہے۔ صحابہ کرام کے لیے "رضی اللہ عنہم" اور اولیائے کرام کے لیے "رحمۃ اللہ علیہ" کے الفاظ بڑھائے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ "رضی اللہ عنہ" کے الفاظ اولیائے کرام کے لیے بھی مستعمل ہیں مگر بہت کم۔ مناسب یہ ہے کہ جس جماعت کے لیے جو الفاظ مخصوص کیے گئے ہیں وہی اس کے لیے استعمال کیے جائیں تاکہ تخصیص باقی رہے اور ان مقدس ہستیوں کے لیے شعار کے طور پر الفاظ کی خصوصیت رہے۔

## دُرودِ پاک پڑھنا عبادت ہے

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النبی ﷺ عِبَادَۃٌ۔

حضور نبی کریم ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھنا عبادت ہے۔

اسے التیمی نے "ترغیب" میں اور اسی طرح النمیری اور ابن بشکوال نے بھی ذکر فرمایا ہے۔

---

حضرت ابو غسان المدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

مَنْ صَلّٰی عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِاَۃَ مَرَّۃٍ فِی الْیَوْمِ کَانَ کَمَنْ دَاوَمَ الْعِبَادَۃَ طُوْلَ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ۔ جس نے سرکار دوعالم ﷺ پر دِن میں سو مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے دِن رات کی عبادت پر دوام اختیار کیا۔

القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع، ص:۱۳۴

حضرت شیخ علامہ شہاب الدین القلیوبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صلوۃ القلیوبی کے مقدمہ میں حضور نبی پاک ﷺ پر دُرودِ پاک کے فضائل میں چند احادیث ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

یہ دُرودِ شریف تمام عبادات میں آسان ترین عبادت ہے اور اللہ ملک الجلیل کے زیادہ قریب ہے اور ہر ایک کی طرف سے مقبول، ہر حال میں مقبول۔ چاہے پڑھنے والا مخلص ہو یا ریاکار۔ یہی قول زیادہ صحیح ہے۔

حضرت علامہ سیّد احمد دحلان نے رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "تَقْرِیْبُ الْاُصُوْلِ فِیْ تَسْھِیْلِ

الْوُصُوْلِ لِمَعْرِفَةِ الرَّبِّ وَالرَّسُوْلِ جَلَّ جَلَالُهٗ وَ ﷺ "میں علامہ سیّدی عبد الرحمن بن مصطفی العیدروس سے نقل فرمایا کہ انہوں نے اپنی کتاب "مَنَاقِبُ اٰلِ الْعَیْدِرُوْسِ "میں ذکر فرمایا کہ:

آخری زمانہ میں عبادات ختم ہو جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کا ذریعہ حضور ﷺ پر دُرود بھیجنے کے علاوہ کچھ نہیں ہو گا خواہ نیند میں ہو یا بیداری میں ہو اور یہ کہ تمام اعمال مقبول یا مردود ہو سکتے ہیں سوائے دُرود پاک کے کہ وہ عظمتِ رسول ﷺ کی وجہ سے قطعاً مقبول ہے اور اس پر علماء کا اتفاق ہے۔

## جسے شیخ طریقت نہ ملے دُرودِ پاک اُس کا شیخ اور مُرشد ہے

حضرت سیّد احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

جب آدمی کو کوئی شیخ و مرشد نہ ملے تو حضور نبی کریم ﷺ کے وہ اذکار جو آپ سے ثابت ہیں دوسرے اوراد سے افضل ہیں اور اسی طرح اسے تلاوت قرآن مجید اور رسولُ اللہ ﷺ پر دُرود و سلام پڑھنا کافی ہے۔ سعادۃُ الدارین فی الصلوۃ علی سیّد الکونین، ۱۴۴

حضرت شیخ سنوسی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح "صغری" میں، حضرت شیخ زروق نے اور شیخ ابو العباس احمد بن موسی المشرع الیمنی نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

"دُرودِ پاک کے اثرات میں سے ہے کہ یہ دِل کو منور کرتا ہے اور ہمت کو بلند۔ ان باتوں پر تجربہ شاہد ہے اور یہاں تک کہا گیا ہے کہ جسے مرشد نہ ملے وہ دُرودِ پاک بکثرت پڑھے یہ شیخِ طریقت کا کام دے گا اور اس کے قائم مقام ہو گا۔" دُرود پاک سے ایسی نورانیت میسر آتی ہے جو اوصافِ ذمیمہ کو جلا دیتی ہے، طبیعت کی حرارت دور کرتی ہے اور نفوس کو قوت حاصل ہوتی ہے کیوں کہ یہ پانی کی طرح ہے، لہٰذا اس اعتبار سے یہ

تربیّت کرنے والے شیخ کا کام دیتا ہے۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص:۷۰

شیخِ مُحقّق حضرت عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلِ سلوک کے لیے دُرود شریف فتوحِ عظیمہ اور عطایائے شریفہ کا ذریعہ ہے۔ بعض مشائخ فرماتے ہیں: "جب شیخ کامل تربیّت کرنے والا نہ ملے تو دُرودِ پاک کو اپنے لیے لازمی اور قطعی قرار دے۔ یہ اُس کی رہبری اور راہنمائی کو کافی ہو گا جو اُس کی توجُّہ بارگاہِ ایزدی کی طرف تعلیم و آدابِ نبویہ اور تہذیب واخلاقِ محمدیہ سے کرے گا۔ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ اُس کی ترقی کمال اعلیٰ درجے پر ہو گی۔ بارگاہِ اِلٰہی میں بازیابی اور بارگاہِ رسالت کی قربت سے مشرف ہو گا۔

بعض مشائخ کرام سورۃ اخلاص شریف اور دُرود شریف کی کثرت پر تاکید فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں: "سورۂ اخلاص شریف پڑھنے سے ہم نے خدائے واحد کو پہچانا اور کثرتِ دُرودِ پاک سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میسر ہوئی۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ: "جو شخص کثرت سے دُرود شریف پڑھے وہ آپ کو خواب یا بیداری میں ضرور دیکھے گا۔ بعض مشائخ متاخرینِ شاذلیہ نے فرمایا: "جس زمانہ میں اولیائے مُرشِد نہ ملے تو طریقِ سلوک و معرفتِ قربِ الٰہی حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ اتباعِ شریعت کرتے ہوئے مداومتِ ذِکر اور کثرتِ دُرود شریف کرے۔ دُرود شریف سے باطن میں ایک عظیم نور پیدا ہو گا جس کے ذریعے سے راستہ معلوم ہو گا اور آپ سے بلاواسطہ فیض حاصل ہو گا۔

جذبُ القلوبِ فی زِیارۃِ المحبوب: ص ۲۶۴

ہمارے حضرت خواجۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو سرگودہا سے جناب غلام نبی صاحب نے بذریعہ خط اپنی رہنمائی کے لیے عرض کی۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: بزرگ محض

رہنمائی کے لیے ہوتے ہیں۔کام عمل سے بنتا ہے۔ عمل خود کرنا پڑتا ہے بندہ دُعا گو ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا قرب عطا کرے اور عمل صالح کا ذوق وشوق افزونی ہو۔اس کے بعد فرمایا: "بزرگوں کا قول ہے کہ جس کا بظاہر راہنما نہ ہو دُرود شریف اس کا رہنما ہے، آپ دُرود شریف کی کثرت رکھیں خود گرہیں کھلتی جائیں گی اور ضروری راہنمائی ہوتی رہے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔" مکاتیب الفردوس، ج:۱، مکتوب:۲۶۱

ایک مولانا نے آپ کی خدمت میں بذریعہ مکتوب عرض کی: منصبِ اِرشاد عطا فرمائیں، تو آپ نے اُن کو جواب ارشاد فرمایا: "بندہ کے مُتعلِّق آپ نے جس نیک گمان کا اظہار کیا ہے، یہ آپ کی اپنی صالح فطرت کا نتیجہ ہے، نیک انسان دوسرے کو نیک ہی گمان کرتا ہے، رہی بندہ کی اپنی حالت، تو بندہ اپنے انجام کی فکر میں ہے کیوں کہ اچھا وہ ہے، جس کا اِنجام اچھا ہو۔ بزرگوں کے عطا کردہ فرمودات پر مواظبت سے روحانی اِرتقاء اور شرح صدر میسر آتا ہے، پھر دُرود شریف سے بھی بعض بزرگوں کے نزدیک یہ مرحلہ حل ہوتا ہے، جن کی شیخِ طریقت تک رسائی نہ ہو۔ مکاتیب الفردوس:ج ۲ مکتوب ۱۹۶

# فوائد و ثمرات الصّلوٰۃ

# عَلَی النبی ﷺ

علامہ شمس الدین ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (اَلْمُتَوَفّٰی ۷۵۱ھ) دُرودِ پاک سے حاصل ہونے والے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سرکارِ دوعالم ﷺ پر دُرود شریف پڑھنے سے دائمی مَحبّت اور اس میں اضافے کا سبب ہے۔ یہ ایمانی عقود میں سے ہے جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا، کیوں کہ بندہ جب اپنے محبوب کا ذکر زیادہ کرتا ہے اور اس کو دِل میں حاضر سمجھتا ہے نیز ان مَحاسن و معانی کو دِل میں لاتا ہے، جو اس کی مَحبّت کو کھینچتے ہیں تو مَحبوب کی مَحبّت بڑھ جاتی ہے اور اُس کی طرف شوق میں اِضافہ ہو جاتا ہے بلکہ محبوب اس کے پورے دِل پر چھا جاتا ہے اور جب وہ اس کے ذِکر اور دِل میں اُس کے مَحاسن کو حاضر کرنے سے احتراز کرتا ہے تو محبوب کی مَحبّت اُس کے دِل میں ناقص ہو جاتی ہے۔

مُحبّ کی آنکھ کو محبوب کے دِیدار سے زیادہ ٹھنڈک محبوب کے ذِکر اور اُس کے مَحاسِن کو سامنے لانے سے حاصل ہوتی ہے، جب اُس کے دِل میں یہ بات زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے تو زبان پر محبوب کی مدح و ثنا کا ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ اب اُس میں اِضافہ اور نقصان اُس کے دِل میں پائی جانے والی مَحبّت کی زیادتی اور نقصان کی بُنیاد پر ہوتا ہے۔

مشہور مثل ہے: مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ مِنْ ذِکْرِہٖ۔

جو شخص کسی چیز سے مَحبّت کرتا ہے وہ اس کا ذِکر کثرت سے کرتا ہے۔

| لَوْ شَقَّ عَنْ قَلْبِیْ فَرٰی وَسْطَہٗ | ذِکْرُکَ وَ التَّوْحِیْدَ فِیْ شَطَر |
|---|---|

اگر میرا دِل پھٹ جائے تو اس کے درمیان اپنے ذکر کو دیکھے گا اور دوسرے نصف میں اللہ کی توحید ہے۔

یہ مؤمن کا دِل ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی توحید اور اُس کے محبوب کا ذکر ایک ہی سطر میں لکھا ہوا ہے جس کو مٹانے اور ازالے کا کسی کو دخل نہیں ہو سکتا۔

وَالْمَقْصُوْدُ اَنَّ دَوَامَ الذِّكْرِ لِمَا كَانَ سَبَبًا لِّدَوَامِ الْمَحَبَّةِ وَكَانَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَحَقَّ بِكَمَالِ الْحُبِّ وَالْعُبُوْدِيَّةِ وَالتَّعْظِيْمِ وَالْاِجْلَالِ كَانَ كَثْرَةُ ذِكْرِهٖ مِنْ اَنْفَعِ مَا لِلْعَبْدِ وَكَانَ عَدُوَّهٗ حَقًّا هُوَ الصَّادُّ لَهٗ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ وَعُبُوْدِيَّتِهٖ وَلِهٰذَا اَمَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِكَثْرَةِ ذِكْرِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ وَجَعَلَهٗ سَبَبًا لِّلْفَلَاحِ فَقَالَ تَعَالٰى:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ الجمعۃ:۱۰

وَقَالَ تَعَالٰى: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا۔ الاحزاب:۴۱

مقصود یہ ہے کہ جب دائمی ذکر دائمی محبّت کا سبب ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کمال محبّت، عبودیّت، تعظیم اور بزرگی کے اظہار میں سب سے زیادہ حق رکھتا ہے تو اُس کے ذِکر کی کثرت بندے کو زیادہ نفع دینے والی ہے اور اس کا حقیقی دُشمن وہی ہے جو اسے اس کے ربّ اور اس کے ذکر اور اُس کی عبادت سے روکتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے ذِکر کا کثرت سے حکم دِیا ہے فرمایا: اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

دوسری جگہ فرمایا: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرو۔

اِنَّهَا سَبَبٌ لِّلْبَرَكَةِ فِيْ ذَاتِ الْمُصَلِّيْ وَعَمَلِهٖ وَعُمْرِهٖ وَاَسْبَابِ مَصَالِحِهٖ، لِاَنَّ الْمُصَلِّيْ دَاعٍ رَّبَّهٗ اَنْ يُّبَارِكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَهٰذَا الدُّعَآءُ مُسْتَجَابٌ وَالْجَزَآءُ مِنْ جِنْسِهٖ۔

دُرود وسلام پڑھنے والے کی ذات، عمل، عمر، مصلحتوں کے اسباب میں برکت کا سبب ہے۔ بے شک دُرودِ پاک پڑھنے والا اپنے رب سے یہ دُعا کر رہا ہوتا ہے کہ وہ آپ ﷺ اور آپ کی آل پر برکت نازل فرمائے، یہ دُعا مقبول ہے اور جزا بھی اس کی جنس سے ہے۔

.........

اِنَّھَا سَبَبٌ لِنَیْلِ رَحْمَۃِ اللّٰہِ لَہٗ لِاَنَّ الرَّحْمَۃَ اَمْ بِمَعْنَی الصَّلٰوۃِ کَمَا قَالَ الطَّآئِفَۃُ۔

یہ عمل رحمت خداوندی کے حصول کا ذریعہ ہے کیوں کہ رحمت یا صلوۃ کے معنی میں ہے جس طرح کہ بعض کا قول ہے یا اس کے لوازم اور موجبات سے ہے۔ صحیح قول یہی ہے۔

فَلَا بُدَّ لِلْمُصَلِّیْ عَلَیْہِ مِنْ رَّحْمَۃٍ تَنَالُہٗ۔

پس آپ ﷺ پر دُرود شریف پڑھنے والے کو لازماً رحمت حاصل ہوتی ہے۔

.........

اِنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَیْہِ ﷺ سَبَبٌ لِّمَحَبَّتِہٖ لِلْعَبْدِ فَاِنَّھَا اِذَا کَانَ سَبَبًا لِّزِیَادَۃِ مَحَبَّۃِ الْمُصَلّٰی عَلَیْہِ لَہٗ فَکَذَالِکَ ھِیَ سَبَبٌ لِّمَحَبَّتِہٖ ھُوَ لِلْمُصَلّٰی عَلَیْہِ۔

آپ ﷺ پر دُرود شریف پڑھنا بندے سے آپ کی محبّت کا ذریعہ ہے جب یہ اُس ذات کی محبّت میں اضافہ کا سبب ہے جس پر یہ دُرود شریف پڑھا جاتا ہے یعنی آپ ﷺ سے وہ محبّت کرتا ہے تو آپ بھی اس سے محبّت کرتے ہیں۔

.........

اِنَّھَا سَبَبٌ لِّھِدَایَۃِ الْعَبْدِ وَحَیَاتِ قَلْبِہٖ۔

صلوۃ کا پڑھنا بندے کی ہدایت اور اُس کی قلبی زندگی کا سبب ہے کیوں کہ جب وہ

آپ ﷺ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھتا ہے اور آپ ﷺ کا ذکر کرتا ہے تو آپ ﷺ کی محبّت اُس کے دِل پر غالب آجاتی ہے حتیٰ کہ اُس کے دِل میں اوامر میں سے کسی چیز کا ٹکراؤ نہ رہے اور جو کچھ آپ لائے ہیں اس میں سے کسی میں شک نہیں بلکہ جو کچھ آپ ﷺ لائے ہیں وہ سب کچھ اُس کے دِل میں ایک سطر میں لکھا ہوتا ہے مختلف بدلنے والی حالتوں میں اُسے پڑھتا ہے اور اس سے ہدایت، فلاح، اور طرح طرح کے علوم حاصل کرتا ہے جب بھی اُس میں بصیرت، قوت اور معرفت زیادہ ہوتی ہے تو دُرود شریف پڑھنے میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم جو رسول اکرم ﷺ کی سنت کے عارف اور آپ ﷺ کی اتباع کرنے والے ہیں اُن کا دُرود شریف عوام کے دُرود شریف پڑھنے سے الگ ہوتا ہے۔ اس میں اُن کے عضا میں حرکت پیدا ہوتی ہے اُن کی آواز بلند ہوتی ہے اور آپ ﷺ کی اتباع کرنے والے وہ لوگ جو آپ کی سنت کا علم رکھتے ہیں آپ کے لائے ہوئے دین پر عمل کرتے ہیں اُن کے دُرود شریف پڑھنے کا انداز الگ ہوتا ہے اور جوں جوں دینِ اسلام کی معرفت زیادہ ہوتی ہے اُنہیں اس دُرود شریف کی حقیقت سے زیادہ محبّت و معرفت حاصل ہوتی ہے۔

دُرود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطلوب ہے۔

وَهٰكَذَا ذِكْرُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ كُلَّمَا كَانَ الْعَبْدُ بِهٖ اَعْرَفُ وَلَهٗ اَطْوَعُ وَاِلَيْهِ اَحَبُّ كَانَ ذِكْرُهٗ غَيْرُ ذِكْرِ الْغَافِلِيْنَ وَاللَّاهِيْنَ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ذِکر کا مسئلہ ہے۔ بندہ جب اُس کی پہچان زیادہ حاصل کر لیتا ہے اُس کی اطاعت زیادہ کرتا ہے اور اُس سے محبّت بھی زیادہ کرتا ہے تو اُس کے ذِکر اور غافل لوگوں کے ذِکر میں فرق ہو جاتا ہے۔

وَهٰذَا اَمْرٌ اِنَّمَا يُعْلَمُ بِالْحِسِّ لَا بِالْخَبَرِ۔

اور یہ ایسا معاملہ ہے جس کا علم حس سے ہوتا ہے خبر سے نہیں۔

جو شخص اپنے محبوب کی صفات کا ذکر کرتا ہے جس کی مَحبّت اُس کے پورے دِل پر چھاجاتی ہے وہ اُس کی تعریف کرتا ہے، اُس کی بزرگی بیان کرتا ہے تو اُس کے ذِکر اور اُس شخص کے ذِکر میں فرق ہے جو محض علاُمتی طور پر یا لفظی انداز میں ذکر کرتا ہے اور اُس کے معنی کو نہیں جانتا اُس کے دِل اور زُبان میں مطابقت نہیں ہوتی۔ جس طرح نوحہ کرنے والی (پیشہ ور رونے والی) عورت اور اُس عورت کے رونے میں فرق ہوتا ہے جس کا بچہ مر جائے۔

فَذِكْرُهٗ ﷺ وَذِكْرُ مَاجَآءَ بِهٖ وَحَمْدُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى اِنْعَامِهٖ عَلَيْنَا وَمَنَّتِهٖ بِاِرْسَالِهٖ ﷺ هُوَ حَيَاتُ الْوُجُوْدِ وَالرُّوْحِ۔

پس رسول اللہ ﷺ کے ذِکر اور آپ کے لائے ہوئے دین کا ذکر نیز اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو بھیج کر ہم پر جو انعام اور احسان کیا، اس بنیاد پر اس کی تعریف کرنا وجود اور اس کی روح کی زندگی ہے۔

| | |
|---|---|
| رُوْحُ الْمَجَالِسِ ذِكْرُهٗ وَحَدِيْثُهٗ | وَهُدًى لِكُلِّ مِلَدَدٍ حِيْرَانٖ |
| وَ اِذَا اَخَلَّ بِذِكْرِهٖ بِمَجلِس | وَاُولٰٓئِکَ الْاَمْوَاتُ فِي الْحَيَانٖ |

مجالس کی روح آپ ﷺ کا ذکر اور آپ ﷺ کی باتیں کرنا ہے ہر بھٹکے ہوئے حیران کے لیے یہ ہدایت ہے۔ اور جب کوئی مجلس آپ ﷺ کے ذکر سے خالی ہو تو یہ زندوں میں مردہ کی طرح ہے۔

.........

اِنَّهَا سَبَبٌ لِعَرْضِ اسْمِ الْمُصَلّٰى عَلَيْهِ ﷺ وَذِكْرُهٗ عِنْدَهٗ۔

دُرودِ پاک پڑھنے والے کا یہ اعزاز ہے کہ اُس کا نام آپ ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں پیش کیا جاتا ہے اور اُس کا ذکر ہوتا ہے۔

ارشادِ گرامی ہے:

اِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ: بے شک تمہارا دُرود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

وَکَفٰی بِالْعَبْدِ نَیْلًا اَنْ یُّذْکَرَ اسْمُهٗ بِالْخَیْرِ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

بندے کے لیے اس سے بڑا اعزاز کیا ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اُس کا ذکر کیا جائے۔

.........

دُرود شریف اللہ تعالیٰ کے ذِکر اور رسول اللہ ﷺ کے ذکر دونوں پر مشتمل ہے۔

.........

فَهِیَ مُتَضَمِّنَةٌ لِّکُلِّ الْاِیْمَانِ بَلْ هِیَ مُتَضَمِّنَةٌ لِّلْاِقْرَارِ بِوُجُوْدِ الرَّبِّ الْمَدْعُوِّ تَعَالٰی وَعِلْمِهٖ وَسَمْعِهٖ وَقُدْرَتِهٖ وَاِرَادَتِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَکَلَامِهٖ وَاِرْسَالِ رَسُوْلِهٖ وَ تَصْدِیْقِهٖ فِیْ اَخْبَارِهٖ کُلِّهَا وَکَمَالِ مَحَبَّتِهٖ وَلَا رَیْبَ اَنَّ هٰذِهٖ اُصُوْلُ الْاِیْمَانِ۔

دُرودِ پاک پورے ایمان پر مشتمل ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے واجب الوجود ہونے اور اُس کے علم، سماعت، قدرت، ارادہ اور دیگر صفات اور کلام پر مشتمل ہے اور اُس کا رسول اللہ ﷺ کو بھیجنا اور تمام خبروں میں آپ ﷺ کی تصدیق اور کمالِ محبّت وغیرہ بھی اس میں شامل ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام باتیں ایمان کی اصل ہیں۔

فَکَانَتْ مِنْ اَفْضَلِ الْاَعْمَالِ۔ جلاء الافہام، ص:۵۱۸، ۵۲۶

پس رسول اللہ ﷺ پر دُرود شریف پڑھنا یہ سب سے بہتر عمل ہے۔

- اللہ رب العزت کی فرمانبرداری اور تعمیل حکم

- اللہ ﷻ کے ساتھ درود میں موافقت ہماری صلوۃ دُعا اور سوال ہے اور اللہ تعالیٰ کی صلوہ ثناء، شرف وبزرگی وعظمت کا بیان ہے۔
- دُرود وسلام میں فرشتوں کے ساتھ موافقت
- دعا کے اول اور آخر میں صلوۃ وسلام پڑھنے سے قبولیت کی امید واثق ہے۔
- حضور سیّدِ عالم ﷺ کی شفاعت پانے کا سبب
- گناہوں کی مغفرت
- رنج اور غم میں اللہ تعالیٰ کے کفایت کرنے کا سبب
- قیامت کے دِن حضور ﷺ سے قرب کا حاصل ہونا۔
- قضائے حاجات کا وسیلہ
- تنگ دستی کے لیے دُرودِ پاک صدقے کے قائم مقام ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی دُعائے رحمت کے حاصل کرنے کا سبب ہے۔
- دُرود زکوٰۃ وطہارت ہے
- موت سے پہلے بندے کو جنت کی بشارت ملنے کا سبب
- قیامت کی ہولناکیوں سے نجات۔
- دُرود پاک سے مَجلِس پاک ہو جاتی ہے
- قیامت کے دِن وہ مَجلِس بندے کے لیے حسرت کا سبب نہیں بنتی۔
- فقر وتنگدستی جاتی رہتی ہے
- بخیلی کی عادت دور ہو جاتی ہے
- دُرود خواں جنت کے راستے پر چلتا ہے

- ترک کرنے سے راہِ بہشت بھول جاتا ہے
- پل صراط پر بندے کے لیے نور کا سبب ہے
- دُرود پاک پڑھنے سے بندہ جفا سے نکل جاتا ہے
- اللہ تعالیٰ کی رحمت پانے کا ذریعہ ہے
- گناہ معاف ہوتے ہیں
- درجات بلند ہوتے ہیں جلاء الافہام، ص:۲۱۷،۲۱۶
- صلوۃ وسلام برکت کا سبب
- دُرودِ پاک حضور ﷺ سے دائمی مَحبّت اور آپ ﷺ کی مَحبّت میں زیادتی کا سبب ہے۔
- بندے کی ہدایت اور اس کے قلب کی حیات کا سبب ہے
- دُرودِ پاک اللہ کے ذکر، شکر اور احسان کی معرفت کو متضمن ہے
- حضور نبی پاک علیہ السلام پر کثرت سے دُرودِ پاک پڑھنا شیخ مربی کے قائم مقام ہے
- دُرودِ پاک کے اہم ثمرات میں سے ہے کہ آپ ﷺ کی صورت مُبارَکہ دل میں مُنَقَّش ہو جاتی ہے۔
- دُرودِ پاک اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے کوئی شخص اس پر مطلع نہیں
- اس کی فضلیت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس کی حلاوت کا ذائقہ پڑھنے والے کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں جان سکتا۔ حدائق الانوار فی الصلوۃ والسلام، شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
- علّامہ ابن فرحون قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

حضور نبی پاک ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھنے کے دس فوائد ہیں:

- اللہ تعالیٰ کی رحمت
- نبی پاک ﷺ کی شفاعت
- ملائکہ کرام کی اقتداء
- منافقین اور کفار کی مخالفت
- جرائم اور گناہوں کی معافی
- ضرورتوں اور حاجتوں کا بر آنا
- ظاہر و باطن کی نورانیت
- جہنم سے نجات
- جنت میں داخلہ
- رب رحیم و غفار جل جلالہ کا سلام

صاحب "حدائق الانوار فی الصلوۃ والسلام علی النبی المختار" اپنی کتاب کے پانچویں حدیقہ میں حضور نبی اکرم ﷺ پر دُرودِ پاک پیش کرنے سے حاصل ہونے والے ثمرات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

- آپ ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل
- دُرودِ پاک بھیجنے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی موافقت
- دُعا کے قبول ہونے کی اُمید
- شفاعت کا ذریعہ
- گناہوں کی بخشش اور عیوب کی پردہ پوشی کا سبب
- مقاصد کے پورا ہونے کا سبب

- آپ ﷺ کے تقرب کا ذریعہ
- صدقہ کے قائم مقام
- موت سے پہلے جنت کی بشارت ملنے کی امید
- قیامت کی ہولناکیوں سے نجات
- بارگاہِ رسالت سے جواب ملنے کی امید
- بھولی ہو چیزوں کے یاد آنے کا سبب
- فقر کا خاتمہ
- برکت کا سبب
- بندہ ہدایت یافتہ ہو جاتا ہے اور دِل کو حیات ملتی ہے
- بندہ ثابت قدم رہتا ہے
- دُرود و سلام میں کبھی آپ ﷺ کے لیے دُعا کرتا ہے اور کبھی اپنے لیے۔
- سب سے بڑا فائدہ اور عظیم ثمرہ یہ ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ کی صورت مُبارَکہ دِل ودماغ میں نقش ہو جاتی ہے۔
- دُرود و سلام کی کثرت تربیت کرنے والے شیخ کے قائم مقام ہے۔

مطالع المسرات، مترجم، ص: ۷۱، ۷۰

## دُرودِ پاک پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "دُرودِ پاک پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ آپ جواب سے مشرف فرماتے ہیں، جو کہ آپ کا طریقۂ دائمی ہے۔ اس سے بڑھ کر کون سی سعادت ہو گی کہ سرورِ عالم ﷺ کی دُعائے خیر اُس

شخص کو شاملِ حال ہو۔ اگر یہ تمام عُمر میں ایک ہی بار حاصل ہو جائے تو لاکھوں کرامات کا ذریعہ اور خیر وسلامتی کا نتیجہ ہے اور اس سعادت کا حاصل ہونا یقینی ہے، شُبہ کا اس میں کوئی دخل نہیں اس لیے کہ جب ﷺ آپ کی حیات حقیقۃً ثابت ہوگئی اور سلام کا جواب دینا سُنّت بلکہ قریب فرض کے ثبوت کو پہنچا ہے تاکید یہ کہ آں حضرت ﷺ کی اس سنت کے ادا کرنے پر جس طرح کہ آپ کی عادتِ مُبارک تھی۔ نقل ہے کہ آپ سلام کرنے میں سبقت فرماتے تھے تو سلام کے جواب میں آپ سابق تر ہوں گے۔

*********

صلوۃ وسلام بھیجنے کے فوائد میں سے یہ ہے کہ تین روز تک فرشتے بھیجنے والے کے گناہ لکھنے سے باز رہتے ہیں۔ لوگوں کو اس کی غیبت کرنے سے منع کر دیتے ہیں، قیامت کے دِن عرش کا سایہ ملے گا، میزانِ عمل میں اُس کا تمام عمل وزنی ہو گا۔ پیاس سے امن، جنّت میں کثرت سے عورتیں ملیں گی، دُنیا اور آخرت میں دانائی اور ہدایت حاصل ہو گی۔

*********

مؤمن صادق اور مشتاق محب پر لازم ہے کہ اس عبادت کی کثرت اور دوسرے اعمال پر فضیلت دے اور ایک مخصوص تعداد میں وظیفہ بنالے۔ بہتر تو یہ ہے کہ ہزار سے کم نہ ہو یا پانچ سو پر اکتفا کرے یا پھر سو سے کبھی کم نہ کرے۔ بعض نے تین سو کو پسند فرمایا اور بعض نے دو سو بعد نماز صبح وشام مقرر فرمایا، سوتے وقت بھی کچھ دُرود شریف کا وظیفہ پڑھنا چاہیے۔ جب کثرت کی عادت ہو جائے تو پھر آسان بھی ہو جاتا ہے، جب دُرود شریف کی لذت اور شیرینی طالب کی روح کو پہنچتی ہے تو اُس کی روح کا قوام اور

قوت قوی ہو جاتی ہے۔ تعجب ہے اُس مؤمن پر جو اپنے شب وروز میں ایک ساعت بھی اس عبادت میں صرف نہ کرے۔

جذبُ القلوبِ فی زیارۃِ المحبوبِ: ص ۲۶۲، ۲۶۳

## ہر مُشکِل کا حل دُرودِ پاک

حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں آپ پر کثرت سے دُرود پاک بھیجتا ہوں۔ میں کتنا وقت آپ پر دُرود بھیجنے کے لیے خاص کرلوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَاشِئْتَ: جس قدر تمہاری مرضی۔

میں نے عرض کی: اَلرُّبُعَ؟ چوتھائی وقت۔

آپ نے فرمایا: مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ۔

جس قدر تمہارا جی چاہے اگر زیادہ وقت مقرر کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

میں نے عرض کیا: اَلنِّصْفَ؟ آدھا وقت۔ فرمایا: مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ۔

جس قدر تمہارا جی چاہے اگر زیادہ وقت مقرر کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

میں نے عرض کی: اَلثُّلُثَیْنِ؟ دو تہائی وقت مقرر کرلوں۔

آپ نے فرمایا: مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ۔ جس قدر تمہارا جی چاہے اگر زیادہ وقت مقرر کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

پھر میں نے عرض کی کہ: اَجْعَلُ لکَ صَلَاتِیْ کُلَّھَا میں تمام وقت ہی آپ پر دُرود پاک کے لیے مقرر کردیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اِذًا تَکْفِیْ ھَمَّکَ وَیُغْفَرُ لکَ ذَنْبُکَ۔ تب تمہارے غموں کو کفایت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ترمذی شریف: ج ۴، رقم ۲۴۵۷، مستدرک للحاکم: ج ۲ ص ۵۱۳، مسند احمد بن حنبل: ج ۵ ص ۱۳۶

شیخ القاری علی بن سلطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِس حدیثِ پاک میں حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کے سوال کامنشا یہ ہے کہ جن اَوقات میں میں اَپنے لیے دُعامانگتاہوں، میں چاہتاہوں، اُس کے بدلے میں آپ پر دُرودِپاک کی تعداد بڑھادوں۔ آپ کی اِس بارے میں کیارائے ہے؟تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم جتنی مقدار بڑھاناچاہو، تمہیں اِختیار ہے، اِضافہ کرلوتوتمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔انہوں نے اِضافہ کرتے کرتے بالآخر یہ عرض کیاکہ:

جتناوقت دُعاکے لیے الگ کرتاہوں، سارا وقت آپ پر دُرودِپاک ہی پڑھوں گا۔

یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا:

اگر تم نے ایسا کرلیا، توتمہاری ساری پریشانیوں سے تمہاری کفایت کی جائے گی اور تمہارے گناہوں کو بخش دِیاجائے گا۔ ترمذی شریف:ج ۴،رقم ۲۴۵۷

## دُرودِپاک اہل مجلس کے لیے کفّارہ

بعض اہل علم فرماتے ہیں:

اِذَا صَلَّی الرَّجُلُ عَلَی النبی ﷺ مَرَّۃً فِی الْ مَجلِس اَجزَأَ عَنہُ مَاکَانَ فِیْ ذٰلِکَ الْمَجلِسِ۔

جب کوئی آدمی مجلس میں ایک بار نبی کریم ﷺ پر دُرودِپاک بھیجے اس مجلس میں جوکچھ ہوتاہے سب کو کفایت کرجاتاہے۔ جلاء الافہام:ص ۸۷

## مَقاصِدِ دُرود شریف

حضرت علامہ الحلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "نبی پاک علیہ السلام پر درود پڑھنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہنا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق بجالانا ہے۔"

علّامہ عبدُالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ الحلیمی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا تعاقب کیا ہے اور فرمایا: "ہمارا نبی پاک علیہ السلام پر دُرودِ پاک بھیجنا ہماری طرف سے آپ کی سفارش نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ ہم جیسے ناقص بندے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے کامل اکمل کی شفاعت نہیں کر سکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا بدلہ چکانے کا حکم فرمایا، جس نے ہم پر احسان و انعام کیا۔ اگر ہم احسان چکانے سے عاجز ہوں تو محسن کے لیے دُعا کریں۔

پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے دیکھا کہ جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسان کا بدلہ دینے سے عاجز ہیں تو اس نے ہماری رہنمائی دُرود شریف کی طرف فرمائی تا کہ ہمارے دُرود شریف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسان کا بدلہ بن جائیں کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسان سے افضل کوئی احسان نہیں ہے۔

حضرت ابو محمد المرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک بھیجنا حقیقت میں اس کا نفع تیری طرف لوٹتا ہے گویا تو اپنے لیے دُعا کر رہا ہے۔

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَائِدَۃُ الصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ تُرْجِعُ اِلَی الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْہِ۔

نبی پاک علیہ السلام پر دُرود شریف بھیجنے کا فائدہ دُرود شریف بھیجنے والے کی طرف

لوٹتا ہے۔ کیوں کہ اس کا دُرود شریف پڑھنا اس کے صاف عقیدہ، خلوصِ نیت، اظہارِ محبّت اور اطاعت پر مداومت و ہیشگی اور واسطہ کریمہ کے احترام پر دلالت ہے۔

ایک عارف باللہ فرماتے ہیں:

مِنْ اَعْظَمِ شُعَبِ الْاِیْمَانِ الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ مَحَبَّۃً لَّہٗ اَدَآءً لِّحَقِّہٖ وَتَوْقِیْرًا لَّہٗ وَتَعْظِیْمًا وَّالْمُوَاظَبَۃُ عَلَیْھَا مِنْ بَابِ اَدَآءِ شُکْرِہٖ ﷺ۔ وَشُکْرُہٗ وَاجِبٌ لِّمَا عَظَمَ مِنْہُ مِنَ الْاَنْعَامِ فَاِنَّہٗ سَبَبُ نَجَاتِنَا مِنَ الْجَحِیْمِ۔ وَدُخُوْلِنَا فِیْ دَارِ النَّعِیْمِ وَاِدْرَاکِنَا الْفَوْزَ بَاَیْسَرِ الْاَسْبَابِ وَنَیْلِنَا سَعَادَۃً مِنْ کُلِّ الْاَبْوَابِ وَ وُصُوْلِنَا اِلَی الْمَرَاتِبِ السَّنِیَّۃِ وَالْمَنَاقِبِ الْعَلِیَّۃِ بِلَاحِجَابٍ۔ (لِقَوْلِہٖ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی) لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ النساء:۱۶۴

آپ ﷺ کی محبّت کے لیے آپ کے حق کی ادائیگی کے لیے، آپ ﷺ کی عزت و توقیر کے لیے دُرود پاک پڑھنا ایمان کا بڑا حصہ ہے اور دُرودِ پاک پر مواظبت آپ ﷺ کے شکریہ کی ادائیگی ہے اور آپ ﷺ کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے کیوں کہ آپ ﷺ کی طرف سے ہم پر بہت بڑا انعام ہے۔ آپ ﷺ ہمارے لیے دوزخ سے نجات، جنت میں دخول، آسان ترین اسباب کے ذریعے کامیابی کے حصول، ہر طرف سے سعادت کے وصول اور بغیر حجاب کے مراتب سنیہ اور مناقب علیہ تک پہنچنے کا سبب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ اس نے ان میں سے ایک مکرم رسول

(ﷺ) بھیجا جو ان پر آیات مُبارَکہ تلاوت کرتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے، کتاب وحکمت سکھاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے وہ گمراہی میں تھے۔ القول البدیع، ص:۴۵

حضور سرکار دوعالم ﷺ پر درود پڑھنے سے مقصود آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کو بیان کرنا ہے۔ ورنہ آپ ﷺ ہمارے صلوۃ پڑھنے سے غنی ہیں۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں سوالیہ انداز سے فرماتے ہیں: جب اللہ رب العزت اور ملائکہ آپ ﷺ پر دُرودِ پاک بھیجتے ہیں تو پھر ہمارے صلوٰۃ کی آپ ﷺ کو کیا ضرورت ہے؟

توجواباً آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ کو ہمارے صلوۃ بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالی کی صلوٰۃ کے ساتھ ملائکہ کی صلوۃ بھیجنے کی ضرورت ہے۔ یہ فقط آپ ﷺ کی تعظیم کے ظاہر کرنے کے لیے ہے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر ہمارے اوپر واجب قرار دِیا حالاں کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے ذکر کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں فقط اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا اظہار ہے اور اس شفقت کا جو ہم پر ہے تاکہ ہمیں اس کا اجر عطا فرمائے اور اسی وجہ سے حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِپاک پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار صلوۃ بھیجتا ہے۔

پس صلوۃ آپ ﷺ کی تعریف، آپ ﷺ کے اوصافِ جمیلہ کے تذکرہ اور فضائل جلیلہ کے بیان پر مشتمل ہے، کیوں کہ مقصود آپ ﷺ کی تعظیم کا اظہار اور آپ ﷺ کی تعریف کرنا ہے۔ اور وہ جب ہی ہوگا جب مختلف صیغوں کے ساتھ کیا جائے۔ صلوات الثناء علی سید الانبیاء، علامہ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ، ص:۲۶

## عالمِ رؤیا میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت

سیّدی حضرت عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ طریقت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: "ائمہ مذاہب نے اپنی مذاہب کی تائید شریعت کے ساتھ ساتھ حقیقت کے قواعد پر چل کر کی۔ یہ حضرات شریعت اور حقیقت دونوں کے عالم تھے۔"

نیز فرمایا: "تمام اہلِ کشف کے نزدیک ائمۂ مجتہدین میں سے کسی کا قول شریعت سے خارج نہیں۔ ان حضرات کو اپنے اقوال کتاب وسُنّت اور اقوال صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مستفاد ہونے پر اطلاع ہے۔ کشف صحیح سے مشرف ہیں ان میں سے ہر ایک کی روح حضور سیّدِ عالم ﷺ کی روح پاک کے حضور حاضر ہوتی ہے۔ جس چیز کے مُتعلّق کچھ تردُّد ہوتا ہے تو اس بارے میں بارگاہ سیّد عالم ﷺ سے سوال کرتے ہیں: "یارسول اللہ ﷺ! یہ آپ کا ارشاد ہے کہ نہیں؟ یہ شرف بیداری میں اور سرکار ﷺ کے روبرو ہو کر حاصل ہوتا ہے۔ اہل کشف کے درمیان شروط معتبرہ کے ساتھ یہ حاضری ہوتی ہے۔"

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد فرماتے ہیں: "بارگاہِ سیّد عالم ﷺ میں روحانی طور پر حاضر ہونے کا جو تذکرہ کیا ہے اگر اس کے بارے میں کسی کو الجھن ہو تو ہم اسے کہتے ہیں کہ یقیناً یہ اولیاء اللہ کی کرامات میں سے ہے۔ بے شمار اولیاء اللہ کے مُتعلّق مشہور ہے انہیں رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں اکثر حضوری کا شرف حاصل ہوتا تھا اور اس بات کی ان کے معاصرین تصدیق کرتے ہیں۔ بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

شیخ عبدالرحیم القصناوی، سیدی شیخ ابومدین المغربی، سیدی ابوالسعود بن ابی العشائر،

سیّدی شیخ ابراہیم الدسوقی، سیّدی الشیخ ابوالحسن الشاذلی، سیّدی الشیخ ابوالعباس المرسی، سیّدی الشیخ ابراہیم المتبولی، سیّدی الشیخ جلال الدین سیوطی، سیّدی الشیخ احمد الزواوی الجبیری رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہِم اَجمَعِین۔"

حضرت شیخ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "اب تک میں بیداری کی حالت میں پچھتر (۷۵) مرتبہ بالمشافہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہوں ۔میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث شریفہ کے خادموں میں سے ہوں، مجھے ان احادیث کی صحت کے بارے میں جنہیں مُحدِّثین نے اپنے طریق کے مطابق ضعیف قرار دِیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفادہ کرتا ہوں ۔"

سیّدی محمد بن زین رحمۃ اللہ علیہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت سرائی کیا کرتے تھے، انہیں بیداری میں بالمشافہ زیارت کا شرف حاصل ہوا ۔ حج پر گئے تو مزار پر انوار میں سے انہیں شرف کلام بخشا گیا ۔ایک دفعہ ایک شخص نے انہیں حاکم شہر کے پاس چلنے کو کہا یہ گئے حاکم نے احترام کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا ۔بعد ازاں زیارت کا سلسلہ منقطع ہو گیا عرصہ تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیارت کی درخواست کرتے رہے، شعروں میں التجائیں کیں، کچھ فاصلے سے شرف بخشا اور فرمایا: "تو ظالموں کے دربار میں بیٹھ کر میری زیارت کا طلب گار ہے ایسا نہیں ہو سکتا ۔"

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مرید حضرت شیخ ابوالعباس المُرسی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: "اگر ہم سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت پلک جھپکنے کی قدر پس پردہ ہو جائے تو ہم اپنے آپ کو اہل اسلام سے شمار نہیں کرتے ۔

حضرت شیخ عبد اللہ بن ابو جمرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: "مجھے بیداری میں حضور نبی

کریم ﷺ کا شرف حاصل ہوتا ہے۔"پس آپ گوشہ نشین ہو گئے سوائے جمعہ کے باہر نہیں آتے تھے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ برکات روحانی ترجمہ طبقات امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا نہایت ہی مختصر تعارف جو آپ نے اپنی داستان اپنی زبانی بیان فرمائی آپ کی عظیم تالیف "لطَآئِفُ الْمِنَنِ وَالْاَخْلَاقِ" کے چند مقامات سے لیا ہے۔ اس کو صاحب زادہ پیر سید محمد محفوظ الحق شاہ حفظہ اللہ نے "طبقات" کے شروع میں ذکر فرمایا۔ ص۳۶،۳۵

## سیّدی الشیخ مُحمّد ابوالمواہب الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور نبی پاک ﷺ کی زیارت

آپ اکثر رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتے۔فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کی خدمت میں عرض کی لوگ مجھے آپ ﷺ کی زیارت کے واقعات کے صحیح ہونے پر جھٹلاتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مجھے اللہ کی عزت اور عظمت کی قسم! جس نے اسے نہیں مانا یا اس کے بارے میں تجھے جھوٹا کہا وہ یہودی، نصرانی یا مجوسی ہو کر مرے گا۔فرمایا: "آپ ﷺ نے میرے دِل پر دستِ کرم رکھا اور فرمایا: بیٹے! غیبت حرام ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا۔" الحجرات: ۱۲

پھر فرمایا: "اگر کسی سخت مجبوری کی وجہ سے لوگوں کی غیبت سننی پڑے تو سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر اُن کا ثواب اس کو ہدیہ کر دِیا کرو جس کی غیبت کی گئی ہے کیوں کہ غیبت اور ثواب ان شاء اللہ ایک دوسرے کے وارث اور موافق ہو جائیں گے"

فرمایا: سوتے وقت "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پانچ پانچ مرتبہ پڑھ کر یہ دُعا کیا کرو: اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَرِنِیْ وَجْهَ مُحَمَّدٍ حَالًا وَّ مَالًا۔

جب سوتے وقت یہ پڑھے گا تو میں تیرے پاس آؤں گا۔

میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! مجھے چھوڑیں گے نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہم تجھے نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ تو میرے پاس حوضِ کوثر پر آئے اور اُس سے پیے کیوں کہ تو سورۃ الکوثر پڑھتا ہے اور مجھ پر دُرود شریف بھیجتا ہے جب بھی تو اپنے عمل کو دیکھے یا تیری گفتگو میں خلل واقع ہو جائے تو استغفار کرنا:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ اَسْئَلُہُ التَّوْبَۃَ وَ الْمَغْفِرَۃَ اِنَّہٗ ھُوَالتَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔"

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ ﷺ پر دُرود شریف تیزی سے پڑھا تاکہ اپنا وِرد جو کہ ایک ہزار تھا مکمل کر لوں تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْعُجْلَۃَ مِنَ الشَّیْطٰنِ؟ کیا تو نہیں جانتا کہ جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے۔ پھر فرمایا: بِتَمَھُّلٍ وَّتَرْتِیْلٍ۔ ٹھہر ٹھہر کر اور ترتیل کے ساتھ یوں پڑھ: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔

اِلَّآ اِذَا ضَاقَ الْوَقْتُ فَمَا عَلَیْکَ اِذَا عَجَّلْتَ۔ مگر جب وقت تنگ ہو تو جلدی پڑھنے میں حرج نہیں۔ پھر فرمایا: وَھٰذَا الَّذِیْ ذَکَرْتُہٗ لَکَ عَلٰی جِھَۃِ الْاَفْضَلِ وَاِلَّا فَکَیْفَمَا صَلَّیْتَ فَھِیَ صَلَاۃٌ وَّالْاَحْسَنُ اَنْ تَبْتَدِئَ بِالصَّلٰوۃِ التَّامَّۃِ اَوَّلَ صَلٰوتِکَ وَلَوْ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً وَّکَذَالِکَ فِیْ اٰخِرِھَا تَخْتِمُ بِھَا۔

یہ جو کچھ میں نے تجھ سے کہا افضلیت کے اعتبار سے ہے ورنہ تو جیسے بھی پڑھے گا دُرود شریف ہی ہے اور زیادہ اچھا ہے کہ تو دُرود شریف کا ورد مکمل دُرود شریف سے کر اگرچہ ایک مرتبہ ہی ہو اسی طرح آخر میں اسی پر خاتمہ کرے۔

وَالصَّلٰوۃُ التَّامَّۃُ ھِیَ: اور مکمل دُرود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی (سَیِّدِنَا) اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ (سَیِّدِنَا) اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی (سَیِّدِنَا) اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ (سَیِّدِنَا) اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

ایک مرتبہ فرمایا: "تیرا شیخ ابو سعید الصفراوی مجھ پر مکمل دُرود شریف پڑھتا ہے اور کثرت سے پڑھتا ہے۔ اُس سے کہنا کہ جب دُرودِ پاک ختم کرے تو اللہ ﷻ کی حمد وثنا کرے۔" آپ ﷺ نے میرے منہ کا بوسہ لیا اور فرمایا: میں اُس منہ کو چومتا ہوں جو مجھ پر ایک ہزار مرتبہ دِن میں اور ایک ہزار مرتبہ رات کو دُرودِ پاک بھیجتا ہے۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ پر جو شخص ایک مرتبہ دُرود شریف پڑھے اُس پر اللہ تعالیٰ دس مرتبہ رحمت فرماتا ہے۔ کیا یہ اُس کے لیے ہے جو حضور دِل سے پڑھے؟ فرمایا: نہیں یہ تو اُس کے لیے ہے جو غفلت کے ساتھ پڑھے اور اُسے اللہ تعالیٰ پہاڑوں کی مثل ملائکہ عطا فرماتا ہے جو اُس کے لیے دُعا اور استغفار کرتے ہیں۔ لیکن جو حضورِ قلب کے ساتھ پڑھے اُس کا اجر تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

فرمایا: "اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ" کس قدر اچھا ہے کہ اگر رات کو تیر اور دھوتا مجھ پر دُرودِ پاک پڑھے اور کہے: وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

فرمایا: کبھی مدد نہیں آتی مگر انکساری اور کمزوری وعاجزی کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی جب تم کمزور تھے۔

## نبی کریم ﷺ کی زیارت کا عمل

جو چاہے کہ نبی پاک ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو تو اسے چاہیے اکابر اولیاء اللہ کی محبّت کے ساتھ ساتھ صبح وشام آپ ﷺ کے ذِکر کی کثرت کرے ورنہ خواب کا دروازہ اُس پر بند ہے۔

---

فقراء کی صحبت لازم کرو اگرچہ صرف یہی حاصل ہو کہ قیامت کے دِن تیری دستگیری فرمائیں۔

---

صوفیاء کے حضور سرِ خم تسلیم کرنے میں زیادہ سلامتی ہے لیکن اُن کے مُتعلّق حسن عقیدت زیادہ غنیمت ہے اُن کی صحبت کی برکت سے کتنے فقیر غنی ہوئے۔

---

بعض ایسے اولیاء کرام ہیں جو اپنے مریدِ صادق کو وصال کے بعد اپنی زندگی سے بھی زیادہ نفع پہنچاتے ہیں۔

---

اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جن کی تربیت اللہ تعالیٰ کسی واسطہ کے بغیر خود فرماتا ہے۔ بعض وہ ہیں کہ اُن کی تربیت اپنے بعض اولیاء کے توسل سے فرماتا ہے اگرچہ وہ وصال کر چکے ہوں۔ بعض وہ ہیں جن کی تربیت دُرود شریف کی کثرت کی وجہ سے خود حضور نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں۔

طبقاتِ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ. ص:۵۳۱،۵۴۹

## حضرت مُجدّد و منورِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور دُرودِ پاک

حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ دُرود شریف کے مُتعلّق اپنا معمول ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میں کچھ مدت تک حضرت خیر البشر علیہ السلام پر دُرودِ پاک پڑھنے میں مشغول رہا، مختلف صیغوں کے ساتھ دُرودِ پاک پڑھتا، بہت سے دُنیوی فوائد اور نتائج حاصل ہوئے اور ولایتِ خاصہ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے اَسرار و دقائق کا مجھ پر فیضان ہوتا رہا۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم مکتوب:۵۷

---------

آپ رحمۃ اللہ علیہ دُرود پاک کی کثرت فرماتے، خصوصاً جمعۃ المبارک کی شب اور دِن کو، اسی طرح پیر کی شب اور دِن میں بھی۔

آخری ایام حیات میں جمعہ کی راتوں کو احبابِ طریقت کو جمع فرما کر ہزار بار دُرود شریف پڑھتے۔

"رسالہ صلوۃ ماثورہ" جو حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ترتیب دِیا ہوا ہے، اکثر وِرد فرماتے۔ بعد نماز ظہر اور کبھی نماز عشاء۔ زبدۃ المقامات، ص:۲۸۶

آپ کا معمول مبارک تھا کہ وضو فرماتے ہوئے بوقتِ مضمضہ یہ دُعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَعَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَعَلٰی صَلَاۃِ حَبِیْبِکَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ جواہر مجددیہ: ص ۸۳

---------

حضرت امام ربانی، غوث صمدانی مجدد و منورِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوباتِ شریفہ کے

آغاز میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد حضور نبی پاک علیہ السلام پر دُرود شریف کے مختلف صیغہ ہا کے ساتھ ذکر فرماتے۔

برادر عزیز صاحب زادہ محمد بدر الاسلام صدیقی نے آپ رضی اللہ عنہ کے مکتوباتِ شریفہ میں موجود دُرودِ پاک کے مختلف صیغوں کو جمع کر کے "بَشَآئِرُ الْحَسَنَاتِ فِي الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلٰى سَيِّدِ الْكَآئِنَاتِ" کے نام سے کتاب مرتب فرمائی اور اس کو سات احزاب پر تقسیم کیا ہے۔

## وضاحت

حضرت مُجدّدِ و منورِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"میں دُرودِ پاک کی کثرت میں مشغول رہا اور مختلف صیغہ ہا کے دُرود و سلام کا وِرد کرتا رہا۔ اس سے مجھے بہت سے دُنیوی فوائد حاصل ہوئے۔ ولایتِ خاصّہ محمدیہ علیہ السلام کے دقیق اسرار ورموز کا فیض حاصل رہا۔ کچھ مدت تک اسی طرح چلتا رہا اتفاقاً اس التزام میں فرق آگیا اور صرف صلوۃ موقتہ پر کفایت کی۔ اس وقت یہی معلوم ہوا کہ صلوۃ کی بجائے تسبیح و تہلیل و تقدیس میں مشغول رہوں۔ دِل میں سوچا شاید اس میں کوئی حکمت ہو گی، اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر فرمائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے معلوم ہوا کہ اس وقت ذکر کرنا صلوۃ و دُرود بھیجنے سے بہتر ہے، دُرود پاک پڑھنے والے کے لیے بھی اور جس پر دُرود بھیجا جاتا ہے، اس کے لیے بھی۔ اس کی دو وجہیں ہیں:

- حدیث قدسی میں آیا ہے:

مَنْ شَغَلَهٗ ذِكْرِيْ عَنْ مَّسْئَلَتِيْ اَعْطَيْتُهٗ اَفْضَلَ مَآ اُعْطِي السَّآئِلِيْنَ۔

جس کو میرے ذکر نے مجھ سے سوال کرنے سے روک رکھا تو میں اس کو تمام سائلین

سے بڑھ کر دیتا ہوں۔

• (اللہ تعالیٰ کا) ذکر کرنا حضور نبی پاک علیہ السلام کے حکم اور طریقہ مبارکہ سے ثابت ہے، تو اس کا ثواب جس قدر ذاکر کو پہنچتا ہے اسی قدر ثواب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی پہنچتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا۔ "جس شخص نے کسی نیک سنت کو جاری کیا اس کو اس کا اپنا اجر بھی ملے گا اور اس شخص کو بھی جو اس پر عمل کرے گا۔"

اسی طرح جو کوئی اُمّتی نیک عمل کرتا ہے اُس عمل کا اجر جس طرح نیک کام کرنے والے کو پہنچتا ہے اسی طرح پیغمبر علیہ السلام کو بھی پہنچتا ہے۔ کیوں کہ آپ اس کے وضع فرمانے والے ہیں اور اس کے عمل کا ثواب بھی کم نہیں ہوتا۔ اس اچھے عمل میں ثواب کی نیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کرے یا نہ کرے، کیوں کہ یہ حق تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ اس میں اُمّتی کا کوئی دخل نہیں۔ ہاں اگر وہ نیک عمل کرنے والا پیغمبر علیہ السلام کی نیت کر لے تو اس کے لیے زیادہ اجر کا باعث ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ذکر سے اصلی مقصود اللہ تعالیٰ کی یاد ہے اور اس پر اجر کا طلب کرنا اس پر طفیلی اور تابع ہے اور دُرود پاک میں اصلی مقصد طلب حاجت ہے۔ ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ پس وہ فیض جو ذِکرِ قلبی کی راہ سے حضور علیہ السلام تک پہنچتا ہے اُن برکات سے کئی گناہ زیادہ ہے، جو دُرودِ پاک کی راہ سے آپ تک پہنچے۔

جاننا چاہیے کہ ہر ذکر یہ مرتبہ نہیں رکھتا، وہ ذکر جو قبولیت کے لائق ہے۔ لیکن جو ذکر ایسا نہیں، دُرودِ پاک کو اس پر زیادتی اور فضیلت ہے اور صلوۃ وسلام سے زیادہ

برکتیں حاصل ہونے کی امید ہے۔

وہ ذکر جو طالب کسی شیخ کامل سے اخذ کرتا ہے، طریقت کے آداب و شرائط کو مدِ نظر رکھ کر اس پر مداومت کرتا ہے، دُرودِ پاک پڑھنے سے افضل ہے۔ کیوں کہ یہ ذکر اس ذکر کا وسیلہ ہے۔ جب تک یہ ذکر نہ ہو اس ذکر تک نہیں پہنچ سکتے۔

یہی وجہ کہ مشائخ طریقت قدس سرہم مبتدی کے لئے سوائے ذکر کرنے کے اور کچھ جائز نہیں سمجھتے، اس کے حق میں صرف فرضوں اور سنتوں پر کفایت کرتے ہیں اور امورِ نافلہ سے منع کرتے ہیں۔

## قیومِ ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رضی اللہ عنہ

قیومِ ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رضی اللہ عنہ منتہی سالک کو کلمہ طیبہ کے تکرار کی تاکید فرماتے تھے اور خود بھی پڑھا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کے فرضوں اور مغرب کی سُنّتوں کے بعد التحیات کے جلسہ پر بیٹھے دس مرتبہ کلمہ تمجید پڑھتے اور مُریدوں کو بھی اس کے پڑھنے کا حکم دیتے، آں حضرت رضی اللہ عنہ نے سات دُرود جمع کیے ہیں، جسے دُرودِ ہفتہ کہتے ہیں، اُن میں سے ہر روز ایک پڑھتے ہیں، ذکر وظائف اور تسبیحات کو کبھی جہر نہ کرتے۔ روضۃ القیومیہ: ص ۲۶۱

## ہر اُمّتی اپنے کمال میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا محتاج ہے

اُمّت میں سے کوئی شخص خواہ وہ کمالات میں کتنا ہی بلند درجہ حاصل کرلے، اپنے نبی علیہ السلام کے ساتھ برابری نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ سب کمالات اس کو نبی پاک علیہ السلام کی شریعت کی اطاعت کی وجہ سے حاصل ہوئے۔ یہ سب کمالات، دوسرے اطاعت کرنے والوں کے کمالات بھی اور اپنے مخصوصہ کمالات بھی، سب حضور نبی پاک علیہ السلام کو

حاصل ہوں گے۔

اسی طرح وہ شخصِ کامل اپنے نبی علیہ السلام کے سوا کسی دوسرے نبی علیہ السلام کے مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا، اگرچہ کسی نے اس نبی کی اطاعت نہ کی ہو اور اس کی دعوت کو کسی نے قبول نہ کیا ہو۔ کیوں کہ ہر ایک نبی علیہ السلام اصلی اور مستقل طور پر صاحبِ دعوت و شریعت کی تبلیغ پر مامور ہے۔

اُمتوں کا کسی نبی کا انکار کرنا، اس کی دعوت و تبلیغ میں قصور پیدا نہیں کرتا اور ظاہر ہے کہ کوئی کمال دعوت و تبلیغ کے مرتبے تک نہیں پہنچتا۔

فَاِنَّ اَحَبَّ عِبَادِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهَ مَنْ حَبَّبَ اللّٰهُ اِلٰى عِبَادِهٖ وَحَبَّبَ عِبَادَ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ دَاعِیْ وَالْمُبَلِّغُ۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارا وہ شخص ہے، جو اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے نزدیک اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارا اور محبوب بنائے اور وہ شخص دعوت و تبلیغ کرنے والا ہے۔

حدیثِ پاک میں ہے کہ قیامت کے دن عُلماء کی سیاہی کو فی سبیل اللہ شہیدوں کے خون کے ساتھ وزن کریں گے اور سیاہی والا پلہ خون والے پلے پر راجح اور غالب آجائے گا باقی اُمّت کے لوگوں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی، جو کچھ رکھتے ہیں، طفیلی اور ضمنی ہے۔

اصل اصل سے ہے اور فرع اصل سے مُستنبط ہے۔

اِس بیان سے اِس اُمّت کے داعیان اور مُبلّغین کی فضیلت معلوم کرنی چاہیے، اگرچہ دعوت و تبلیغ میں بہت سے درجات ہیں اور داعیان و مُبلّغین اپنے اپنے درجات میں متفاوت ہیں۔ علماء تبلیغِ ظاہری کے ساتھ مخصوص ہیں اور صوفیاء باطن کے ساتھ

اہتمام کرتے ہیں۔ جو کوئی عالم صوفی ہے، وہ کبریتِ احمر یعنی اِکسیر ہے اور ظاہری وباطنی دعوت و تبلیغ کے لائق ہے اور **پیغمبر** علیہ السلام کا نائب ووارث ہے اور بعض لوگ اس اُمّت کے مُحدِّثین کو جو اَحادیثِ **نبوی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ کرتے ہیں، تمام اُمّت سے افضل جانتے ہیں۔ اگر مطلق اور عام طور پر افضل جانتے ہیں تو محلِ خدشہ ہے اور اگر ظاہری مُبلّغین کی نسبت کہا ہے تو ہو سکتا ہے کیوں کہ مطلق فضیلت اس جامع مُبلّغ کے لیے ہے جو ظاہری باطنی تبلیغ کرتا ہے یعنی ظاہر میں بھی دعوت کرتا ہے اور باطن میں بھی۔

ظاہر یقیناً عمدہ اور نجات کا مدار اور بڑی برکت والا اور عام نفع والا ہے لیکن اس کا کمال باطن پر موقوف ہے ظاہر بغیر باطن کے ناتمام اور بغیر ظاہر کے باطن بدانجام ہے اور جو باطن کو ظاہر سے جمع کرے، وہ کبریتِ احمر ہے، یعنی سرخ گندھک، کیمیا واکسیر ہے۔

رَبَّنَآ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔

مکتوبات امام ربانی، مکتوب، ۵۷، دفتر اول

## اِطاعتِ رسول ہی مدارِ نجات ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انبیاء کرام علیہم السلام کے کامل متبعین کمالِ متابعت اور کثرتِ مَحبّت کی وجہ سے، بلکہ محض **اللہ تعالیٰ** کی بخشش وعنایت سے اپنے اتباع کردہ انبیاء کرام (علیہم السلام) کے تمام کمالات کو جذب کر لیتے ہیں اور پورے طور پر ان کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔

مکتوبات امام مجدد الف ثانی، دفتر اول، ۲۴۸

**حضور نبی پاک** علیہ السلام کی اطاعت وپیروی میں کوشش کرنا بندے کو مقام محبوبیت تک لے جاتا ہے۔ ہر عقل مند اور دانش ور پر لازم ہے **اللہ تعالیٰ** کے حبیب علیہ السلام کی اتباع میں ظاہراً اور باطناً پوری سعی اور کوشش کرے۔

مکتوب، ۴۱، دفتر اول

آپ ﷺ کی اتباع کا ایک ذرّہ تمام دُنیوی لذتوں اور اُخروی لذتوں سے کئی درجے بہتر ہے۔ فضیلت روشن سنت کی اطاعت کے ساتھ وابستہ ہے اور بزرگی آپ ﷺ کی شریعت کی بجا آوری کے ساتھ مربوط ہے۔ مکتوب، ۱۱۴، دفتر اول

.........

جس طرح حضور نبی پاک علیہ السلام علوم شریعت بذریعہ وحی حاصل فرماتے تھے، صوفیائے کرام انہیں بذریعہ کشف حاصل کرتے ہیں اور انہیں یہ اِستعداد و صلاحیت آپ ﷺ کے طفیل اور آپ ﷺ کی اتباع کامل کی بدولت ملتی ہے۔ دفتر اول، مکتوب: ۳۰

.........

کوئی فضیلت آں حضرت ﷺ کی اطاعت کی برابری نہیں کرسکتی۔

زبدۃ المقامات، حضرت مولانا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

قیلولہ (دوپہر کا مختصر آرام یعنی سونا) جو کہ اطاعتِ رسول ﷺ کی نیت سے ہو ان کروڑو شب بیداریوں سے افضل ہے، جو اطاعتِ رسول سے محروم ہوں۔ اہل ریاضت بہت کچھ مجاہدے کرتے ہیں، لیکن اگر شریعت مطہرہ کے مطابق نہ ہوں تو بے کار و بے سود۔ مکتوب، ۱۱۴، دفتر اول

.........

ولی جو کمال بھی حاصل کرتا ہے، جس درجے تک پہنچتا ہے وہ آں حضرت ﷺ کی پیروی کے طفیل میں پہنچتا ہے۔ مبدأ و معاد: ص ۲۱۶

.........

ہر فضیلت آپ ﷺ کی پیروی اور ہر کمال آپ ﷺ کی شریعت کے اتباع سے وابستہ ہے۔ مکتوب، ۱۱۴، دفتر اول

.........

وہ ریاضتیں اور مجاہدے جو سنت کی تقلید کے سوا اِختیار کیے جائیں، اُن کا اِعتبار نہیں۔ مکتوب، ۱۲۱، دفتر اول

## خوابؔ میں سرکار دوعالم ﷺ کی زیارت

ایک عقیدت مند نے حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی سرورِ کائنات ﷺ کی زیارت کا خواہاں ہوں، آپ نے اسے یوں جواب دیا:

"دُرود شریف کی کثرت رکھیں اور حضور علیہ السلام کی کامل اتباع کی کوشش کریں، یہی اصل زیارت ہے۔" مکاتیب الفردوس، ج:۱، مکتوب: ۲۴

## حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت

ایک سنگی کو دلائل الخیرات شریف پڑھنے کے لیے فرمایا، تو یہ بھی فرمایا کہ: "ذوق وشوق" سے پڑھنا۔ جب ہم تمہاری طرح جوان تھے تو ہمارے "ذوق و شوق اور انہماک" کا یہ عالم تھا کہ اس کی قرأت کے دوران جب لطائف کی طرف توجہ کرتے تو بارگاہِ نبوی ﷺ میں حضوری نصیب ہو جاتی۔

عاجز راقم الحروف نے حضور خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا: "حضوری" کا کیا معنی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ: سرکار دوعالم ﷺ کی زیارت نصیب ہونا، جیسے حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے ستر مرتبہ حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔

# الدعاء
## (فضائل وآداب)

**اللہ تعالیٰ** اِرشاد فرماتا ہے:

- وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ المؤمن:۶۰

تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دُعا مانگو میں قبول کروں گا۔

- اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً۔ الاعراف:۵۵

اپنے رب سے دُعا مانگو گڑ گڑا کر اور خفیہ۔

- اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا۔ مریم:۳

جب انہوں نے اپنے رب کو خفیہ آواز کے ساتھ پکارا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ **النَّبِيِّ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **حضور نبی اکرم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

دُعا عبادت کا مغز ہے۔ ترمذی شریف: رقم:۳۳۳۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ **حضور نبی کریم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى **اللّٰهِ** مِنَ الدُّعَاءِ۔ ترمذی: رقم ۳۳۲۹، ابن ماجہ: رقم ۳۸۲۹

**اللہ تعالیٰ** کے نزدیک دُعا سے بلند مرتبہ کوئی چیز نہیں۔

عَنْ نُّعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ عَنِ **النبی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **حضور نبی کریم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دُعا عبادت ہے۔"

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مُبارکہ تلاوت فرمائی:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ۔ المؤمن:۶۰ ترمذی شریف:ج ۴،رقم ۳۰۴۹

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا:

لَایَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَایَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ۔

بخاری شریف: رقم ۵۷۲۹، ترمذی شریف: رقم ۲۲۲۵

تقدیر کو دُعا کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں بدلتی اور عمر کو نیکی کے علاوہ کوئی اور چیز زیادہ نہیں کرتی۔

لَایَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَاءُ:

علّامہ الشیخ القاری علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قضا اس امر کو کہتے ہیں جو تقدیر میں لکھا گیا ہو۔ حدیث مبارک کا مطلب یہ ہے کہ قضا سے مراد وہ مصیبت ہے جس کا انسان کو خطرہ اور وہ اس سے بچنے کی تدبیر کرتا ہو، پس جب اسے دُعا کی توفیق ہو جاتی ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ اس سے اُس تکلیف کو ہٹا دیتا ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ نے علاج کرنے اور دُعا کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ باوجود یہ کہ جو نوشتہ تقدیر ہے وہ ہو کر رہنے والا ہے، کیوں کہ اس کا وجود اور عدم وجود لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام پہنچے تو آپ کو پتا چلا کہ یہاں طاعون کی وبا ہے تو آپ وہاں سے واپس لوٹے۔ اس پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المؤمنین! آپ قضا سے بھاگ رہے ہیں؟ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو عبیدہ! کاش یہ بات آپ نہ کہتے۔ پھر فرمایا: نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَضَآءِ اللّٰهِ اِلٰی

قَضَآءِ اللّٰہِ۔ ہاں ہم اللہ کی قضا سے اللہ کی قضا کی طرف بھاگتے ہیں۔

یا "رد قضا" سے مراد اس کو آسان کر دینا اس میں اس اتنی تخفیف کر دینا گویا وہ مصیبت نازل ہی نہ ہوئی تھی۔ اس کی تائید آں حضرت ﷺ کی یہ حدیثِ مُبارَک کرتی ہے:

اِنَّ الدُّعَآءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَاءِ۔

تحقیق دُعا نازل ہونے والی اور نہ نازل ہونے والے امور میں سود مند ہے پس اے اللہ کے بندو! تم دُعا کو لازم پکڑو۔

بعض فرماتے ہیں:

دُعا ڈھال کی طرح اور مصیبت تیر کی مانند ہے اور قضا ازلی تقدیر ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الدُّعَآءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَاءِ۔

ترمذی شریف، رقم: ۳۶۱۶

بلاشبہ دُعا اس چیز کے لیے نفع ہے جو نازل ہو چکی اور اس چیز کے لیے بھی نافع ہے جو نازل نہ ہوئی، لہٰذا اے اللہ کے بندو! دُعا کو اپنے لیے ضروری سمجھو۔

## وضاحت

دُعا نازِل شدہ مصیبت میں اس طرح نافع ہے کہ اگر وہ قضائے معلق ہو تو اس کو ہٹا کر اور قضائے مبرم ہو تو برداشت میں سہولت پیدا فرماتا ہے اور اس کو صبر عطا فرماتا ہے اور راضی بالقضا کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے برعکس کی تمنا ہی نہیں رہتی بلکہ اسے مصیبت میں لذت محسوس ہوتی ہے جیسے کہ دُنیاداروں کو دُنیا کی نعمتوں سے لذت ملتی ہے۔

اور دُعا غیر نازل شدہ مصیبت میں اِس طرح نافع ہے کہ مصیبت اس سے پھیر لے اور دور کر دے یا اُس کے ساتھ پیشگی مدد کرے اور اُس کو اس طرح سے مضبوط اور مستحکم بنادے کہ اس پر اس مصیبت کو جھیلنا سہل اور آسان ہو جاتا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اگر یہ ہو کہ قضا کا رد ممکن ہی نہیں تو پھر دُعا کا کیا فائدہ؟

تو جان لو کہ یہ بھی قضا میں سے ہے کہ دُعا سے مصیبت ہٹے۔

دُعا مصیبت کو ٹالنے اور رحمت کے وجود میں آنے کا سبب ہے۔ جیسا کہ ڈھال تیر کو دور کرنے کا اور پانی زمین میں سے نباتات کے خروج کا سبب ہیں اور اعتراف بالقضا کے لیے یہ شرط نہیں کہ نہتا ہو جایا جائے۔ حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں فرمایا:

لِيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ۔ اپنے بچاؤ کا سامان اور ہتھیار لیں۔

سورۃ النساء، آیت:۱۰۲

اللہ تعالیٰ نے امور اور ان کے اسباب بنائے ہیں۔

دُعا میں کئی فوائد ہیں۔

- اس میں حضور قلب، اظہار محتاجی ہے اور یہی عبادت اور معرفت کی غایت اور روح ہے۔

مرقاۃ المفاتیح کتاب الدعوات

## اوقاتِ دُعا

دُعا کی قبولیت کے لیے قیمتی لمحات کو مدِ نظر رکھے۔ جیسے یوم عرفہ، ماہِ رمضان المبارک، آخری تہائی رات اور وقت سحر۔

وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ۔ اور پچھلی رات استغفار کرتے ہیں۔ الذاریات:۱۸

احوال شریفہ کو غنیمت سمجھے، مثلا: حالت سجود، لشکروں کے ٹکرانے کا وقت، بارش کا وقت، اقامت نماز اور نماز کے بعد۔

حضرت امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- رقت قلب کی حالت ان احوال شریفہ میں داخل ہے۔
- قبلہ رخ ہو، دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرے آخر میں اپنے چہرے پر مل لے، آواز آہستہ رکھے، نہ زیادہ پست، نہ زیادہ بلند۔
- رعایت سجع کا تکلف نہ کرے اسے دُعا میں ظلم کہا گیا ہے۔ زیادہ بہتر ہے کہ منقول دُعاؤں پر اکتفا کرے کیوں کہ جو آدمی دُعا میں خوبصورتی پیدا کرنے کی کوشش کرے گا اس میں ظلم اور زیادتی کا خوف رہے گا۔

علمائے کرام فرماتے ہیں دُعا کرتے وقت ذلت اور اِفتقار کا اِظہار ہونا چاہیے، نہ کہ فصاحت وبلاغت کا۔

## دُعا میں کتنے اَلفاظ ہونے چاہیئں

- علماء وصوفیا کرام دُعا میں سات سے زیادہ الفاظ نہیں لاتے تھے۔
- سورہ بقرہ کی آخری دُعائیں اس قول کی تائید کرتی ہیں، جن کا آغاز: "رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا" سے ہوتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی دُعائیں جس مقام پر بھی نقل فرمائی ہیں وہ ان مذکورہ دُعاؤں سے بڑھ کر نہیں۔
- جمہور علمائے کرام کے مختار مذہب کے مطابق "سات یا کم کلمات کی کوئی پابندی نہیں اور سات سے زیادہ مکروہ نہیں"، بلکہ بکثرت دُعا کرنا مطلقا مستحب ہے۔

- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین مرتبہ دُعا اور تین مرتبہ استغفار کرنے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔

کتاب الاذکار، للنووی رحمۃ اللہ علیہ، ص:۵۳۹ ---ابوداود شریف، ۱۵۲۴، صحیح ابن حبان:۱۵۲۴

.........

- حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْمَ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر یہ دُعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ۔

صحیح مسلم شریف ۱۷۷۱، ترمذی شریف: ۳۴۲۱، ۳۴۲۳

یا اللہ! میرے پہلے اور پچھلے پوشیدہ اور ظاہر اور ان گناہوں کو بخش دے جن کے بارے میں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی آگے لے جانے والا اور تو ہی پیچھے رکھنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک علیہ السلام ان الفاظ میں دُعا فرماتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَجِلَّہٗ وَاَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ وَعَلَانِیَتَہٗ وَسِرَّہٗ۔

اے اللہ میرے تمام صغیرہ، کبیرہ، اول، آخر، ظاہر و باطن گناہ معاف فرما۔

صحیح مُسلِم: رقم: ۴۸۳، ابوداود شریف: ۸۷۸

## فجر کی دو سنتوں کے بعد کی دُعا

حضرت ابو الملیح عامر ابن اسامہ اپنے والد گرامی سے روایت فرماتے ہیں: رضی اللہ عنہ

انہوں نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب فجر کی دو رکعت ادا فرمائیں، آپ

ﷺ نے بھی جلدی سے دو رکعت ادا فرمائیں، پھر انہوں نے سنا کہ سرکار دوعالم ﷺ نے بیٹھ کر تین مرتبہ یہ دُعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ وَمِیْکَآئِیْلَ وَ(سَیِّدِنَا) مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ ﷺ اَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ۔

المعجم الکبیر، للطبرانی: ص: ۵۲۰، حاکم، ج: ۳، ص: ۶۲۲، عمل الیوم واللیل للسنی، ص: ۱۰۳

اے اللہ حضرت جبریل، حضرت اسرافیل، حضرت میکائیل اور (سیّدنا) حضور نبی پاک ﷺ کے رب! میں آگ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس نے جمعہ کی صبح نماز فجر سے قبل تین مرتبہ یہ کلمات:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّاھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرمادے گا اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

ترمذی شریف، رقم: ۳۶۴۸، ابوداود شریف: ۱۵۱۷، عمل الیوم واللیل للسنی: ۸۳

********

## ہمارے بزرگوں کا طریقہ شریفہ اور دُعا کی کیفیات

حضور خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ مختصر دُعاؤں کو پسند فرماتے۔ مسجع، مقفی، تکلف اور طوالت سے اعراض اور ناپسند فرماتے اور وہ دُعائیں جو قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں، وہی مانگنے کا معمول تھا، اس میں کمی زیادتی کو ناپسند فرماتے۔

ارشاد مبارک تھا کہ:

- تشہد کے آخر میں سلام سے پہلے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھا جائے۔

- وہ فرض نمازیں جن کے بعد سنتیں ہیں ان میں سلام کے بعد مختصراً یہ دُعا مانگنے کا معمول تھا:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

- نمازِ جنازہ کے بعد ان الفاظ سے دُعا مانگنے کا ارشاد مبارک تھا:

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

- سلام پھیرنے کے بعد ایک مرتبہ

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ"

پڑھتے اور تین دفعہ استغفار، نماز مکمل فرمانے کے بعد دو نفل کی مقدار ذکر شریف قلبی ازاں بعد تسبیحاتِ فاطمیہ اور پھر ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگتے۔

- کبھی یہ دُعا فرماتے: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

مشاغل زبدۃ الزہاد، مرتبہ: صاحبزادہ محمد بدر الاسلام صدیقی

- حضور خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا نماز میں حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منقول دُعائے مُبارک پڑھنے کا معمول تھا:

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے نماز میں پڑھنے کے لیے کوئی دُعا تعلیم فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس طرح دُعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْٓ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

بخاری شریف، رقم: ۸۳۴۔۷۳۸۸، مسلم شریف: ۲۷۰۵، عمل الیوم واللیل للنسائی: ۱۷۹

## وضاحت:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اکثر روایات میں "ظُلْمًا کَثِیْرًا" کا لفظ ہے اور بعض روایات میں "کَبِیْرًا" ہے۔ دونوں ہی درست ہیں، بہتر یہ ہے کہ دونوں کو ملا کر "ظُلْمًا کَثِیْرًا کَبِیْرًا" پڑھ لیا جائے۔

********

- اپنی زبان میں فرماتے:

اللہ تعالیٰ گھروں کو تم سے اور تمہارے دِلوں کو اپنے ذکر سے آباد کرے۔

********

- ایک مرتبہ فرمایا کہ ہر کام میں اللہ کا نام لو۔ اگر اللہ چاہے گا تو ہو گا اگر نہ چاہے تو نہیں ہو سکتا۔

********

- اکثر یوں فرماتے: اللہ خیر کرے۔

********

- دور دراز سفر پر جانے والوں کو ملاقات کے وقت نصیحت فرماتے:

"نماز پڑھنا اور رزق حلال کا حاصل کرنا ضروری ہے ورنہ اچھے اور بُرے کھانے کی تمیز تو جانوروں کو بھی ہوتی ہے۔"

زندگی ایک ہی مرتبہ ملتی ہے اور پانی کی طرح گذر جاتی ہے۔

- رخصت کے وقت فرماتے: "جس نے پوچھا اس کو میری طرف سے سلام کہہ دینا"
- سفر کے دوران فرماتے:

"بے خبری میں سفر نہ کیا کرو۔ چکسواری سے گذرتے ہوئے ڈھنگروٹ شریف

والے حضرت صاحب، جہلم سے گذرتے ہوئے حضرت سلیمان پارس رضی اللہ عنہ، سرائے عالم گیر سے گذرتے ہوئے باولی شریف، گجرات سے گذرتے ہوئے حضور شاہ دولہ ولی رحمۃ اللہ علیہ اور' وزیر آباد سے گذرتے ہوئے نوگزے مزار شریف والوں کی ارواح طیبات کو ایصال ثواب کیا کریں۔"

.........

## حضرت حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ کی دُعاؤں کی مختلف کیفیات

فرماتے:

- دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھانا ضروری نہیں صرف زبان سے کلمات ادا کرنے سے بھی ہو جاتی ہے۔
- حضرت حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ نماز کے بعد یہ دُعائیں تلقین فرمایا کرتے تھے:
- رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔
- رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً وَّہَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔
- رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا ج اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔
- اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے توسُّل سے دُعا مانگتے۔
- سفر پر روانگی کے وقت مسنون دُعاؤں سے رخصت فرماتے اور خود بھی دُعائیں پڑھتے:
- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو

ہماری قدرت میں کر دیا اور ہم از خود اس پر قادر ہونے والے نہیں تھے بے شک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹنے والے ہیں۔

- اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ۔

اے اللہ! سفر میں تو ہمارا محافظ اور ہمارے اہل خانہ اور مال کا نگہبان ہے۔

- اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ۔

میں تمہارا دین، تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کا انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

- رخصت کرنے والے کو فرماتے کہ:

"تین دفعہ آیت الکرسی شریف پڑھ کر دم کر دیں۔"

## دُعا اور اَسمائے خداوندی

دُعا کرنے والے کے لیے شرعی حکم یہ ہے کہ وہ اپنی دُعا کو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے کسی ایسے نام پر ختم کرے جو اُس دُعا کے مناسب ہو یا اُس دُعا کا آغاز کرے۔ یہ بات اس آیت کریمہ سے ثابت ہے:

- وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا۔

اسماء حسنیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں پس انہی کے ساتھ اُس سے دُعا کرو۔

- حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب سے دُعا کرتے وقت عرض کیا:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّایَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ م بَعْدِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔

اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لیے نہ ہو بے شک تو ہی بڑا عطا کرنے والا ہے۔

- حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے صاحب زادے حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنی

دُعاؤں میں یوں عرض کرتے تھے:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

اے ہمارے رب! بنادے ہم کو فرمان بردار اپنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کرنا جو تیری فرمان بردار ہو اور بتادے ہمیں ہماری عبادت کے طریقے اور توجہ فرما ہم پر (اپنی رحمت سے)۔ بے شک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

.........

حضور نبی پاک ﷺ ایک مجلس میں سو بار یہ کلمات پڑھتے تھے:

- رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ ترمذی شریف، ۳۴۳۱

اے میرے رب! میری مغفرت فرما اور توبہ قبول فرمالے بے شک تو بہت توبہ قبول کرنے والا اور غفور ہے۔

- اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

اے اللہ تو معاف فرمانے والا ہے معافی کو پسند فرمانے والا ہے مجھے معاف فرمادے۔

جامع ترمذی شریف: ۳۵۸۰ جلاء الافہام: ص ۳۷۸

- حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جس نے سورہ کہف کی دس آیات کی تلاوت کی وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔" صحیح مُسلم: ۸۰۹

امام شمس الدین ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی: ۷۵۱ھ فرماتے ہیں کہ:

اس حدیث پاک کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ اس میں اختلاف کیا گیا ہے کہ

بعض راویوں نے ابتدائی آیات کا ذکر کیا ہے اور بعض نے آخری آیات کا۔

دونوں روایتیں صحیح ہیں، لیکن ترجیح اس قول کو ہے جس میں سورہ کہف کی ابتدائی آیات کا ذکر کیا ہے۔ کیوں کہ صحیح مسلم شریف میں دجال کے واقعہ میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم دجال کو دیکھو تو سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھو۔

صحیح مسلم: ۲۹۳۷ ابن ماجہ شریف، ۴۰۷۵ جلاء الافہام، علامہ شمس الدین ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۳۸۷

سورہ کہف شریف کی ابتدائی آیات مبارکہ یہ ہیں:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ وَلَمۡ یَجۡعَلۡ لَّهٗ عِوَجًا قَیِّمًا لِّیُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِیۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡهُ وَیُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا مَّاکِثِیۡنَ فِیۡهِ اَبَدًا وَّیُنۡذِرَ الَّذِیۡنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمۡ کَبُرَتۡ کَلِمَةً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ اِنۡ یَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا کَذِبًا فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ عَلٰۤی اٰثَارِهِمۡ اِنۡ لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا بِهٰذَا الۡحَدِیۡثِ اَسَفًا اِنَّا جَعَلۡنَا مَا عَلَی الۡاَرۡضِ زِیۡنَةً لَّهَا لِنَبۡلُوَهُمۡ اَیُّهُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا وَاِنَّا لَجٰعِلُوۡنَ مَا عَلَیۡهَا صَعِیۡدًا جُرُزًا اَمۡ حَسِبۡتَ اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡکَهۡفِ وَالرَّقِیۡمِ کَانُوۡا مِنۡ اٰیٰتِنَا عَجَبًا اِذۡ اَوَی الۡفِتۡیَةُ اِلَی الۡکَهۡفِ فَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَةً وَّهَیِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے کتاب نازل فرمائی اپنے محبوب بندے پر اور نہیں پیدا ہونے دی اس میں ذرا کجی (اور معاش و معاد کو) درست کرنے والی ہے تاکہ ڈرائے سخت گرفت سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور یہ مژدہ سنائے اُن اہل ایمان کو جو کرتے ہیں نیک اعمال کہ بے شک ان کے لیے بہت عمدہ جزا ہے۔ وہ

ٹھہریں گے اس (جنت) میں تا ابد اور تا کہ ڈرائے ان (نادانوں) کو جو یہ کہتے ہیں بنالیا ہے اللہ تعالیٰ نے (فلاں کو اپنا) بیٹا نہ انہیں اللہ تعالیٰ (کی ذات وصفات) کا کچھ علم ہے اور نہ ان کے باپ دادا کو۔ کتنی بڑی ہے وہ بات جو نکلتی ہے ان کے مونہوں سے وہ نہیں کہتے مگر (سر تا سر) جھوٹ۔ تو کیا آپ (فرطِ غم سے) تلف کریں گے اپنی جان کو ان کے پیچھے اگر وہ ایمان نہ لائے اس قرآنِ کریم پر افسوس کرتے ہوئے۔ بے شک ہم نے بنایا ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں اس کے لیے باعثِ زینت وآرائش تا کہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے اور ہم ہی بنانے والے ہیں ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں (ویران کر کے) چٹیل میدان غیر آباد۔ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور رقیم والے ہماری ان نشانیوں میں سے ہیں جو تعجب خیز ہیں۔ (یاد کرو) جب پناہ لی ان جوانوں نے غار میں پھر انہوں نے دُعا مانگی اے ہمارے رب! ہمیں مرحمت فرما اپنی جناب سے رحمت اور مہیا فرما ہمارے لیے اس کام میں ہدایت۔

## دُعا مانگنے کا طریقہ اور انداز

دُعا مانگنے کے تین انداز ہیں۔

- اَنْ تَسْئَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی بِاَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ۔

اللہ تعالیٰ کے اسمائے مُبارکہ اور اُس کی صفات کے ذریعے سوال کرو اور قرآن مجید کی اس آیت مُبارکہ کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

اِرشادِ خداوندی ہے: وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا۔ الاعراف:۱۸۰

اللہ تعالیٰ کے اچھے نام ہیں پس ان کے ساتھ اُسے پکارو۔

- اَنْ تَسْئَلَہٗ بِحَاجَتِکَ وَفَقْرِکَ وَذُلِّکَ فَتَقُوْلَ اَنَا الْعَبْدُ الْفَقِیْرُ الْمِسْکِیْنُ

اَلْبَائِسُ الذَّلِیْلُ الْمُسْتَجِیْرُ وَنَحْوُ ذَالِکَ۔

اپنی حاجت کے لیے فقط عاجزی کے ساتھ پکارو مثلاً یوں کہو: میں فقیر، مسکین، محتاج، ذلیل اور پناہ طلب کرنے والا بندہ ہوں اور اس طرح دوسرے الفاظ۔

- اَنْ تَسْئَلَ حَاجَتَکَ وَلَاتَذْکُرَ وَاحِدًا مِنَ الْاَمْرَیْنِ۔

(تیسرا طریقہ یہ ہے کہ) اپنی حاجت کا سوال کرو اور ان دو باتوں (یعنی اسمائے حسنیٰ اور اپنی عاجزی) میں سے کسی کا بھی ذکر نہ کرو۔

فَالْاَوَّلُ اَکْمَلُ مِنَ الثَّانِیْ وَالثَّانِیْ اَکْمَلُ مِنَ الثَّالِثِ۔ فَاِذَا جَمَعَ فِی الدُّعَاءِ الْاُمُوْرُ الثَّلَاثَۃُ کَانَ اَکْمَلَ۔

پہلی صورت (یعنی اسمائے مُبارکہ اور اُس کی صفات کے ذریعے سے سوال کرنا) دوسری صورت (یعنی میں فقیر، مسکین، محتاج ذلیل اور پناہ طلب کرنے والا بندہ ہوں) کے مقابلے میں اور دوسری صورت تیسری صورت (یعنی صرف اپنی حاجت طلب کرنا) کے مقابلے میں زیادہ قوی ہے۔ اور جب دُعا میں تینوں امور جمع ہو جائیں تو یہ زیادہ مکمل ہے۔

سرکار دوعالم ﷺ کی عام دُعائیں اور وہ دُعا جو حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سکھائی اس میں تینوں اقسام مذکور ہیں۔

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی دُعا سکھائیں جو میں نماز میں پڑھوں۔ آپ ﷺ نے یہ دُعا تلقین فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ مَغْفِرَۃً مِّنْ

عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو صرف تو ہی بخشتا ہے پس تو مجھے اپنی بخشش کے ساتھ بخش دے اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو ہی بہت بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

اس دُعا میں مندرجہ بالا تینوں انداز مذکور ہیں۔ آغاز میں فرمایا:

- ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا

یہ سائل کی حالت ہے۔ (جو دُعا کی اقسام میں سے دوسری قسم ہے۔)

پھر فرمایا:

- وَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔
- یہ مسئول (اللہ تعالیٰ جس سے سوال کیا گیا اس) کی شان عظمت وجلالت عزاسمہ ہے (پس یہ پہلی قسم ہے۔)

پھر فرمایا:

- فَاغْفِرْلِیْ مجھے بخش دے

اس میں حاجت کا ذکر کیا جو کہ دُعا کی تیسری قسم ہے۔

آخر میں اسمائے حسنیٰ میں سے دو اسماء ذکر کیے (یہ بھی دُعا کی پہلی قسم ہے۔) جو مقصود کے مناسب ہے اور ان کا تقاضا کرتا ہے۔

وَھٰذَا الْقَوْلُ الَّذِی اخْتَرْنَاہُ قَدْ جَآءَ عَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ مِّنَ السَّلَفِ۔

ہم نے یہ قول اختیار کیا ہے اور یہ متعدد اسلاف (یعنی بزرگوں) سے مروی ہے۔

جلاء الافہام، ص: ۲۱۳، ۲۱۲

- خشوع، خضوع اور خوف سے دُعا مانگی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّھُمۡ کَانُوۡا یُسٰرِعُوۡنَ فِی الۡخَیۡرٰتِ وَیَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا وَّکَانُوۡا لَنَا خٰشِعِیۡنَ۔ انبیاء:۹۰

بے شک وہ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور شوق اور خوف کے ساتھ ہم سے دُعائیں کرتے تھے اور ہم سے ڈرنے والے تھے۔

- اُدۡعُوۡا رَبَّکُمۡ تَضَرُّعًا وَّخُفۡیَۃً۔ الاعراف:۵۵

اپنے رب کو گڑگڑا کر اور آہستہ سے پکارو۔

- قوی عزم اور جزم سے طلب کرے
- قبولیت کا یقین رکھے
- سچی امید وابستہ کرے۔
- دُعا گڑاگڑا کر کرے
- قبولیت کی تاخیر ذہن سے نکال دے
- تین مرتبہ دہرائے۔
- دُعا کا آغاز اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کرے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرا موقف یہ ہے کہ: دُعا کے آغاز میں حضور ﷺ پر دُرود پاک پیش کرے اور دُعا کا اختتام بھی اسی طرح کرے۔

- سب سے اہم بات اور اثر قبولیت یہ ہے کہ: "توبہ کرے، ظلما اور ضبط کی ہوئی اشیا واپس کرے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر دے۔" تکرار سے دُعا کرنا مستحب ہے۔ احیاء العلوم، ج:۱، ص:۹۰۸ تا ۹۱۸ کتاب الاذکار، للنووی ص:۵۳۶

## دُعامیں اسماء وصفات کے ذکر کے مُتعلّق حضرت

## حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

سیّدی الوالد عارف باللہ، حضور شہباز طریقت حضرت قبلہ حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول مُبارَک یہ ہے کہ:

اسماء مُبارَکہ وصفات باری تعالٰی کاذکر اور ' وِرد کرنے میں ہی بندے کا اللہ تعالٰی سے اپنی حاجت کاسوال کرنا اور طلب کرنا پایا جاتا ہے۔ مثلاً:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ۔

اِس میں سلامتی کاصیغہ اللہ تعالٰی کی طرف منسوب ہے لیکن اس میں یہ معنیٰ پایا جاتا ہے کہ یا اللہ مجھ کو سلامت رکھ میری اولاد کو میرے گھر میں سلامتی فرما اور جملہ امور سلامتی کے ساتھ پورے فرما۔

یَاغَفُوْرُ، یَارَحِیْمُ، یَاکَرِیْمُ۔

یوں پکارتا ہے تو اس میں طلب کا معنی پایا جاتا ہے کہ یا اللہ مجھے بخش دے، یا اللہ مجھ پر رحم فرما، یا اللہ مجھ پر کرم فرما۔

## دُعا کے وقت دُرودِ پاک پڑھنا

اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دُعامانگتے وقت دُرودِ پاک پڑھنے کی تین صورتیں ہیں:

- اَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیْہِ قَبْلَ الدُّعَآءِ وَبَعْدَ حَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

دُعا سے پہلے اور اللہ تعالٰی کی حمد وثنا کے بعد دُرود شریف پڑھے۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مُبارَک ذکر فرماتے ہیں:

اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلْیَبْدَأْ بِتَحْمِیْدِ رَبِّہٖ وَالثَّنَآءِ عَلَیْہِ۔ ثُمَّ یُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ

ﷺ ثُمَّ یَدْعُوْ بَعْدَ بِمَا شَآءَ۔

امام احمد ج:۶، ص:۱۸، الترمذی: رقم:۳۴۷۷، ابن حبان، ج:۵، رقم:۱۹۶۰

تم میں سے جب کوئی دُعا مانگے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے ساتھ ابتداء کرے پھر حضور نبی کریم ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھے اس کے بعد جو چاہے مانگے۔

- دُعا کے اول، درمیان میں اور آخر میں پڑھے۔
- دُعا کی ابتداء اور آخر میں پڑھے اور درمیان میں اپنی حاجت پیش کرے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت فرماتے ہیں کہ:

صَلٰوتُکُمْ عَلَیَّ مُحَرَّضَۃٌ لِّدُعَآئِکُمْ وَمَرْضَاۃٌ لِّرَبِّکُمْ وَزَکَاۃٌ لِّاَعْمَالِکُمْ۔

تمہارا مجھ پر دُرودِ پاک پڑھنا تمہاری دُعاؤں کو محفوظ کرنے والا ہے، تمہارے رب کی رضا اور تمہارے اعمال کی طہارت ہے۔ القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع، ص:۱۳۳

## دُرودِ پاک کے بغیر دُعا موقوف رہتی ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الدُّعَآءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْهُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ ﷺ۔

دُعا اس وقت تک زمین اور آسمان کے درمیان مُعلّق رہتی ہے اس سے کوئی چیز اوپر نہیں جاتی جب تک کہ تم اپنے نبی پر دُرود نہ پڑھو۔ ترمذی شریف، ج:۲، ص:۳۵۶، رقم:۴۸۶

وَقَدْ رُوِیَ مَرْفُوْعًا وَالْمَوْقُوْفُ اَصَحُّ

یہ حدیث شریف مرفوع بھی مروی ہے لیکن موقوف زیادہ صحیح ہے۔ جلاء الافہام: ص ۱۹۱

حضرت سلیمان بن حرب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ہم سے عمرو بن مسافر نے بیان کیا

وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے میرے خاندان کے ایک شیخ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سعید بن مُسیَّب رحمۃ اللہ علیہ سے سناوہ فرماتے تھے کہ:

مَامِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُصَلّٰى عَلَى النبى ﷺ قَبْلَهَا اِلَّا كَانَتْ مُعَلَّقَةً بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ اخرجه القاضى اسماعيل، ص: ۷۳، التاريخ الكبير، ج:۶، رقم: ۲۱۶۶، جلاء الافهام، ص: ۱۹۱

جس دُعا کے شروع میں نبی کریم ﷺ پر دُرودِ پاک نہ پڑھا جائے وہ زمین اور آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے۔

........

## دُرود پاک کے بغیر دُعا اور آسمان کے درمیان حجاب رہتا ہے

حضرت حارث حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَامِنْ دُعَآءٍ اِلَّا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ حِجَابٌ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ فَاِذَا صَلّٰى عَلَى النبى ﷺ اِنْحَرَقَ الْحِجَابُ وَاسْتُجِيْبَ الدُّعَآءُ وَاِذَا لَمْ يُصَلَّ عَلَى النبى ﷺ لَمْ يُسْتَجَبِ الدُّعَآءُ۔ شعب الایمان للبیہقی: رقم ۱۵۷۶

هٰذَا هُوَ الصَّوَابُ مَوْقُوْفٌ درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔

جلاء الافہام: ص ۱۹۲

ہر دُعا اور آسمانِ قبولیت کے درمیان پردہ ہوتا ہے حتی کہ حضرت نبی کریم ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھا جائے جب آپ پر دُرود شریف پڑھا جائے تو پردہ چاک ہو جاتا ہے اور دُعا قبول ہو جاتی ہے اور جب نبی کریم ﷺ پر دُرودِ پاک نہ بھیجا جائے تو دُعا قبول نہیں ہوتی۔

........

شیخ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کا (حصن حصین میں) یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جب

تم اپنے کسی مسئلہ یا حاجت کا سوال کرو تو اول آخر دُرود پاک پڑھو، درمیان میں دُعا کرو۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دُرود شریف تو قبول فرمائیں گے ہی۔ یہ بات بھی اُس کے کرم سے بعید ہوگی کہ دُعا کو درمیان سے چھوڑ دے اور اول آخر دُرود شریف کو قبول فرمالے۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ، کتاب الصلوٰۃ

.........

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علامہ الباجی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب تم اللہ سے دُعا کرو تو اپنی دُعاؤں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود کو بھی رکھو۔ کیوں کہ آپ پر صلوۃ کو قبول کیا جاتا ہے اللہ ﷻ اس سے بہت کریم ہے کہ بعض دعا کو قبول اور بعض کو رد کر دے۔

ردالمختار: ج ۲ ص ۲۰۶، بحوالہ تبیان القرآن: ج ۹ ص ۵۴۰

## دُعا میں دُرودِ پاک، نماز میں فاتحہ کی مثل ہے

امام ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِلدُّعَآءِ بِمَنْزِلَۃِ الْفَاتِحَۃِ مِنَ الصَّلٰوۃِ۔

دُعا کے لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک نماز میں الفاتحہ کی مثل ہے۔

.........

مِفْتَاحُ الدُّعَآءِ الصَّلٰوۃُ عَلَی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَمَا اَنَّ مِفْتَاحَ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَسْلِیْمًا۔ دُعا کی چابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھنا ہے جس طرح کہ نماز کی چابی طہارت ہے۔

.........

حضرت احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو سلیمان الدارانی

رحمۃ اللہ علیہ سے سناوہ فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرے تو اسے چاہیے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود پاک سے ابتداء کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔

وَلْيَخْتِمْ بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اور نبی پاک علیہ السلام پر دُرودِ پاک کی مہر لگائے۔

فَاِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَقْبُوْلَةٌ وَّ اللّٰهُ اَكْرَمُ اَنْ يَّرُدَّ مَابَيْنَهُمَا۔

بے شک دُرود شریف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود قبولیت والا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت کرم والا ہے کہ وہ (دُرود شریف کے) درمیان کے حصہ (دُعا) کو رد کر دے۔

شیخ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کا (حصن حصین میں) یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جب تم اپنے کسی مسئلہ یا حاجت کا سوال کرو تو اول آخر دُرود پاک پڑھو درمیان میں دُعا کرو۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے دُرودِ پاک تو قبول فرمائیں گے ہی۔ یہ بات اُن کے کرم سے بعید ہو گی کہ دُعا کو درمیان سے چھوڑ دے اور اول آخر دُرود پاک کو قبول فرمالے۔ جلاء الافہام فی فضل الصلوۃ والسلام علی سید الانام، للامام ابن القیم الجوزی، ص:۴۴۹

## حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی دُعائے مُبارک

ریحانۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدُ شبابِ اہل الجنّۃ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہر سال ایک لاکھ روپیہ بطور وظیفہ روانہ فرماتے۔ ایک سال وظیفہ نہ بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قلم دوات منگائی تاکہ انہیں اس وظیفہ کی یاددہانی کے لیے کچھ تحریر کیا جائے۔ پھر آپ رک گئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي الْمَنَامِ . فَقَالَ: كَيْفَ

اَنْتَ یَاحَسَنُ؟ فَقُلْتُ: بِخَیْرٍ یَّآاَبَتِ، وَشَکَوْتُ اِلَیْهِ تَأَخُّرَ الْمَالِ عَنِّیْ، فَقَالَ: اَدَعَوْتَ بِدَوَاتٍ لِّتَکْتُبَ اِلٰی مَخْلُوْقٍ مِّثْلِکَ تُذَکِّرَہٗ ذَالِکَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ!

میں نے سرکار دوعالم ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا: اے حسن! کیسے ہو؟ میں نے عرض کیا: خیریت سے ہوں اور میں نے مال کی تاخیر کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے دوات منگوائی تھی تاکہ تو اپنی مثل مخلوق کی طرف یاد دہانی کے لیے لکھے؟ میں نے عرض کی: جی یارسول اللہ ﷺ!

فَکَیْفَ اَصْنَعُ؟ میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دُعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ اقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رَجَآءَکَ وَاقْطَعْ رَجَآءِیْ عَمَّنْ سِوَاکَ حَتّٰی لَآ اَرْجُوْ اَحَدًا غَیْرَکَ اَللّٰھُمَّ وَمَا ضَعُفَتْ عَنْہُ قُوَّتِیْ، وَقَصَّرَ عَنْہُ عَمَلِیْ، وَلَمْ تَنْتَہِ اِلَیْهِ رَغْبَتِیْ، وَلَمْ تَبْلُغْہُ مَسْاَلَتِیْ، وَلَمْ یَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِمَّآ اَعْطَیْتَ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مِنَ الْیَقِیْنِ فَخُصَّنِیْ بِہٖ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اے اللہ! میرے دِل میں اپنی امید ڈال دے اور اپنے ماسوا سے میری امید قطع کر دے حتیٰ کہ تیرے سوا کسی اور سے امید وابستہ ہی نہ کروں ۔ اے اللہ! مجھے اس یقین سے بطورِ خاص نوازیئے جو آپ نے پہلوں اور پچھلوں میں سے کسی کو بھی عطا فرمایا ہے اور جس کے حصول سے بھی یہ بندہ عاجز اور بے بس ہے نیز میرا عمل اس کی ادائیگی سے قاصر ہے اور اس کی سرانجام دہی میں میرا وفورِ شوق نا تمام ہے ۔ نیز وہ میری دسترس سے باہر ہے اور نہ ہی میری زبان پر رواں ہے، پس اے سارے جہانوں کے پالنے والے مجھے بھی ان کے ساتھ خاص فرمادے ۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: یہ دُعا پڑھتے ہوئے مجھے ایک ہفتہ بھی نہ گذرا

تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پندرہ لاکھ بھیجے۔

پس میں نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَایَنْسٰی مَنْ ذَکَرَہٗ وَلَا یُخَیِّبُ مَنْ دَعَاہٗ۔

سب تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جو اپنے یاد کرنے والے کو نہیں بھولتا اور جو کوئی

اُس سے دُعا کرے اُسے مایوس نہیں کرتا۔

فرماتے ہیں کہ میں دوبارہ زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یَاحَسَنُ! کَیْفَ اَنْتَ؟ فَقُلْتُ: بِخَیْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَحَدَّثْتُہٗ بِحَدِیْثِیْ،

فَقَالَ: یَابُنَیَّ: ھٰکَذَا مِنْ رِّجَآءِ الْخَالِقِ وَلَمْ یَرْجُ الْمَخْلُوْقَ۔

جو اپنے خالق سے امید رکھتا ہے مخلوق سے نہیں رکھتا اس پر خدا تعالیٰ کا فضل ایسے

ہی ہوتا ہے۔ تاریخ دمشق من طریق البیہقی، ج:۷، جزو:۱۴، ص:۸۔ تاریخ الخلفاء، ص:۱۹۳

## دُعائے قنوت

### قنوت کی تعریف

لغوی: لغت کے اعتبار سے قنوت کے چند معانی ہیں۔

- طول القیام
- طول القیام فی الصلوۃ
- دُعا
- عاجزی وانکساری

اصطلاحی:

اصطلاحی معنی ہے: وہ دُعائے مخصوص جو وتر میں اور قنوتِ نازلہ کے طور پر پڑھی جاتی ہے۔

قنوتِ نازلہ وہ دعا ہے: جو مسلمانوں پر کسی مصیبت یا پریشانی کے وقت نمازوں میں پڑھی جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: **حضور نبی کریم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے سرِ انور اٹھاتے تو دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھتے۔

قنوتِ نازلہ کے بارے میں دو قول ہیں۔

- صبح کی نماز کے ساتھ خاص ہے۔
- تمام نمازوں کے لئے عام ہے۔

یہ قول زیادہ صحیح ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو تو تمام نمازوں میں دُعائے قنوت پڑھی جائے۔ مرقاۃ، کتاب الصلوۃ باب القنوت

حضرت امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ **حضور نبی کریم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کچھ کلمات سکھائے تاکہ میں ان کو قنوتِ وتر میں پڑھوں (وہ کلماتِ مقدسہ یہ ہیں۔)

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ہَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَنْ اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَاقَضَیْتَ، فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَایُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَایَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ [وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ]، تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ۔

ابوداود شریف: ج ۲ ص ۱۳۷، النسائی: ج ۳ ص ۲۵۰

[حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علامہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف طرق سے "وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ" کا اضافہ نقل فرمایا ہے]

علامہ ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں اس کے بعد: نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ۔

ہم تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں اور تیری طرف لوٹیں گے۔

کا ذکر بھی موجود ہے۔ مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلوۃ، باب الوتر: ص ۴۱۰

## دعائے قنوت کے معانی اور تشریح

- اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ

اس جملہ کے دو معانی ہیں:

- اے اللہ! مجھے ہدایت پر ثابت قدم فرما۔
- اے اللہ! مجھے زیادہ سے زیادہ ہدایت کے اسباب عطا فرما، جس کی وجہ سے مجھے کمال کے اعلیٰ مراتب حاصل ہو جائیں۔
- فِیْمَنْ ھَدَیْتَ:

اس جملے کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں:

- مجھے ان انبیاء اور اولیائے کرام کے زمرے میں داخل فرما جنہیں تو نے ہدایت سے نوازا۔
- حضرت ابن ملک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا معنی ہے:
- اے اللہ مجھے اُن لوگوں میں داخل فرما جنہیں تو نے صراط مستقیم کی ہدایت عطا فرمائی۔
- بعض علماء فرماتے ہیں:

اس جملہ میں اور اس کے بعد والے جملوں میں "فِیْ" "مَعَ" کے معنی میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ۔ النساء: ۶۹

یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔

- وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ

اور مجھے عافیت دے ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے عافیت دی۔

یعنی مجھے بری عادات، اخلاق اور خواہشات کے چنگل سے آزادی نصیب فرما۔

علّامہ ابن ملک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

مجھے عافیت عطا فرما جو مجھے برائی سے دور کر دے۔

- وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ:

اور مجھ سے مَحبّت کر ان لوگوں کے ساتھ جو تیرے محبوب ہیں۔

یعنی میرے معاملات کا نگہبان بن جا، اور مجھے اُن لوگوں کے زمرے میں داخل کر دے جنہیں تو نے اپنا قرب عطا کر کے فضلیت بخشی۔

علّامہ ابن ملک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا معنی یہ بیان فرمایا ہے کہ:

"مجھے ان لوگوں کے زمرے میں داخل کر دے جن سے تو مَحبّت کرتا ہے اور ان کے امور کی نگہبانی کرتا ہے۔"

علّامہ مظہری رحمۃ اللہ علیہ نے "تَوَلّٰی" کا معنی بیان فرمایا ہے:

کسی سے مَحبّت کرنا، اس کی حفاظت کرنا، اس کے معاملات کی نگہبانی کرنا۔

- وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَآ اَعْطَیْتَ:

اور مجھے برکت عطا کر اس مال میں جو تو نے مجھے عطا فرمایا۔

یعنی جو عمر، مال، علوم اور اعمال جو تو نے مجھے عطا فرمائے ان میں برکت، خیر کثیر عطا فرما۔

- وَقِنِیْ شَرَّ مَاقَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَایُقْضٰی عَلَیْکَ:

مجھے ان برائیوں سے بچا جن کا تو نے فیصلہ فرمایا ہے۔ بے شک تو جو چاہتا ہے حکم

اور فیصلہ کرتا ہے اور تجھ پر حکم اور فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

- فَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ:

بے شک ذلیل نہیں ہو سکتا وہ شخص جس سے تو محبّت رکھتا ہے اور جس کا تو والی ہو جاتا ہے اور کوئی شخص دُنیا وآخرت میں عزت نہیں پاسکتا جس سے تو دشمنی رکھے۔

علّامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تیرے بندوں میں سے تجھ سے دوستی رکھنے والا دُنیا اور آخرت دونوں میں ذلیل نہیں ہو سکتا، خواہ اس پر کتنی ہی آزمائشیں آئیں اور اس پر ایک شخص مسلط ہو جو اسے ذلیل کرنے کی کوشش کرے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے اولیاء کے نزدیک عزت ورفعت کی انتہاء یہی ہے اور اصل اعتبار تو انہی کا ہے اسی وجہ سے انبیاء کرام علیہم السلام پر بڑے مشکل اور بڑے اُمّت حان آئے، جیسے حضرت زکریا علیہ السلام کو آرے سے چیرا گیا اور آپ کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کر دِیا گیا۔

اور وہ شخص دنیا اور آخرت میں عزت نہیں پاسکتا جس سے اللہ تعالیٰ دُشمنی رکھے، خواہ اسے دُنیا کی نعمتیں اور بادشاہت عطا کی گئی ہو، چوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل نہیں کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی منع کردہ باتوں سے نہیں بچتا تھا۔

- تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

اس جملہ کے معانی میں دو قول ہیں:

- اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت اور قہر ساری کائنات پر حاوی ہیں
- اللہ تعالیٰ ہر قسم کی مشابہت سے بالاتر ہے

مرقاۃ شرح مشکوۃ، کتاب الصلوۃ: باب الوتر ص ۴۰۹، ۴۱۰

اور فیصلہ کرتا ہے اور تجھ پر حکم اور فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

• فَاِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ:

بے شک ذلیل نہیں ہو سکتا وہ شخص جس سے تو محبّت رکھتا ہے اور جس کا تو والی ہو جاتا ہے اور کوئی شخص دُنیا و آخرت میں عزت نہیں پا سکتا جس سے تو دشمنی رکھے۔

علّامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تیرے بندوں میں سے تجھ سے دوستی رکھنے والا دُنیا اور آخرت دونوں میں ذلیل نہیں ہو سکتا، خواہ اس پر کتنی ہی آزمائشیں آئیں اور اس پر ایک شخص مسلط ہو جو اسے ذلیل کرنے کی کوشش کرے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے اولیاء کے نزدیک عزت ورفعت کی انتہاء یہی ہے اور اصل اعتبار تو انہی کا ہے اسی وجہ سے انبیاء کرام علیہم السلام پر بڑے مشکل اور بڑے اُمّت حان آئے، جیسے حضرت زکریا علیہ السلام کو آرے سے چیرا گیا اور آپ کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کر دِیا گیا۔

اور وہ شخص دنیا اور آخرت میں عزت نہیں پا سکتا جس سے اللہ تعالیٰ دُشمنی رکھے، خواہ اسے دُنیا کی نعمتیں اور بادشاہت عطا کی گئی ہو، چوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل نہیں کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی منع کردہ باتوں سے نہیں بچتا تھا۔

• تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ

اس جملہ کے معانی میں دو قول ہیں:

• اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت اور قہر ساری کائنات پر حاوی ہیں

• اللہ تعالیٰ ہر قسم کی مشابہت سے بالاتر ہے مرقاۃ شرح مشکوۃ، کتاب الصلوۃ: باب الوتر ص ۴۰۹، ۴۱۰

اور فیصلہ کرتا ہے اور تجھ پر حکم اور فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

- فَاِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ:

بے شک ذلیل نہیں ہو سکتا وہ شخص جس سے تو محبّت رکھتا ہے اور جس کا تو والی ہو جاتا ہے اور کوئی شخص دُنیا و آخرت میں عزت نہیں پا سکتا جس سے تو دشمنی رکھے۔

علّامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تیرے بندوں میں سے تجھ سے دوستی رکھنے والا دُنیا اور آخرت دونوں میں ذلیل نہیں ہو سکتا، خواہ اس پر کتنی ہی آزمائشیں آئیں اور اس پر ایک شخص مسلط ہو جو اسے ذلیل کرنے کی کوشش کرے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے اولیاء کے نزدیک عزت و رفعت کی انتہاء یہی ہے اور اصل اعتبار تو انہی کا ہے اسی وجہ سے انبیاء کرام علیہم السلام پر بڑے مشکل اور بڑے اُمّت حان آئے، جیسے حضرت زکریا علیہ السلام کو آرے سے چیر اگیا اور آپ کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کر دِیا گیا۔

اور وہ شخص دنیا اور آخرت میں عزت نہیں پا سکتا جس سے اللہ تعالیٰ دُشمنی رکھے، خواہ اسے دُنیا کی نعمتیں اور بادشاہت عطا کی گئی ہو، چوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل نہیں کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی منع کردہ باتوں سے نہیں بچتا تھا۔

- تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ

اس جملہ کے معانی میں دو قول ہیں:

- اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت اور قہر ساری کائنات پر حاوی ہیں
- اللہ تعالیٰ ہر قسم کی مشابہت سے بالاتر ہے

مرقاۃ شرح مشکوۃ، کتاب الصلوۃ: باب الوتر ص ۴۰۹، ۴۱۰

## وضاحت

- حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس روایت کو امام ترمذی، ابو داود، النسائی، ابن ماجہ اور دارمی رحمۃ اللہ علیہم نے ذکر فرمایا ہے۔ صحیح میں ہے کہ:

امام احمد، ابن حبان، ابن ابی شیبہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہم نے بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

- امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور قنوت کے باب میں اس سے بہتر حدیث ہمیں کوئی نہیں ملی۔

- حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت ذکر کی ہے کہ حضرت محمد ابن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ:

میرے والد محترم فجر کی نماز میں دُعا مانگا کرتے تھے۔

- امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے نقل فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی قنوت میں پڑھنے کے لیے یہ دُعا سکھایا کرتے تھے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز اور رات کے وتروں میں یہ دُعا پڑھتے۔

- امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دُعا کی تعلیم وتر اور صبح کی قنوت کے لیے تھی"

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دُعائے قنوت وتروں میں رکوع کے بعد پڑھی جائے، جب کہ احناف رحمۃ اللہ علیہم کا مسلک یہ ہے کہ دُعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھی جائے گی۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قنوتِ وتر سے مراد "اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ ... الخ" ہے اور اسی کو وتر میں پڑھنا مسنون اور اولیٰ ہے۔

احناف کے نزدیک قنوت سے مراد "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ... الخ" ہے اور

اس کو وتر میں پڑھنا اولی اور مستحب ہے اور صحیح سند کے ساتھ یہ قنوت طبرانی وغیرہ سے منقول ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف، کتاب الصلوۃ، باب الوتر: ص ۴۱۰، ۴۱۱

********

حضرت قتادہ حضرت عبد اللہ بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت فرماتے ہیں کہ:

اَنَّ اَبَا حَلِیْمَۃَ مُعَاذًا کَانَ یُصَلِّیْ عَلَی النبی ﷺ فِی الْقُنُوْتِ۔

حضرت ابو حلیمہ معاذ رحمۃ اللہ علیہ قنوت میں حضور نبی کریم ﷺ پر دُرودِ پاک پڑھا کرتے تھے۔ جلاء الافہام: ص ۱۹۳

## خواب

• حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا:
میرا ایک پڑوسی فوت ہوا میں نے اُسے خواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک فرمایا ہے؟ اُس نے کہا: اے شبلی! مجھ پر بہت بڑی بڑی مصیبتیں گذری ہیں سوال وجواب کے وقت میرے دِل میں یہ خیال آیا کہ کیا میری موت اسلام پر نہیں ہوئی؟ تو نداء آئی کہ تیری دُنیا میں زبان کی سستی اور کاہلی کی سزا ہے۔ جب فرشتے میرے قریب آنے لگے تو ایک خوب صورت عمدہ خوشبو والی شخصیت میرے اور فرشتوں کے درمیان حائل ہوئی اور مجھے کامیابی کی دلیل یاد دلائی اور میں نے وہ دلیل پیش کردی۔ پھر میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ تو انہوں نے کہا میں ایک ایسا شخص ہوں جس کو تیرے حضور علیہ السلام پر دُرودِپاک کثرت کے ساتھ پڑھنے کی وجہ سے پیدا کیا گیا ہے۔
وَاُمِرْتُ اَنْ اَنْصُرَکَ فِیْ كُلِّ كَرْبٍ اب مجھے تیری ہر تکلیف پر مدد کرنے کا حکم دِیا گیا ہے
القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع: ص ۱۲۷

********

• حضرت محمد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ میں نے خواب میں اپنے والد صاحب کو دیکھا تو پوچھا: اے اباجان! آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دِیا ہے۔ میں نے پوچھا: کس وجہ سے؟ انہوں نے فرمایا: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِپاک لکھنے کی وجہ سے۔ جلاء الافہام
• ایک نیک شخص نے خواب میں قبیح صورت دیکھی پوچھا:
مَنْ اَنْتَ؟ قَالَتْ: اَنَا عَمَلُکَ الْقَبِیْحُ، قَالَ لَهَا: بِمَنْ نَجَاةٌ مِنْکَ؟ قَالَتْ:

بِکَثْرَۃِ الصَّلٰوۃِ عَلَی الْمُصْطَفٰی ﷺ۔

اس نے کہا میں تیرا برا عمل ہوں۔ پوچھا: میں تجھ سے کیسے نجات پا سکتا ہوں؟ اس نے کہا: نبی کریم ﷺ پر کثرت سے دُرودِ پاک پڑھنے کی وجہ سے۔

• ایک شخص جس کا نام ابوسعید الخیاط تھا۔ لوگوں کے ساتھ میل جول نہ رکھتا نہ کسی محفل میں آتا جاتا پھر اس نے ابن رشیق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی مواظبت اختیار کی۔ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا، اس سے پوچھا اس نے بتایا کہ مجھے حضور نبی پاک ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا: اس کی مجلس میں جایا کرو کیوں کہ یہ مجھ پر کثرت کے ساتھ دُرود پڑھتا ہے۔

********

• محمد بن سعید بن مطرق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے یہ ایک نیک اور صالح آدمی تھے فرماتے ہیں میں نے سونے سے پہلے دُرود پاک کی ایک مقررہ تعداد اپنے اوپر لازم کر رکھی تھی ایک رات میں نے یہ تعداد مکمل کر لی اور مجھے نیند آ گئی خواب میں نے دیکھا کہ نبی پاک ﷺ کمرے میں داخل ہو رہے ہیں کمرہ نور سے بھر گیا آپ میری طرف بڑھے فرمایا اپنا وہ منہ میری طرف کر جس سے تو مجھ پر کثرت سے دُرودِ پاک پڑھتا ہے تاکہ میں اسے بوسہ دوں۔ مجھے حیا آ گیا کہ آپ میرے منہ کو بوسہ دیں میں نے اپنا چہرہ پھیرا تو حضور علیہ السلام نے میرے رخسار پر بوسہ دِیا۔ میں فوراً خوف زدہ ہو کر اُٹھا آپ ﷺ کی خوشبو گھر میں مہک رہی تھی اور آپ کے بوسے کی وجہ سے آٹھ دِن تک میرے رخسار سے مسلسل خوشبو آتی رہی۔ القول البدیع:۲۶۰

********

- حضرت سلیمان بن سحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا عرض کی: یارسول اللہ ﷺ !لوگ آپ کے پاس آتے ہیں سلام پیش کرتے ہیں آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نَعَمْ وَاَرُدُّ عَلَیْهِمْ ہاں میں سنتا بھی ہوں اور ان پر سلام لوٹاتا بھی ہوں

اس روایت کو ابن ابی دُنیا نے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات الانبیاء اور الشعب میں اور ابن بشکوال نے بھی ذکر کیا۔

- حضرت عبد اللہ بن المکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالفضل القوامی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص خواسان سے آیا اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ خواب میں تشریف لائے دراں حالیکہ میں مدینہ طیبہ مسجد شریف میں تھا آپ نے ارشاد فرمایا: جب تو ہمدان جائے تو ابوالفضل کو میری طرف سے سلام پہنچانا میں نے عرض کی: یارسول اللہ !اتنی بندہ نوازی ان پر کیسے ؟ارشاد فرمایا: وہ ہر روز مجھ پر سو مرتبہ یا اس سے زیادہ دُرود شریف پڑھتا ہے۔

حضرت ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے مجھ سے دُرود شریف پوچھا تو میں نے کہا: ہاں یہ دُرود شریف میں ہر روز پڑھتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ جَزَ اللّٰهُ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا ﷺ عَنَّا مَاهُوَ اَهْلُهٗ۔

اس نے وہ دُرود پاک لیا اور قسم اُٹھائی وہ میرا نام نہیں جانتا تھا حتی کہ رسول پاک ﷺ نے اس سے میری پہچان کرائی۔ میں نے اس پر کچھ ہدیہ پیش کیا تاکہ وہ مزید

باتیں بتائے لیکن اس نے تحفہ قبول نہ کیا اور اس نے کہا میں دُنیا کے عوض رسول اللہ ﷺ کے پیغام کو نہیں بیچتا۔ یہ کہہ کر چلے گئے پھر ابھی تک میں نے اُن کو نہیں دیکھا۔

• حضرت ابوعبداللہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ذکر فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت عبد الرحیم بن عبدالرحمن بن احمد کو فرماتے سنا کہ: حمام میں گرنے کی وجہ سے میرے ہاتھ پر موچ آگئی ہاتھ سوج گیا میں نے درد کے ساتھ رات گذاری خواب میں حضور نبی پاک ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا میں نے پکارا: یارسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا: بیٹے! تمہارے درود بھیجنے نے مجھے بے چین کر دیا۔ صبح اُٹھا تو آپ کی برکت سے درد اور سوج وغیرہ ختم ہو چکی تھی۔ القول البدیع۔۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳

• علّامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شیخ احمد بن ارسلان اور ان کے علاوہ معتبر اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے مجھے بتایا ہے کہ: اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ ان نیک لوگوں میں کرے کہ نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ یہ کتاب "القول البدیع" حضور نبی پاک ﷺ کی خدمت میں پیش کی گئی پھر آپ ﷺ نے اپنے سامنے رکھ دی۔ آپ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

مصنّف فرماتے ہیں یہ سن کر میری خوشی بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے قبولیت اور مزید ثواب کی مجھے امید لگ گئی۔

اس کے بعد امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے مخاطب! اپنے نبی کریم ﷺ پر کثرت سے دُرود پڑھ، دِل اور زبان سے آپ پر ہمیشہ دُرود بھیج۔ تیرا دُرود آپ پر پہنچتا ہے۔ حالاں کہ آپ اپنی قبر انور میں ہوتے ہیں تیرا نام آپ پر پیش کیا جاتا ہے۔ القول البدیع:۳۱۹

• حضرت محمد بن یحییٰ الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم ابو علی بن شاذان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے ایک نوجوان آیا ہم میں سے کوئی شخص اسے جانتا نہیں تھا سلام کیا پھر پوچھا کہ: ابو علی بن شاذان کون ہیں؟

ہم نے آپ کی طرف اشارہ کیا اس نے کہا:

اَیُّھَا الشَّیْخُ! رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِی الْمَنَامِ. فَقَالَ لِیْ سَلْ عَنْ مَّسْجِدِ اَبِیْ عَلِیِّ بْنِ شَاذَانَ فَاِذَا لَقِیْتُهٗ فَاقْرَأْ مِنِّیْ السَّلَامَ ثُمَّ انْصَرَفَ الشَّابُّ فَبَکٰی اَبُوْ عَلِیٍّ وَّقَالَ مَا اَعْرِفُ لِیْ عَمَلًا اَسْتَحِقُّ بِهٖ هٰذَا اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ صَبْرِیْ عَلٰی قِرَآءَةِ الْحَدِیْثِ وَتَکْرِیْرِ الصَّلٰوةِ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ کُلَّمَا جَآءَ ذِکْرُهٗ۔

اے شیخ! میں نے خواب میں رسولُ اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ نے فرمایا: علی بن شاذان کی مَسجِد پوچھ لے جب ان سے ملاقات ہو تو میرا ان کو سلام کہنا۔ وہ جوان یہ کہہ کر واپس چلا گیا اور ابو علی رحمۃ اللہ علیہ رونے لگ گئے اور کہا میں جانتا ہوں کہ میں اس شرف کا مستحق نہیں ہوں سوائے اس کے کہ میں حدیث شریف پڑھتا رہتا ہوں اور جب بھی آپ ﷺ کا ذکر مبارک آتا ہے تو آپ پر دُرود پڑھتا ہوں۔

علّامہ الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو علی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعے کے دو یا تین مہینے زندہ رہے پھر آپ کا وصال ہو گیا۔

اس بات کو ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع: ۲۴۵، ۲۴۶

## اعمالِ صالحہ ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ذُكِرَ لِيَ اَنَّ الْاَعْمَالَ تَتَبَاهٰى فَتَقُوْلُ الصَّدَقَةُ اَنَا اَفْضَلُكُنَّ۔

مجھے یہ بات بتائی گئی ہے کہ اعمال آپس میں فخر کرتے ہیں تو صدقہ کہتا ہے کہ میں سب سے افضل ہوں۔

اور فرمایا: جو شخص اپنے مال سے دو جوڑے صدقہ کرتا ہے جنت کے دربان اس کی طرف جلدی کرتے ہیں۔

اخرجہ الحاکم فی مستدرک: ج ۱ ص ۴۱۶، ابن خزیمہ فی الصحیح: ج ۴ ص ۹۵ --- جلاء الافہام، ص: ۱۱۸

حضرت الحسن بن الرشیق رحمۃ اللہ علیہ کو وصال کے بعد بڑی اچھی حالت میں دیکھا گیا پوچھا یہ مقام و مرتبہ کیسے ملا؟ فرمایا: بِكَثْرَةِ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی خبریں دینے والے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر کثرت کے ساتھ دُرود بھیجنے کی وجہ سے۔

اس روایت کو ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

# بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ

مؤلف

شیخ کبیر علامہ شہیر حضرت مخدوم مولانا محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ

المتولد ۱۱۰۴ھ المتوفی ۱۱۷۴ھ
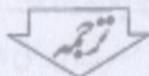
ناشر مظہر علم - کالا خطائی روڈ شاہدرہ لاہور

فتاویٰ
مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور
سراج اہل تقویٰ مفتی اعظم پاکستان
حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ
مرتبہ: محمد عبدالسلام عفی عنہ
منار الہدیٰ

الدر الثمین
فی فضل الصلوٰۃ والسلام علی
النبی الامین
تالیف
محمد عبد السلام بن محمد عبد الواحد
(صدیقی مجددی)
خانقاہ سلطانیہ
خانقاہ سلطانیہ